مفت تقسیم کے لیے

# آخلاقیات

ساتویں جماعت کے لیے

## سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ

طبع کنندہ: ماریہ پرنٹرز، اسلام آباد

تیار کردہ: سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، جام شورو

جائزہ شدہ: صوبائی کمیٹی برائے جائزہ کتب بیورو آف کریکیولم و توسیع تعلیم ونگ سندھ، جام شورو

منظور شدہ: صوبائی محکمہ تعلیم و خواندگی حکومت سندھ، بمراسلہ نمبر ایس او(جی-آئی) ای اینڈ ایل/کریکیولم 2014 گورنمنٹ آف سندھ، مؤرخہ 4 جنوری 2016

بطور واحد درسی کتاب برائے مدارسِ صوبہ سندھ

نگرانِ اعلیٰ: آغا سہیل احمد (چیئرمین سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ)

نگران: عبدالباقی ادریس السندی

مصنّفات: ☆ محترمہ روزینہ جمانی ☆ محترمہ یاسمین جمانی

تحقیق و ادارت: پروفیسر ڈاکٹر سید محسن نقوی

ایڈیٹرز: ☆ ڈاکٹر محمد انس راجپر ☆ نیاز احمد راجپر ☆ عبدالباقی ادریس السندی

## صوبائی جائزہ کمیٹی

☆ محترم انجینئر اے ایل جگرو ☆ محترم افضل جیکب

☆ محترم یونس مسیح ☆ محترم گنیش مل

☆ محترمہ مس کسندرا فرنانڈس فیریا

پروف ریڈنگ: ثناءاللہ قاسمی

کمپوزنگ اینڈ لے آؤٹ: ☆ محمد عمران ☆ اسداللہ بھٹو ☆ نور محمد سمیجو

مفت تقسیم کے لیے

# فہرست

| نمبر شمار | عنوانات | صفحہ نمبر |
|---|---|---|

## باب اوّل: مذاہب کا تعارف

## باب دوم: مذہبِ زرتُشت



## باب سوم: پاکستان میں مذہبی تہوار

## باب چہارم: اخلاقی اقدار



## باب پنجم: نیکیوں میں پہل کرنا



## باب ششم: ایمانداری

## باب ہفتم: سچائی



## باب ہشتم: آداب

# باب نہم: شخصیات

# پیش لفظ

علم کا حصول در حقیقت خود شناسی ہے جو ہمیں اپنی اندرونی یعنی چھُپی ہوئی قوّتوں اور صلاحیتوں کو سمجھنے اور پروان چڑھانے میں مدد دیتی ہے۔ اسی حصول علم کی کاوش کی بدولت انسان اور معاشرہ آگے بڑھتے اور ترقی پاتے ہیں۔ لہٰذا ایک دوسرے کے لیے گرم جوشی کے احساسات اور احترام کے جذبے، محبت اور ایثار کے رویّے اور مثبت سوچ کی وجہ سے انسان نہ صرف خود کو بلکہ پورے معاشرے کو روشن خیالی اور جدّت کی طرف لے جاتے ہیں اور آگے چل کر یہی معاشرتی رابطے ایک دوسرے کے لیے باعثِ فیضان ہوتے ہیں۔

اخلاقیات کی یہ کتاب ایک طرف تو طلبہ میں اُن کی انفرادیت، اُن کے خیالات، اُن کی سوچ و فہم اور آرا کو وسیع کرنے کے لیے ایک ذریعہء تربیت ہے، تو دوسری طرف اسی سوچ، خیال اور سمجھ کو معاشرے میں دوسرے لوگوں کے ساتھ رہنے، ایک دوسرے کو سمجھنے اور نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنے کا اہم درس بھی دیتی ہے۔ اس دوہری ذمہ داری کو باریک بینی سے سمجھنے کے لیے نہ صرف طلباء بلکہ پورے معاشرے میں تگ و دو جاری ہے کیوں کہ اب ہم خود کو ایک ایسے عالمی معاشرے میں بین الاقوامی شہری کی حیثیت سے دیکھتے ہیں جہاں ہر فرد کی سوچ دوسرے سے مختلف ہونے کے باوجود اس پر اثرانداز ہوتی ہے۔ گویا ہم سب کو معاشرے میں ایک ذمہ دار اور بافکر شہری کی حیثیت سے اپنا کردار ادا کرنے کے لیے تیاری کرنی ہوگی تاکہ تنوع اور تکثیریت کے رویّوں کو سمجھتے ہوئے ہم عالمی بھائی چارے کی تعمیر کرسکیں۔ اِس ضمن میں امن و آشتی، رواداری، خلوص اور دوسروں کی دیکھ بھال کی صفات اور روایات جن کی تلقین ہر مذہب کرتا ہے، اس پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی بے حد ضرورت ہوگی۔

طلباء اخلاقیات کی اِس کتاب کے ذریعے مختلف مذاہب کے اہم پیغامات، اُن کے عقائد، رسوم اور اخلاقی قدروں کے ساتھ ساتھ تمثیلی کہانیوں اور مثالوں کے ذریعے روزمرہ زندگی کو بہتر بنانے اور اخلاقی و سماجی مسائل کو خندہ پیشانی سے حل کرنے کے بارے میں جانیں گے۔ اس کتاب میں دیے گئے لائحہ عمل (framework) کی مدد سے طلباء اپنی شخصیت کو مختلف سیاق (context) میں سمجھنے کے لیے تیار کریں گے جو انھیں تنگ نظری سے دور وسیع النظر بننے میں مدد کرے گی۔ اُمید ہے کہ یہ کتاب طلباء کے ذاتی مطالعے میں روشن خیالی پیدا کرے گی ساتھ ہی اساتذہ اور والدین کی مدد سے طلباء وسیع تناظر میں اپنا اخلاقی اور معاشرتی کردار سمجھنے کے قابل ہوں گے۔

اس بات کو سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ ہم سب ایک خوشحال اور امن پسند مملکتِ پاکستان کے شہری ہیں، جو گوناگُونی اور تکثیریت کی عمدہ مثال ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے اپنے مذہبی عقائد کی مکمل آزادی سے پیروی کرتے ہوئے مذہبی، قومی، اخلاقی اور معاشرتی سیاق (context) میں مخلص اور باوقار کردار پیش کریں جو آئندہ آنے والی نسلوں کو وحدتِ انسانی کی کڑیوں میں مضبوطی سے جوڑے رکھے۔

طلباء کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ وہ اس کتاب میں موجود خیالات اور حقائق کو نہ صرف غور سے پڑھیں بلکہ اِس سے متعلق اپنی آراء کا اظہار سرگرمی اور ہدایات میں دیے گئے سوالات و جوابات کی روشنی میں کریں۔ علاوہ ازیں اُن موضوعات کو سبق کے ساتھ ساتھ معاشرے میں عملی مظاہرے کی صورت میں اپنائیں۔

اخلاقیات کی اِس کتاب کے اہم مقاصد درج ذیل ہیں:

- اپنے مذہب کے عقائد، رسوم اور اخلاقی پہلوؤں کی سمجھ کو وسیع کرنا اور ساتھ ہی دوسری برادریوں کے عقائد اور رسوم کا احترام کرنا۔
- تکثیریت اور تنوع کے رویّوں کی روشنی میں ایک دوسرے کے لیے رواداری، برداشت اور احترام کے احساسات کی عملی طور پر پیروی کرنا۔
- اپنے آپ کو اچھا اور بہتر انسان بنانے اور معاشرے میں فعّال کردار ادا کرنے کے متعلق غور و فکر کو جاری رکھنا۔

اُمید ہے کہ طلباء اس کتاب کو پڑھتے وقت مندرجہ بالا خیالات اور مقاصد کو غور سے پڑھیں گے اور وقتاً فوقتاً اِن خیالات و مقاصد کا جائزہ لیتے رہیں گے تاکہ وہ اپنے آپ کو اچھا انسان بنانے اور معاشرے میں اپنا مثبت کردار ادا کرنے کی کوشش میں کامیاب رہیں۔

مُصنّفات

باب اوّل

# مَذاہِب کا تعارُف

## ۱- مذہب کا تَصوُّر

تہذیب انسانی ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ ابتدائی زمانے ہی سے لوگوں کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ کوئی اعلیٰ ہستی ضرور اس دنیا میں موجود ہے جو انھیں تحفظ فراہم کرتی ہے۔ وہ ہستی انسانی فہم اور اِس دنیا کی تمام مخلوقات سے بالاتر ہے اور اِس دنیا کے نظام کو چلا رہی ہے۔ گویا اِس احساس نے انسان کو اُس راستے کو تلاش کرنے پر آمادہ کیا، جو اُس کی معرفت تک لے جاتا ہے۔ وہ مالکِ حقیقی جو زمان و مکان سے بالاتر ہے اور جو انسانی زندگی و موت پر قادر ہے انسان اُسے تلاش کرے۔ اُس عظیم طاقت سے اپنی وابستگی پیدا کرے جس کی مرضی کے بغیر اِس کائنات میں کچھ بھی ممکن نہیں۔

دنیا میں بعض مذاہب ایسے بھی ہیں جن کی بنیاد محض اخلاقیات پر ہے اور وہ اپنے بانیوں کی تعلیمات کی پیروی کرتے ہیں۔ ان مذاہب میں کسی اعلیٰ و برتر ہستی کے وجود کا عقیدہ موجود نہیں بلکہ وہ مطلقاً ''نجات'' کے حصول کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

مالکِ حقیقی نے انسانی ہدایت نیز انسانی زندگی کے لیے جو روح و جسم سے مرکب ہے اور عقل کو پروان چڑھانے اور زندگی کے زریں اصولوں پر عمل کرنے سے سُرخرو ہونے کے لیے اپنی ہدایت کا سلسلہ شروع کیا اور ہادیانِ برحق کو دنیا میں بھیجا جنھوں نے مالکِ حقیقی کے پیغام کو انسانوں تک پہنچایا اور اُن کی روحانی، اخلاقی، جسمانی اور عقلی قوّتوں کو پروان چڑھانے میں اُن کی رہنمائی فرمائی۔ اس طرح انسانوں کو وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتے تھے۔

# ۲- مذہب کا تعارف

لفظ ''مَذہَب'' عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ''چلنے کا راستہ'' یا way of life یعنی ''ضابطۂ حیات اور زندگی گزارنے کا راستہ'' ہیں۔ مذہب کے تین بنیادی عناصر ہیں: عقیدہ، رُسوم اور اخلاق جو تمام مذاہب میں مشترک ہیں۔ ہر مذہب اپنے پیروکاروں کو اِن تین بنیادی عناصر کی بدولت جوڑے رکھتا ہے۔

لفظ عقیدہ ''عَقد'' سے نکلا ہے، جس کے معنی کسی چیز کو باندھنے کے ہیں۔ لہٰذا اصطلاح میں ''عقیدہ'' سے مراد وہ اہم اُصول ہیں جن پر مذہب کی عمارت قائم ہے۔ یہ مذہب کا پہلا عُنْصُر ہے۔ زیادہ تر مذاہب کے مطابق اس دنیا کے ایک خالق اور اُس کے وجود پر ایمان، سلسلہ ءہدایت پر ایمان اور جزا و سزا پر ایمان لانا وغیرہ اس کی بنیادی باتیں ہیں۔ چنانچہ عقیدہ کسی بھی مذہب میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

لفظ رُسوم ''رسم'' کی جمع ہے جس کے معنی نشان، آئین، قانون اور عادت کے ہیں۔ یہ مذہب کا دوسرا اہم عُنْصُر ہے۔ دل میں یقین کے ساتھ ساتھ اُن عقیدوں پر عمل کرنا انتہائی ضروری ہے جو انسان کے لیے روحانی تسکین کا باعث بنتے ہیں جیسا کہ مالکِ حقیقی پر ایمان لانے کے بعد اُس کا ذکر کرنا، اُس کی عبادت کرنا اور حمد و ثنا کرنا رسوم کا حصہ ہے۔ انھی اعمال کے ذریعے ہم مالکِ حقیقی کا قرب حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

مذہب کا تیسرا عُنْصُر ''اخلاق'' ہے جو ''خُلق'' کی جمع ہے جس کے لغوی معنی اچھا برتاؤ اور پسندیدہ عادتیں ہیں۔ ہر مذہب اپنے ماننے والوں کو اچھے اخلاق کی تاکید کرتا ہے۔ انھی اچھے اخلاق کی بدولت معاشرے میں امن و سکون، پیار محبت، رحم دلی اور ہمدردی جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

گویا مذہب کی بدولت ہی انسان اصل مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ بیشتر مذاہب کے مطابق ہم سب مالکِ حقیقی کی طرف سے آئے ہیں اور ہم سب کو اُس کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

# سبق کا خلاصہ

- مذہب مالکِ حقیقی اور بندے کے درمیان ایک واسطہ ہے جو ہمیں زندگی گزارنے کا طریقہ اور سلیقہ فراہم کرتا ہے۔
- مذہب پر عمل کر کے ہم دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔
- بعض مذاہب کے مطابق ہماری زندگی کا اصل مقصد مالکِ حقیقی کی رضا حاصل کرنا ہے۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

### ۱- درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) انسانی زندگی میں مذہب کیوں ضروری ہے؟

(۲) مذہب کے بنیادی عناصر کون سے ہیں؟

(۳) ہماری زندگی کا اہم مقصد کیا ہے؟

(۴) مذہب ہمیں اچھے اعمال کرنے کی تلقین کیوں کرتا ہے؟

### ۲- درجِ ذیل سوال کا مُفصّل جواب تحریر کریں:

مذہب کس طرح ہماری ذہنی، جسمانی، عقلی، روحانی اور اخلاقی قوّتوں کو پروان چڑھانے میں مدد کرتا ہے؟

### ۳- بات چیت کے نکات:

جماعت میں درجِ ذیل نکات پر بات چیت کے مواقع فراہم کریں۔

- بعض مذاہب کے مطابق مذہب دراصل معبود اور عبد کے درمیان تعلق کا نام ہے۔
- اسلامی تعلیمات کے مطابق مالکِ حقیقی کی ذات زمان و مکان سے بالاتر ہے، مگر وہ ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔

۴- اس سبق سے متعلق اپنی پسند کے دو ایسے نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثّر ہوئے ہوں۔

(۱) ______________________________

(۲) ______________________________

**ہدایات برائے اساتذہ**

طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ مذہب کی اہمیت و ضرورت پر مختلف مقالات جمع کر کے جماعت میں موجود نوٹس بورڈ پر آویزاں کریں اور اُن کے متعلق تبادلۂ خیال بھی کریں۔

## فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| ضابطۂ حیات | زندگی گزارنے کا طریقہ | معبود | جس کی عبادت کی جائے |
| عبد | بندہ | فہم | سمجھ |
| وحدانیت | مالکِ حقیقی کو ایک ماننا | تسکین | اطمینان، سکون |
| صفت (ج) صِفات | اچھی عادتیں | رضا | مرضی |
| قادر | قدرت رکھنے والا | واسطہ | ذریعہ |
| مَذہَب | چلنے کا راستہ | رُسُوم | جمع (رسم) بعض مخصوص اعمال جو مذہبی تعلیم کے مطابق ادا کیے جاتے ہیں۔ |
| انتہائی | بے انتہا، بہت زیادہ | | |
| تبادلۂ خیال | کسی معاملے پر بات چیت کرنا | آویزاں | لٹکا ہوا |

# ۳- انسانی ترقی میں مذاہب کا کردار

## ۱- تعارف

مذاہب نے ہمیشہ ہی انسانی زندگی پر بڑے واضح اثرات ڈالے ہیں اور اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ اُن کے پیروکار حاصل شدہ ہدایات کے نتیجے میں ایک بہتر معاشرہ قائم کرتے ہوئے اُن تمام سرگرمیوں کا حصہ بنیں جن کا تعلق انسانی زندگی کے کسی بھی پہلو سے ہو۔ گویا مذہبی ہدایات، فکر اور سوچ نے لوگوں میں جدّت پیدا کی جس نے تہذیب یافتہ معاشروں کی بنیاد رکھی۔

تاریخ شاہد ہے کہ انسان نے مختلف زمانوں میں نئے اور مختلف طریقوں سے رہن سہن اور بُود و باش، زبان و ادب، فنونِ لطیفہ، فنِ تعمیر اور اخلاقیات اور دیگر شعبوں میں کافی ترقی کی ہے اور اُنہیں بے انتہا وسعت دی ہے۔ ذیل میں اُن امور کے متعلق مختصراً معلومات بیان کی جارہی ہے جہاں مذاہب نے مختلف زمانوں اور ادوار میں انسانی ترقی کے ضمن میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔

ہفتم جماعت کے طلبہ کو اخلاقیات کے پیریڈ میں ایک منفرد پروجیکٹ ورک (project work) سے متعارف کروایا گیا جہاں انھیں چارٹز (charts) اور پوسٹرز (posters) کی مدد سے انسانی زندگی کے مختلف شعبوں میں مذاہب کے کردار سے متعلق سوچ و بچار اور پیش رفت کو معلومات کی صورت میں اکٹھا کرنے کو کہا گیا۔ اُستانی صاحبہ نے عالمی مذاہب کے متعلق ویڈیوز (videos) دکھانے کے بعد جماعت کے طلبہ کو پانچ گروہوں میں تقسیم کرتے ہوئے انھیں فنونِ لطیفہ، صوفیانہ شاعری (ادب) اور فنِ تعمیرات سے متعلق مذہب کے کردار اور اثرات پر ابتدائی معلومات فراہم کیں اور اُن پر مزید تحقیق کرنے کے لیے طلبہ کو لائبریری اور کمپیوٹر لیب لے جانے کا بندوبست بھی کیا۔

ان پانچ گروہوں کو پانچ عالمی مذاہب کے ناموں سے منسوب کیا گیا۔ جن میں ہندو مذہب، سکھ مذہب، بودھ مذہب، مسیحیت اور اسلام شامل تھے۔ تمام گروہوں کو اپنے اپنے عنوان یعنی اُس مذہب میں موجود فنونِ لطیفہ، صوفیانہ شاعری (ادب) اور فنِ تعمیر سے متعلق مذہب کے کردار اور اثرات کو بیان کرنا تھا۔ تمام گروہوں کو آزادی تھی کہ وہ معلومات کو پوسٹرز پر لکھنے کے ساتھ ساتھ ویڈیوز، رول پلے (Role Play) اور تصاویر کی مدد سے پیش کریں۔

## ۲- فنونِ لطیفہ

ٹیچر نے فنونِ لطیفہ کا تعارف یوں کروایا کہ ''فنونِ لطیفہ انسان کی تخلیقی صلاحیتوں کے اظہار کا ذریعہ ہیں جو انسان کے ذہنی، جذباتی اور روحانی افکار کو ظاہر کرتے ہیں۔ فنونِ لطیفہ میں مصوّری، شاعری، موسیقی، مجسمہ سازی، ادب، خطاطی، نقش نگاری، لوک رقص اور دستکاری وغیرہ شامل ہیں۔

اس تعارف کے بعد ٹیچر نے طلبہ کے ہر گروہ کو دیے گئے عنوان پر خیالات کے اظہار کے لیے مدعو کیا۔ ہر گروہ سے ایک ایک طالب علم نے آگے آکر اپنے مذہب میں فنونِ لطیفہ سے متعلق درجِ ذیل خیالات کا اظہار کیا۔ پہلے گروہ نے ہندومت سے متعلق فنونِ لطیفہ کے بارے میں اپنی تحقیق کا خلاصہ یوں پیش کیا:

### ۱- ہندو مذہب

ہندومت دنیا کا قدیم ترین مذہب ہے۔ ہندو مذہب میں فنِ موسیقی کے ساتھ ساتھ ''نرت'' یعنی رقص کی بھی اجازت ہے۔ اس کے علاوہ مجسمہ سازی بھی اس مذہب کے ایک خاص حصے کے طور پر نظر آتی ہے۔ ہندوؤں کے مندروں میں مجسموں کی تصاویر کے علاوہ ستونوں اور دیواروں پر نقش و نگار اور فنونِ لطیفہ کے بہترین نمونے ہیں جن میں ان کے مذہبی عقائد کی عکاسی کی گئی ہے۔ ہندو مذہب موسیقی کے اعتبار سے کافی مقبول ہے جو اس مذہب کا بنیادی حصہ ہے۔

ہندومت کے بعد دوسرے گروہ نے بودھ مذہب میں فنونِ لطیفہ سے متعلق اپنی آرا کچھ اس طرح پیش کیں:

### ۲- بُودھ مذہب

بودھ مذہب میں بھی فنونِ لطیفہ کو کافی پذیرائی حاصل ہے۔ بودھ مذہب کے بانی مہاتما گوتم بودھ کی زندگی کے مختلف ادوار کو مجسموں کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔ بودھ مذہب کی عبادت گاہوں میں اسٹوپا (Stupa) پگوڈا (Pagoda) خانقاہ (Monastery) شامل ہیں جن کی تعمیر میں بڑی خوبصورتی اور کاری گری نظر آتی ہے جو فنونِ لطیفہ کا ایک خوبصورت اور بہترین اظہار ہے۔ بودھ مذہب کے پرچار اور تبلیغ کے دوران لوگوں نے لکڑی، دھات، پتھر اور چونے کو استعمال کرتے ہوئے اپنے مذہب کی اشاعت کا کام کیا۔

موریا خاندان کے بادشاہ اشوکا کے دور میں بودھ آرٹ (Art) کو بہت ترقی ملی کیونکہ بادشاہ اشوکا نے بودھ مذہب کو اُس دور کے سرکاری مذہب کا درجہ دیا تھا۔

بودھ مذہب کی علامتوں میں سے ایک علامت پہیّا(Wheel) ہے جو آٹھ حصّوں میں تقسیم کیا ہوا ہے۔ جو بُودھ مذہب میں آٹھ درجات کی نمائندگی کرتا ہے۔ جس کے تحت بُودھ مذہب کے ماننے والے اپنی زندگی میں صحیح خیالات اور صحیح ارادے رکھنے، صحیح بات کہنے، صحیح عمل کرنے، صحیح روزی کمانے، جانفشانی سے کام کرنے، اپنے ذہنوں میں صحیح سمجھ اور یک سوئی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

طلبہ کے تیسرے گروہ نے مسیحیت میں فنونِ لطیفہ سے متعلق درجِ ذیل خیالات پیش کیے:

## ۳- مسیحیت

مسیحیت کا شمار دنیا کے قدیم مذاہب میں ہوتا ہے۔ اسی بنا پر فنونِ لطیفہ پر مسیحیت نے اہم نقوش چھوڑے ہیں۔ مسیحیت میں فن مصوری کے حوالے سے بہت کام ہوا ہے۔ ان کی مذہبی عبادت گاہیں گرجا گھروں (churches) کے نام سے جانی جاتی ہیں جو انتہائی دلکش اور خوبصورت فنِ تعمیر کا نمونہ پیش کرتی ہیں۔ گرجا گھروں کے مناظر قابلِ دید اور انکی نقش نگاری آنکھوں کو لبھاتی ہے۔

مسیحیت میں موسیقی کے فن کو ترقی ملی اور گرجا گھروں میں موسیقی کے آلات کے استعمال کی وجہ سے بہت سے آلات وجود میں آئے۔ مسیحی فنکاروں نے اپنے مذہب سے متاثّر ہو کر اپنے مذہبی عقائد کا بھرپور اظہار کیا ہے۔

اب چوتھے گروہ نے فنونِ لطیفہ کے حوالے سے اسلام کے اقدامات کو ان الفاظ میں پیش کیا:

## ۴۔ اسلام

مذہب اسلام میں مسلمانوں نے اپنے جذبات واحساسات کی تکمیل اور اظہار کے لیے جو فنون اختیار کیے اُن میں خطّاطی، جلد سازی، گُل کاری اور رنگت آمیزی کے علاوہ مذہبی عمارتوں کی تعمیر میں اسلامی فن تعمیر(Islamic Architecture) کے فن کو اپنایا۔ اسلام میں آلاتِ موسیقی کے بغیر حمدیہ اور نعتیہ کلام کہنے کو بیحد پسند کیا جاتا ہے۔

یہ بات قابلِ غور ہے کہ جہاں جہاں اسلام پھیلا اسلام نے وہاں کے رسم ورواج اور ثقافت کو اپنے اندر ضم کرلیا اور یوں فنون لطیفہ کو وسعت حاصل ہوئی۔ اسلام فنونِ لطیفہ کے اعتبار سے بھی تنوّع کے رویّوں کو ابھارتا ہوا نظر آتا ہے۔ مسلمان نے اپنی مذہبی کتابوں کی نقلیں تیار کرتے وقت خطاطی کیا کرتے تھے۔ ایسے کتب کو مخطوطات یا قلمی کتب کہا جاتا ہے، جو آج بھی مختلف کتب خانوں میں موجود ہیں۔

مسلمانوں نے عمارتوں کی تعمیر کے وقت تزئین وآرائش اور اُن پر بیل بوٹے بنائے اور منظر نگاری کے اعلیٰ نمونے پیش کیے۔ عمارتوں میں خاص طور پر کشادگی، نقش نگاری اور روشنی وغیرہ کا خاص خیال رکھا جاتا۔ مسلمانوں نے عبادت گاہوں میں گلِ کاری اور جیومیٹری کے نمونے بھی متعارف کروائے۔ اس سلسلے میں ہندوستان کے مسلمان حکمرانوں کی چند قابلِ قدر خدمات درج ذیل ہیں:

### مغلیہ فنون ودستکاری

مغلیہ درباروں میں فنکاروں اور دستکاروں کو پورے ہندوستان اور قریبی ممالک سے بلایا جاتا تھا اور انھیں مغل درباروں میں انھی کاموں پر رکھا جاتا تھا جن میں مصوّروں، خطاطوں، جلد سازوں، جوہریوں، سُناروں، اسلحہ سازوں، سنگ تراشوں اور ریشم بُننے والوں نے اپنے اپنے فن میں حیرت انگیز ایجادات کیں۔ مغل بادشاہ اکبر نے ٹکسال اور سکّہ سازی میں اصلاحات کیں۔

**بادشاہی مسجد:** لاہور کے شمال میں شاہی قلعے کے مغرب میں واقع ایک عظیم الشان بادشاہی مسجد واقع ہے جو وسعت کے لحاظ سے شاہ فیصل مسجد، اسلام آباد کے بعد دنیا کی سب سے بڑی مسجد ہے، اس میں کم وبیش ایک لاکھ آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہ مسجد اورنگ زیب عالمگیر کے ایما پر فدوائی خان کے زیرِ اہتمام 1674ء میں مکمل ہوئی تھی جو توپ خانے کا داروغہ ہونے کی وجہ سے میر آتش کہلاتا تھا۔ اس کا صحن 528 فٹ 8 انچ چوڑا اور 538 فٹ 4 انچ لمبا ہے۔ چاروں کونوں پر چار بلند

مینار ہیں، جن میں سے ہر مینار کی بلندی 176 فٹ ہے۔ میناروں کا خاص ہنر یہ ہے کہ ان پر چڑھ کر مقبرہ ءجہانگیر کو دیکھیں تو اس کے صرف تین مینار نظر آتے ہیں۔

**شالا مار باغ :** یہ باغ لاہور کا ایک تاریخی باغ ہے۔ اس کی بنیاد 1634ء میں شاہ جہاں کے حکم سے رکھی گئی۔ خلیل خان کی نگرانی میں ڈیڑھ سال میں مکمل ہوا، لیکن شاہ جہاں اس باغ میں پہلی مرتبہ 21 نومبر 1642ء کو داخل ہوا اور اسے دیکھ کر اتنا پسند کیا کہ آئندہ جب کبھی لاہور آتا تو اسی میں ٹھہرتا۔ حرم کے لیے باغ کے اندر اتنی عمارتیں بنائی گئیں کہ خیمے نصب کرنے کی ضرورت نہ رہی۔ باغ کے تین درجے رکھے گئے۔ پہلے کا نام ''فرح بخش'' تھا جس کی آخری حد پر سنگ مرمر کی خوبصورت بلند جالی لگی ہوئی تھی اور عین بیچ میں ایک خوبصورت بارہ دری تھی جو خالص سنگِ مرمر کی بنی ہوئی تھی۔

**شاہ فیصل مسجد :** اسلام آباد کی یہ نئی مسجد دنیا کی عظیم ترین مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ اس مسجد کا ڈیزائن بنانے کے لیے پانچ رکنی بورڈ تشکیل دیا گیا تھا۔ بورڈ نے نومبر 1969ء میں ترکی کے ماہرِ تعمیرات وحدت دلوکے کا بنایا ہوا ڈیزائن منظور کیا۔ مسجد کے لیے کوہ مارگلہ کے دامن میں بیس لاکھ مربع فٹ کا رقبہ مخصوص کیا گیا۔ اس مسجد کے چار پُر شکوہ، بلند و بالا مینار چہار اطراف سے دور ہی سے نظر آتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی بلندی 300 فٹ ہے۔ مرکزی عبادت گاہ کے اوپر ایک 150 فٹ قطر کا عالی شان گنبد ہے اور چوکور ہال 140x214 فٹ کے رقبے پر محیط ہے۔ اس کے مرکزی ہال میں بیس ہزار اور صحن میں ایک لاکھ افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ خواتین کے لیے گیلری کا الگ انتظام ہے۔ مسجد کے احاطے میں ایک آڈیٹوریم، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، بڑا کتب خانہ اور ایک عجائب خانہ بھی ہے۔

اس کے علاوہ شاہ جہان مسجد ٹھٹہ، ٹالپور دور کے مقبرے اور مساجد ساتھ ساتھ سندھ کے صوفیائے کرام کے مقبرے، مثلاً: سیوھن شریف میں حضرت لعل شہباز قلندرؒ، بھٹ شاہ میں شاہ عبداللطیفؒ، درازا میں حضرت سچل سرمستؒ، ہالا میں حضرت مخدوم نوحؒ کے مقبرے اسلامی فنِ تعمیر کے اعلیٰ نمونے ہیں۔ جہاں چپی کاری، کاشی کاری، اور چوب کاری کا لاجواب کام کیا گیا ہے۔ ان عمارتوں کے علاوہ پاکستان کے مایہ ءناز خطاط اور مصوّر سیّد صادقین احمد نقوی کا فن ''صادقین آرٹ'' میورل (دیواری مصوّری) کے نام سے مشہور ہے۔ اس فن کی شاہکار کراچی ائیر پورٹ، سینٹرل ایکسائز لینڈ، کسٹمز کلب، سروسز کلب اور منگلا ڈیم کی دیواریں ہیں۔ ان کے علاوہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان، کراچی کی لائبریری کی دیواریں جنھیں وقت کا خزانہ بھی کہتے ہیں، اُن پر سقراط سے لے کر آئن اسٹائن تک کی علمی ترقی کا مصوّری کے ذریعے بے مثال نمونہ پیش کیا گیا ہے۔

طلبہ کے پانچویں گروہ نے فنونِ لطیفہ سے متعلق سکھ مذہب کے افکار کچھ یوں بیان کیے:

### ۵- سکھ مذہب

اگرچہ سکھ مذہب اپنے وجود کے لحاظ سے نیا مذہب ہے تاہم اس مذہب نے فنون لطیفہ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس مذہب کا تعلق چونکہ پنجاب سے ہے لہٰذا پنجاب کی ثقافت کے اثرات اُن کے مذہب پر نمایاں ہیں۔ سکھوں کے ہاں بت پرستی منع ہے۔ اس لیے اُن کی عبادت گاہوں یعنی گوردواروں میں بیشتر مصوری اور تصویر کشی کا فن ملتا ہے۔ جس میں بابا گرونانک دیو جی اور دوسرے گروؤں کے بارے میں معلومات ملتی ہیں۔ اس کے علاوہ جنگی مناظر کی مصوری کے نمونے خاص طور پر سکھ مذہب میں ملتے ہیں۔

سکھ مذہب کے گروؤں نے بابا گرونانک دیو جی کے بعد کئی اصلاحات کیں اور اُن کی روایات کو جاری رکھا۔ انھوں نے گورمکھی رسم الخط ایجاد کیا اور صوفیوں اور بھگتوں کے کلام کو جمع کر کے اُسے "گرو گرنتھ صاحب" (کتاب) میں شامل کر دیا۔ اُس کے علاوہ انھوں نے بابا گرونانک دیو جی کی سوانح عمری بھی مرتب کروائی۔

اِن تمام نکات کو سننے کے بعد ٹیچر نے تمام گروہوں کے طلبہ کے لیے تالیاں بجا کر ان کی خوب حوصلہ افزائی کی اور انھیں شاباشی دی اور ساتھ ہی اعلان کیا کہ اگلے ہفتے طلبہ اپنے اپنے گروہوں میں عالمی مذاہب میں صوفیانہ شاعری (ادب) سے متعلق مقالہ تیار کر کے اسے پیش کرنے کے لیے ارکان کو مدعو کریں گے۔

## ۳- صوفیانہ شاعری (ادب)

اس سے پہلے کہ ہر گروہ کے نمائندے اپنے اپنے عنوان کے متعلق وضاحت کرتے، ٹیچر نے صوفیانہ شاعری کا تعارف اِن لفظوں میں کروایا:

انسان اپنے جذبات کا اظہار مختلف انداز میں کرتا ہے جیسے موسیقی یا شاعری۔ اُن میں سے ہر ایک کا منفرد انداز ہے۔ شاعری کے ذریعے محسوس کیے جانے والے احساسات کو لفظوں میں خوبصورتی سے پیش کیا جاتا ہے جو سننے والے کے دل و دماغ اور روح تک پہنچتے ہیں۔

شاعری کی بہت سی قسموں میں سے ایک صوفیانہ شاعری ہے جہاں انسان روحانی احساس اور رشتے کی بدولت مالکِ حقیقی کے ساتھ منسلک ہوتے ہوئے اپنے آپ کو اس کے حوالے کرتے ہیں۔ عام طور پر صوفیانہ شاعری پیروکاروں کیلئے اپنے مذہب اور خالقِ حقیقی سے نزدیکی یا قُرب حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ چوں

کہ مالکِ حقیقی اور بندوں کے درمیان روحانی ربط اور اُس لطیف احساس کو عام زبان میں بیان کرنا انتہائی مشکل ہے لہٰذا صوفیانہ شاعری کی مدد سے اسے پیش کیا جاتا ہے۔ قوالی بھی صوفیانہ شاعری کا ایک انداز ہے۔

اس تعارف کے بعد ٹیچر نے تمام گروہوں کو اُن کے مذہب میں صوفیانہ شاعری سے متعلق اپنے نکات پیش کرنے کی دعوت دی۔ انھوں نے پوسٹروں اور کارڈوں کے علاوہ صوفیانہ کلام پڑھنے کی بھی ہدایت کی۔

طلبہ کے پہلے گروہ نے ہندومت میں صوفیانہ شاعری (ادب) کا تحقیقی تعارف ان الفاظ میں بیان کیا:

## ا- ہندو مذہب

ہندوؤں میں موسیقی مذہب کا اہم حصہ ہے۔ اس لیے اس میں روحانی شاعری پر بہت کام ہوا ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتب رامائن، مہابھارت وید اور بھگود گیتا میں اشعار کی صورت میں پرماتما یعنی مالکِ حقیقی کا پیغام دیا گیا ہے۔ اِن کتابوں میں اُن کے دیوتاؤں کی زندگی، اُن کے فرمان اور مذہبی عقائد اشعار کی صورت میں ہر پڑھنے والے کے دل پر اثر کرتے ہیں۔ یہ اشعار تمام عبادت گاہوں یعنی مندروں اور پیروکاروں کے گھروں میں بھی پڑھے جاتے ہیں۔ ہندو مذہب کے اہم شعرا کالی داس، بھگت کبیر، بھاشا کے مشہور شاعر سوامی تلسی داس وغیرہ نے ہندو مذہب کے اصلاحی پہلوؤں کو شاعری میں بیان کیا تاکہ عام لوگوں تک اُس پیغام کی رسائی ہو اور لوگ مالکِ حقیقی کی حقیقت کو پہچانیں۔ ذیل میں شریمد بھگود گیتا سے ادھیا 12 شلوک نمبر 6 اور 7 کے ترجمے پیش کیے جاتے ہیں:

ترجمہ: "جو اپنے سارے کاموں کو میرے سپرد کرتے ہوئے میری پوجا (عبادت و بھگتی) کرتے ہیں اور اپنے خیالات کو مجھ پر ہی قائم و مرکوز رکھتے ہیں۔ اے بھائی! ایسے تمام لوگوں کو نجات دلانے میں آیا ہوں۔" (شریمد بھگود گیتا: باب 12 فقرے 6 اور 7)

شریمد سوامی تلسی داس ورچت "رام چریت مانس" میں آیا ہے:

ترجمہ: "میری صفات اپنے اندر پیدا کر اور میرے نام کا ذکر کر جو اس دنیا کی نفسانی خواہشات سے بالا تر ہے۔ اس کا سکھ وہی جانتا ہے جو اس حقیقت کو پالیتا ہے۔" (ر۔ چ۔ م: باب 7 فقرہ 46)

طلبہ کے دوسرے گروہ نے اپنے تاثراتِ اِن الفاظ میں بیان کیے:

## ۲- بودھ مذہب

بودھ مذہب میں تصوف کا ذکر عام ہے جو صوفیانہ شاعری سے منسلک ہے۔ بودھ مذہب کے ماننے والے مہاتما بودھ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے محدود مدّت (کچھ عرصے کے لیے) گوشہ نشینی اختیار کرتے ہیں۔ تاکہ اُس عرصے میں وہ یک سُو ہو کر اس حقیقت کو جانیں کہ اُن کی زندگی کا کیا مقصد ہے۔ اچھے اعمال، نیک راہ، نیک خیال، اچھی عادات اور اپنی ذات سے دوسروں کو تکلیف نہ دینے کا کیا مطلب ہے۔ اور وہ جان سکیں کہ مہاتما بودھا نے اپنی زندگی کیسے گزاری۔

اُن کے یہاں اپنے آپ کو دنیا سے الگ تھلگ کر کے راہِ حق کو تلاش کرنے اور اپنے آپ کو فنا کرنے کا بھی درس ملتا ہے۔ انھی افکار کا تذکرہ بودھ مذہب کے ماننے والے ایک شاعر ازوموشکِبو (974-1034ء) یوں بیان کرتے ہیں:

ترجمہ: ''جس طرح ایک کمرے کا دروازہ اندر سے بند ہوتا ہے کہ ہوا، گرد و غبار اور مٹی اندر نہ داخل ہو سکے اسی طرح اپنے دل کو اُس حقیقت سے باندھ لو کہ اُس میں دنیا کا خیال، دنیا کی محبت، غصّہ، لالچ وغیرہ داخل نہ ہو سکے۔''

وہ مزید کہتے ہیں: ''جس طرح رات میں چاند کی روشنی سے اندھیرا چھٹ جاتا ہے اسی طرح مہاتما بودھا (جو کہ چاند کی مانند ہیں) ہماری زندگی سے اس اندھیرے اور برائی کو دور کر دیں گے۔''

طلبہ کے تیسرے گروہ نے مسیحیت میں صوفیانہ شاعری کی تحقیق یوں بیان کی:

## ۳۔ مسیحیت

مسیحیت کے اوائل میں ہی مسیحی مذہب کے عقائد کو اشعار کی شکل میں لوگوں تک پہچانے کا کام شروع کر دیا گیا تھا۔ تیرہویں صدی عیسوی کے دوران مسیحی مذاہب کے عقائد ڈراموں کی صورت میں کھلے میدانوں میں پیش کیے جاتے تھے۔ جنھیں پُر اَسرار ڈرامے(Mystery Plays) کے نام سے بھی جانا جاتا تھا۔اِن ڈراموں کے ساتھ ساتھ اخلاقی ڈرامے بھی پیش کیے جاتے تھے جن کا مقصد لوگوں کو اخلاقی تعلیمات سے روشناس کرنا اور نیکی وبدی کی تفریق سے آگاہ کرنا تھا۔ یہ ڈرامے عام طور پر سنجیدہ طرز پر لکھے جاتے تھے۔ تاہم بدی کے کرداروں کو طنز و مزاح کے ذریعے پیش کیا جاتا تھا تاکہ حاضرین اس سے لطف اندوز ہوں۔

اس حوالے سے بہت سے شعرا جن میں دانتے(Dante) ، ولیم بلیک (William Blake) بوئتھیس (Boethius) اور ورڈز ورتھ (Wordsworth) نمایاں ہیں۔ ان شعرا نے لوگوں کو انسانیت ، اخلاقیات اور مذہبی عقائد کے بارے میں آگاہ کیا۔ خاص طور پر بوئیتھیس نے بائبل مقدس کی تعلیمات کو اپنی شاعری کا مرکز بنایا اور لوگوں کی رہنمائی کی۔

اس گروہ نے صوفیانہ کلام بھی پیش کیا۔

مسیح پہ ایمان لانا ضروری
محبت کی شمع جلانا ضروری

نجات اس کے نزدیک جانے سے ہوگی — وفا روحِ اقدس کے پانے سے ہوگی
اُس کی حضوری میں جانا ضروری — محبت کی شمعیں جلانا ضروری

طلبہ کے چوتھے گروہ نے صوفیانہ شاعری کے ضمن میں مسلم صوفی شعرا کے عارفانہ کلام کو ان الفاظ میں بیان کیا:

### ۴- اسلام

اسلام ایسی شاعری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جس میں مالکِ حقیقی اور اُس کے رسول حضرت محمد ﷺ کی تعریف کی گئی ہو۔ اس کے علاوہ اسلامی عقائد، توحید، اخلاقیات اور انسانیت کا درس دیا گیا ہو۔ ان موضوعات پر مسلمان شعرا نے جو کام کیا ہے وہ بے مثل ہے۔ انھوں نے روایتی شاعری سے ہٹ کر خالصتًہ اپنے مذہب کو شاعری کی بنیاد بنایا۔ حضرت حسّان بن ثابتؓ، مولانا رومیؒ، مولانا جامیؒ، بابا بلھے شاہؒ، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ، سید وارث شاہؒ، سچل سرمستؒ، میاں محمد بخشؒ، خواجہ غلام فریدؒ، مولانا حالیؒ اور علامہ اقبالؒ وغیرہ ایسے شعرا ہیں جنھوں نے اسلامی تعلیمات کو لوگوں تک پہنچایا۔

در حقیقت صوفیانہ شاعری کی شناخت انھی شعرا نے کرائی اور صوفیانہ شاعری نے اسلامی فنون لطیفہ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ صوفیانہ شاعری لوگوں میں کافی مقبول ہے اور عوامی سطح پر صوفیانہ محفلوں کا انعقاد ہوتا ہے جہاں شعرا اپنا کلام پیش کرتے ہیں۔

اس کے بعد اس گروہ نے عصرِ حاضر کے ایک صوفی شاعر مظفر وارثی کا کلام پیش کیا:

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے
وہی خدا ہے، وہی خدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے، نظر بھی جو آ رہا ہے
وہی خدا ہے، وہی خدا ہے

نظر بھی رکھے، سماعتیں بھی
وہ جان لیتا ہے نیّتیں بھی
جو خانۂ لاشعور میں جگمگا رہا ہے
وہی خدا ہے، وہی خدا ہے

آخر میں طلبہ کے پانچویں گروہ نے سکھ مذہب میں عارفانہ کلام کچھ اس طرح بیان کیا:

## ۵- سِکھ مذہب

پنجاب سے تعلق رکھنے کی وجہ سے سکھ مذہب میں پنجابی زبان میں صوفیانہ شاعری کا بیش بہا خزانہ ملتا ہے۔ سکھ مذہب میں شاعری پر کوئی پابندی نہیں۔ سکھوں کی مذہبی کتاب گرُو گرنتھ صاحب جی تقریباً 5000 سے زائد شبدوں (اشعار) پر مشتمل ہے جن کو وہ ''شَبَد کیر تن'' کہتے ہیں۔ جسے صبح و شام پڑھا جاتا ہے۔ ان شبدوں میں بابا گرونانک دیو جی کے ساتھ دوسرے گروؤں، ہندو سَنتوں، مہاتماؤں اور مسلم صوفی شاعر بابا غلام فرید وغیرہ کے کلام بھی شامل ہیں۔ گرو گرنتھ صاحب جی کے کلام میں مالکِ حقیقی سے قرب، پرہیزگاری، اخلاقیات اور حُسن سلوک کی تعلیمات ملتی ہیں۔

اس خلاصے کے بعد طلبہ کے گروہ نے بابا گرُونانک دیو جی کے کلام ''جَپ جی'' کا ورد کیا۔

ترجمہ:

سچا ہے یہ صاحب سچا
سچا نام بیان کریں وہ
دنیا مانگے، داتا بخشے
پیش کریں اُس دُوار کیا تحفہ
منہ سے بات کہے کیا بندہ
نور کے تڑکے سچے نام
کرموں سے ہو خلعت تِن کا
سب جا ہے وہ آپ ہی سچا

سچا اُس کا نام سدا
جن کا الفت کام سدا
جو مانگو ہر بار ملے
جس سے اُس دیدار ملے
جس سے مالک پیار کرے
یہ ہی سوچ بچار کرے
رحم سے مُکتی، دُوارے آئیں
نانک اصل حقیقت پائیں

(بابا گرونانک-جپ جی-پوڑی:4)

ٹیچر نے تمام گروہوں کے خیالات سننے کے بعد ''واہ وا'' کہہ کر داد دی اور تالیوں کی گونج میں تمام نمائندوں کی کارکردگی کو سراہا اور اگلے ہفتے کے لیے فنِ تعمیر کے عنوان پر تمام مذاہب کے نمائندہ گروہوں کو اپنی تحقیقی کاوشوں کو پیش کرنے کی ہدایت کی۔

## ۴۔ فنِ تعمیر

حسبِ معمول ٹیچر نے فنِ تعمیر سے متعلق اپنی ابتدائی تقریر میں بتایا کہ انسانی زندگی ایک دوسرے کی مدد اور تعاون کی محتاج ہے اور جب لوگ مل جل کر رہتے ہیں تو معاشرہ وجود میں آتا ہے اور یوں معاشرتی ضروریات کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے مثلاً: بُود و باش، کھانا پینا، لباس، رہائش اور مذہبی عبادات کی ادائی کے لیے خاص جگہ یا عبادت گاہ وغیرہ۔اسی ضرورت کے پیشِ نظر تمام مذاہب کے ماننے والوں نے تعمیرات کے فن میں دلچسپی لی اور ایسی عمارتیں تعمیر کیں جن میں اُن کے مذہب کی جھلکیاں نمایاں طور پر دیکھی جاسکیں اور ہم آسانی سے بتا سکیں کہ یہ عمارت مندر ہے یا مسجد، گوردوارہ ہے یا گرجا گھر۔ گویا مذاہب نے تعمیرات کے فن پر بھی گہرے نقوش چھوڑے۔ اس تعارف کے بعد استانی صاحبہ نے پانچوں گروہوں کے نمائندوں کو اپنے اپنے خیالات پیش کرنے کے لیے مدعو کیا۔

طلبہ کے پہلے گروہ نے ہندو مذہب میں فنِ تعمیر سے متعلق تصاویر دکھاتے ہوئے اپنے تاثرات یوں بیان کیے:

### ۱۔ ہندو مذہب

ہندو مذہب نے تعمیرات کے میدان میں بھی گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ ہندوؤں نے مندر، اسپتال، تعلیمی ادارے، سرائے وغیرہ تعمیر کیے۔ مندروں کی تعمیر میں تصویر کشی کا فن اعلیٰ پائے کی حیثیت رکھتا ہے۔(مغلیہ دورِ حکومت میں جنوبی ہندوستان میں مدھورا (Madurai) شہر میں مندروں کے اونچے دروازے تعمیر کروائے گئے جو اپنی مثال آپ ہیں)۔

اگلے گروہ نے بودھ مذہب میں فنِ تعمیر کی کاوشوں کو کچھ یوں اُجاگر کیا:

## ۲- بودھ مذہب

بودھ مذہب نے بھی انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ بودھ مذہب کی عبادت گاہیں یعنی اسٹوپا، پگوڈ ا، خانقا ہیں اور پیروکاروں کی رہائش گاہیں مذہبی عقائد کی بھرپور عکاسی کرتی ہیں۔ مہاتما گوتم بودھ کے مجسمے اور سنگ تراشی وغیرہ بودھ فنِ تعمیر کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

مثال کے طور پر اسٹوپا کو دیکھیں جو مہاتما گوتم بودھ کے مجسمے سے مماثلت رکھتا ہے اور جس میں کائنات، زمین، پانی، آگ اور ہوا سے تشبیہ دی گئی ہے۔

**اسٹوپا:** اس کا بنیادی ڈھانچا ایک چوکور شکل پر مبنی ہے جو کہ زمین کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں تیرہ منزلہ سیڑھیاں جو اوپر کی جانب جاتی ہیں جو آگ کی علامت ہے۔ یہ تیرہ منزلہ سیڑھیاں آگے جا کر ایک دلکش اور منفرد ڈیزائن کی صورت اختیار کرتے ہوئے ہوا کی منظر کشی کرتی ہیں۔ اس میں موجود گنبد پانی کی علامت ہے۔ اسٹوپا کا بالائی حصہ چمکتے ہوئے تاج کی مانند نظر آتا ہے۔

**پگوڈا :** مینار نما عمارتوں کو کہا جاتا ہے جو عام طور پر خانقاہوں کے گروہ کا حصہ ہوتی ہیں اور جو زیارت گاہ کا کام دیتی ہیں۔ ہندوستان کے پگوڈا زیادہ تر اینٹوں کے بنے ہوتے ہیں اور ان پر کندہ کاری یا سنگ تراشی کا کام ہے۔

**خانقاہیں:** زیارت کے مقامات ہیں۔ جن میں متعدد کمرے مثلاً: کتب خانہ، دارالمطالعے یا مہمان خانہ کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔ مقررہ اوقات میں ان خانقاہوں میں مذہبی رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ مہاتما گوتم بُودھ کے مجسمے، سنگ تراشی وغیرہ بودھ فنِ تعمیر کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

بودھ مذہب کی گفتگو کے بعد طلبہ کے تیسرے گروہ نے میسحیت میں فنِ تعمیر کے حوالے سے ذکر کرتے ہوئے کہا:

### ۳۔ میسحیت

مسیحی مذہب کے ماہرین نے عمارتوں کی تعمیر کے دوران اپنے مذہبی عقائد کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ ان میں سب سے اہم اُن کے گرجاگھر ہیں جنھیں خاص انداز سے تیار کیا جاتا ہے۔ ان عمارتوں میں حضرت یسوع مسیح اور حضرت مقدّسہ مریم کی تصاویر اور مجسمے لگائے جاتے ہیں۔ گرجاگھروں کے علاوہ قلعوں، قبرستانوں، حکومتی عمارتوں اور گھروں کی تعمیر میں بھی مذہبی عقائد کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان تمام عمارتوں اور مقبروں کے اوپر مسیحی علامت صلیب نمایاں طور پر نصب ہوئے ہے۔

طلبہ کے چوتھے گروہ نے مسلم فنِ تعمیر کا تذکرہ ان الفاظ میں بیان کیا:

### ۴۔ اسلام

اسلامی فنِ تعمیر اپنے اُونچے اُونچے مینار، تکونے برجوں، گنبدوں اور خوبصورت گزرگاہوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ دورِ جدید میں اسلامی تعمیرات میں جن عوامل کا خاص خیال رکھا جاتا ہے وہ یہ ہیں: ۱۔ کشادگی، ۲۔ ڈھانچا، ۳۔ نقش و نگار، ۴۔ روشنی، ۵۔ نقل و حرکت تاکہ عمارت میں آمد ورفت میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

عمارتوں کو خوبصورت بنانے کے لیے خطاطی، نقش و نگار، قدرتی منظر کشی، کندہ کاری، چوب کاری (لکڑی کا کام) غرض کہ ہر فن کو ملا کر عمارت کو دیدہ زیب انداز میں تعمیر کیا جاتا ہے۔ اسلامی فنِ تعمیر کے اہم شاہکاروں میں مسجد الحرام (مکّہ مکرمہ)، مسجد نبوی (مدینہ منوّرہ)، مسجدِ اقصیٰ (فلسطین)، سلطان احمد مسجد (استنبول)، بادشاہی مسجد (لاہور) شالیمار باغ (لاہور) فیصل مسجد (اسلام آباد) شاہجہاں مسجد (ٹھٹہ وغیرہ قابلِ دید ہیں جن میں کشادگی و بلندی اور تقدس کی جھلک نظر آتی ہے۔

مغل بادشاہوں نے قلعوں، محلوں، عبادت گاہوں، باغوں اور مقبروں کی تعمیر پر کافی رقوم خرچ کیں۔ تاج محل مغلیہ دور کی سب سے مشہور عمارت ہے۔ یہ سفید پالش شدہ سنگِ مرمر سے بنائی گئی تھی جو انتہائی نازک کندہ کاری سے بھرپور ہے۔ تاج محل شمالی ہند کے شہر آگرہ کے قریب مغل بادشاہ شاہجہاں نے سترہویں صدی میں تعمیر کروایا تھا۔

طلبہ کے پانچویں گروہ نے سکھ مذہب میں فنِ تعمیر کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

## ۵- سکھ مذہب

سکھ مذہب کے پیروکاروں کو حکومت کرنے کے مواقع بہت کم ملے۔ اس لیے وہ تعمیراتی شعبے میں زیادہ کام نہ کرسکے - لیکن گوردواروں، حویلیوں، قلعوں، سمادھیوں اور تعلیمی اداروں میں سکھ طرز کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ ان عمارتوں کے سُتون، کھڑکیاں، گنبد اور مینار وغیرہ عمدہ فنِ تعمیر کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔

گرو رام داس جی نے امرتسر شہر بسایا اور وہیں بابا گرو نانک دیو جی کی تعلیمات کو عام کیا۔

گرو انگد دیو جی کے عہد میں ''سنگت'' ادارہ قائم ہوا جو آگے چل کر گرودوارے کی بنیاد بنا۔ گرو ارجن دیو جی نے امرتسر تالاب (سرووَر) میں مرکزی عبادت گاہ ''ہری مندر صاحب'' تعمیر کروایا جسے اب ''گولڈن ٹیمپل'' کہتے ہیں۔ یہاں سکھ گروؤں کی رہائش گاہ بھی بنوائی اور اس جگہ کو ''دربار صاحب'' کا نام دیا۔

گرو ارجن دیو جی نے دریائے راوی اور دریائے بیاس کے درمیان ترن تارن، کرتاپور اور ہرگوبند پور شہر بھی بسائے۔

آخر میں ٹیچر نے تمام گروہوں کے طلبہ کے لیے تالیاں بجائیں اور اُنھیں اس پروجیکٹ ورک میں بہترین کارکردگی پر مبارکباد دینے کے بعد کہا کہ آج ہم سب نے اس بات کو جان لیا کہ مذہب چاہے کوئی بھی ہو مگر اس نے اپنے ماننے والوں کی زندگیوں میں جدّت اور ترقی کے عنصر کو شامل کرتے ہوئے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔

## سبق کا خلاصہ

- مذہب نے انسان کی ترقی پر گہرے اثرات ڈالے ہیں جس کی بدولت تہذیب یافتہ معاشرے وجود میں آئے۔ مذہب نے انسانی فکر اور سوچ کے لامحدود دریچے کھولنے میں انسانوں کی مدد کی ہے جس کی بدولت وہ بہتر سے بہترین کی تلاش میں ہمہ تن مصروف رہے۔
- مذہب کے پیروکاروں نے مالکِ حقیقی کی یاد میں مظاہر قدرت سے متاثر ہو کر انسانی ہدایات کے سرچشمے یعنی ہادیانِ برحق یا مذہبی رہنماؤں سے محبت کے سبب اُن کے مجسمے بنانا شروع کیے اور یوں اس فن کو تقویت ملی۔
- مذہبِ اسلام میں عمارتوں اور مسجدوں میں اسلامی طرزِ حیات کو اپناتے ہوئے تعمیر کے فن میں ہُنر دکھائے گئے خاص طور پر کشادگی، ڈھانچا، نقش و نگار، روشنی اور آمد و رفت کے لیے نئے نئے انداز ایجاد کیے۔
- خالقِ حقیقی سے اپنی محبت کا اظہار انسانوں نے شاعری کی صورت میں پیش کیا اور کم و بیش ہر مذہب نے اس فن کو بالخصوص "صوفیانہ شاعری" نے اہم درجہ عنایت کیا۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۱- درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) فنون لطیفہ سے کیا مراد ہے؟
(۲) صوفیانہ شاعری سے کیا مراد ہے؟
(۳) انسان کی ترقی اور معاشروں کی ترقی میں مذاہب نے کیا کردار ادا کیا؟
(۴) مختلف مذاہب کی مذہبی عمارتوں کی فہرست بنائیں۔
(۵) اسلامی فنِ تعمیرات کیوں مشہور ہیں؟
(۶) اشوکا نے بودھ مذہب کی ترویج میں کیا کردار ادا کیا؟

## ۲- درجِ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

(۱) سکھ مذہب کی صوفیانہ شاعری میں کن شخصیات کی تعلیمات کا ذکر ہے؟ مثالیں دے کر بیان کریں۔

(۲) عمارات کی تعمیر کے وقت کن اہم باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے؟ مختلف مذاہب کی عمارات کے حوالے سے اپنا جواب تحریر کریں۔

## ۳- بات چیت کے نکات:

کمرہ جماعت میں درجِ ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں

- مذہب کے انسانی زندگی پر اثرات۔
- ہندو مذہب میں موسیقی کا مقام۔
- مسیحیت میں بوئتھیس (Boethius) کی خدمات۔

## ۴- اس سبق سے متعلق اپنی پسند کے کوئی دو اہم نکات تحریر کریں، جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(۱) ________________________________________

(۲)

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے ایک محفل کا اہتمام کریں جس میں طلبہ کے مختلف گروہ اپنے اپنے مذہب سے متعلق صوفیانہ شاعری/کلام کی بلند خوانی کریں۔
- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ تمام مذاہب میں مشترکہ اور غیر مشترکہ نکات پر تبادلۂ خیال کریں جس سے اُن کے اندر ایثار اور بُردباری کے جذبات پیدا ہوں۔ مذاہب کا تقابلی جائزہ لیں اور دیکھیں کہ کس مذہب نے فنونِ لطیفہ، صوفیانہ شاعری (ادب) اور تعمیرات کی بدولت ترقی کے اعلیٰ مقام حاصل کیے۔

# فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| بود و باش | رہن سہن | ساز | موسیقی کے آلات |
| جدّت | ترقی، نیا پن | اشاعت | پھیلانا |
| ستونوں | ستون کی جمع، کھمبا | دلکش | دل کو اپنی طرف کھینچنے والی |
| عکاسی | اظہار | رنگ آمیزی | رنگوں کو ملانا |
| پذیرائی | قبولیت | آرائش | سجانا |
| خطاطی | لکھنے کا فن | منفرد | انوکھا |
| نقش (ج) نقوش | نشانات | ربط | تعلق، جوڑ |
| نقش نگاری | بیل بوٹے، پھول پتی بنانا | پرہیز گاری | تقویٰ، برائی سے بچنا |
| تزئین | آرائش، زیب و زینت | مجسّمہ سازی | مجسمے بنانا |
| طرزِ حیات | زندگی کا طریقہ | مقالہ | آرٹیکل، تحریر، مضمون |
| رہبانیت | دنیا ترک کر دینا | تعمیل | عمل کرنا |
| دیدہ زیب | دلکش، خوب صورت | مرکوز | توجہ دینے کی جگہ |
| آشکار | ظاہر | نفسانی | دنیاوی، ذاتی خواہشات |
| ترویج | رواج دینا | گرد و غبار | مٹی، دھول |
| گوشہ نشینی | ایک کونے میں بیٹھ جانا | چھٹ جانا | صاف ہو جانا |

باب دوم

# مَذہبِ زَرتُشت

## ۱- تعارف

مذہب زَرتُشت ایران کا قدیم مذہب ہے۔ ایران کی تاریخ کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ اُسے تین ادوار یا حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱)ایران قبل از زَرتُشت۔(۲)زَرتُشت مذہب کا پرچار اور تعلیمات۔(۳)زَرتُشت کے بعد زَرتُشتی مذہب کا ارتقا

## ۲- ایران قبل از زَرتُشت

زَرتُشت کی پیدائش سے قبل ایران میں مظاہر پرستی کا رواج تھا۔ ایران کے لوگوں کا ذریعۂ معاش زراعت تھا۔ اس وجہ سے ایرانیوں نے ان مظاہرِ فطرت کی پوجا کی جو اُن کی زراعت کے لیے مفید تھے۔ سورج کی پرستش اس لیے کرتے تھے کہ اُس کی گرمی سے کھیتیوں کو پکنے اور نشوونما ملنے میں مدد ملتی تھی۔ زمین کو اس لیے سجدہ کرتے تھے کہ اُس میں فصلیں بوئی جاتی تھیں اور اُن کے بڑھنے کا سبب بنتی تھی۔ اسی طرح چاند، ہوا اور آگ کی بھی عبادت کی جاتی تھی۔

البتہ ایرانیوں میں زَرتُشت کے آنے سے پہلے چند خوبیاں بھی موجود تھیں، جن میں سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ لوگ جھوٹ سے نفرت کرتے تھے۔ اس کے علاوہ وہ لوگ مقروض ہونے سے بھی بڑی نفرت کرتے تھے کیونکہ اُن کے نزدیک مقروض ہونا، جھوٹ بولنے اور دوسرے کئی جرم کرنے کا ذریعہ بنتا تھا۔

## ۳- زَرتُشت مذہب کا پرچار اور تعلیمات

مؤرّخین کے بیان کے مطابق زَرتُشت 660 ق-م (قبلِ مسیح) میں مغربی ایران میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں انھیں متعدد علوم، مذہب، زراعت، گلہ بانی اور جراحی کی تعلیم دی گئی۔ جوانی کے زمانے ہی سے وہ اپنے آباؤ و اجداد کے مذہب سے غیر مطمئن تھے۔ انھوں نے اپنی قوم یعنی آریاؤں کو مظاہر پرستی سے روکا اور ایک مالکِ حقیقی کا پیغام دیا۔

## ۴- مذہبِ زَرتُشت کے بنیادی تصورات

### خدائے واحد کی عبادت

زَرتُشت نے اپنی قوم کو بتایا کہ مظاہر فطرت ہمارے معبود نہیں جن کی پرستش کی جائے۔ یہ تمام مالکِ حقیقی کی تخلیق ہے۔ مظاہر قدرت کے بجائے ایک مالکِ حقیقی کی عبادت کرو جس نے اس پوری کائنات کو پیدا کیا ہے۔ زَرتُشت کی ان تعلیمات کی بدولت آریاؤں کا ایک طبقہ اُن کا مخالف ہو گیا اور انھیں اتنا تنگ کیا کہ وہ مغربی ایران چھوڑنے پر مجبور ہو گئے۔ زَرتُشت نے باوجود اِن سختیوں کے اپنے زمانے کے لوگوں کو صرف خدائے واحد کی طرف بلایا اور صرف اسی کی تعلیم دی۔

### خیر و شر

زرتُشی مذہب کی مقدس کتاب گاتھا(Gatha) کے مطابق زرتُشی مذہب کے لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ''آہورامزدا'' خدائے بزرگ و برتر کی ذات ہے مگراس دنیامیں اُس خدائے بزرگ نے دو قوتوں کو پیدا کیا ہے: خیر اور شر ۔ گویا مخلوق میں خیر اور شر دونوں اُن کے قلب کا حصہ ہیں اور اندرونی طور پر ہر آدمی کے دل میں خیر و شر کا تصادم جاری رہتا ہے۔ آہورا مزدا یعنی مالک حقیقی نے ہر انسان کو خیر و شر میں امتیاز کرنے اور خیر کو چُننے کی عظیم صفت عطا کی ہے جو اُسے تمام مخلوقات پر فضلیت بخشتی ہے۔

### اخلاق کی بنیاد

زرتشتی مذہب کی مقدس کتاب گاتھا(Gatha) کے مطابق نیکی اور بدی میں فرق کر کے نیک کاموں اور نیک آدمیوں کی صفات کو بیان کیا گیا ہے۔اُن کے ہاں اخلاق کی بنیاد تین چیزوں پر ہے جن پر عمل کی تاکید کی گئی ہے:

ا۔ گفتار نیک ۲۔ اندیشہ نیک ۳۔ کردار نیک

ساتھ ہی تین برائیوں سے روکا گیا ہے: ا۔ گفتار بد ۲۔ اندیشہ بد ۳۔ کردار بد

زرتُشت کے ہاں آگ پاکیزگی کی علامت ہے جو تمام برائیوں کو ختم کر دیتی ہے۔ اسی لیے زَرتُشت مذہب کی عبادت گاہوں اور مکانوں میں ہر وقت آگ روشن رہتی ہے۔ اسی وجہ سے انھیں آتش پرست سمجھا جاتا ہے۔ عرب انھیں مجوسی کہتے ہیں جب کہ ہندوستان اور پاکستان میں انھیں پارسی کہا جاتا ہے۔ مذہب زرتشت کے مطابق کائنات میں دو طاقتیں موجود ہیں: ا-یزدان (اچھائی کی قوت) Yazdan ۲-اہرمن (بُرائی کی قوت) Ahriman

### ۱-یزدان (Yazdan)

یزدان کو ''آہورامزدا'' بھی کہتے ہیں۔ یزدان خالقِ اعلیٰ ہے جو اچھائی کی علامت ہے۔ جس طرح دنیا میں نور و ظلمات ہیں اسی طرح اچھائی اور بُرائی کی قوتیں ہیں جن میں مالکِ حقیقی نے پوری کائنات میں انسان کو اچھے حالات میں پیدا کیا ہے اور اُسے ''اشرف المخلوقات'' کا درجہ دے کر باقی تمام مخلوق سے عظیم کر دیا ہے تاکہ وہ اپنی اچھائی اور سچائی کی بدولت دنیا میں کامیابی حاصل کرے۔

زرتشت مذہب میں یہ تصّور موجود ہے کہ نیکی کا مالکِ حقیقی یزدان (yazdan) ہے اور اُس کی بدی کے ساتھ جنگ جاری رہتی ہے جس میں آخری فتح یزدان ہی کی ہوگی۔

### ۲- آہرِمن (Ahriman)

اہرمن ، یزدان کی ضد ہے جو کہ بدی اور جھوٹ کی طاقت ہے۔ شیطان اور اُن کے پیروکار اہرمن کی جانب ہیں جو اچھے اور سچے لوگوں کو تنگ کرتے ہیں۔ اگر دنیا میں اہرمن غالب آجائے تو برائیاں اور گناہ بڑھ جاتے ہیں اور اگر یزدان غالب آجائے تو خوشحالی اور نیکی بڑھ جاتی ہے۔

## ۵- مذہبِ زَرتُشت کی مقدّس کتابیں

اَوِستا (Avesta) زَرتُشت مذہب کی مقدس کتاب ہے جس کے معنی ہیں ''اصل متن''۔ اَوِستا قدیم ایرانی زبان ''پہلوی'' میں لکھی گئی ہے۔ جس کو درج ذیل پانچ حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

#### ۱-یسنا (Yasna) یعنی: حمد وستائش

اَوِستا کتاب کے 72 ابواب کے مجموعہ کو ''یسنا'' (Yasna) کہا جاتا ہے۔ گاتھا (Gatha) جو کہ زرتشت کی اپنی تصنیف ہے اور نظموں پر مشتمل ہے، اس ''یسنا'' کے ابواب میں شامل ہے۔

### ۲- وس پرد(Vaspird) یعنی: خیر کے سرداران

کتاب کے 24 ابواب پر مشتمل اس حصے کو وس پرد کہتے ہیں جس کے معنی ہیں سرداران یعنی(All the Lords)کے ہیں۔ اس کتاب میں آہورامزدا یعنی خدائے خیر کے حصے داروں کا ذکر موجود ہے۔

### ۳- وندیداد(Vendidad) یعنی: بھوت وپریت

22ابواب پر مشتمل یہ کتاب ہندوستانی پارسیوں میں زیادہ مقبول ہے۔ اس میں شر کی قوتوں بھوت پریت اور شیطانی وسوسوں سے مقابلہ کرنے کی تدابیر ہیں۔

### ۴-یَشَت(Yashat): یعنی: نذرونیازاورخیرات

یہ کتاب 21 ابواب پر مشتمل ہے اس میں بھجن اور دعاؤں کا ذکر ہے اور آخرت کی زندگی کے بارے میں مختلف تصوّرات بھی شامل ہیں۔

### ۵-خُردہاَوِستا(Khordeh Avesta) یعنی: مناجات اوردعا

یہ کتاب اوستا کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔

-------

# مذہبِ زرتُشت کی مقدّس کُتُب سے اِقتباس

## گاتھا (Gatha)
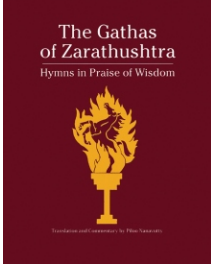
یہ کتاب گیتوں کے 5 مجموعوں پر مشتمل ہے۔ گیتوں کا پہلا مجموعہ 7 نظموں پر مشتمل ہے۔اس کا آغاز زرتُشت کی دعا سے ہوتا ہے جس کے الفاظ یوں ہیں:

"اپنے ہاتھوں کو پھیلاتے ہوئے تیری مدد کا مُلتجی ہوں۔ اے مزدا! جو سب چیزوں میں اوّل ہے، میں تیرے حضور یہ دعا کرتا ہوں کہ مجھے روحانی کام کرنے کی توفیق حاصل ہو۔"

دوسری نظم ایک مکالمے پر مشتمل ہے جو بہشت کے تذکرے پر محیط ہے۔ تیسری نظم زرتُشت کے مقاصد کی عکاسی کرتی ہے۔ چوتھی طویل نظم مزدا کی حمد و ستائش بیان کرتی ہے۔ پانچویں نظم ایک مکالمہ ہے جس میں زَرتُشت شیطانوں کی مذمت کرتا ہے۔ یہ نظم اِس دعا پر ختم ہوئی ہے:

"مزدا! مجھے وہ تمام باتیں بتا جو بہترین تعلیمات ہیں اور جو بہتر اعمال ہیں۔ اے خدا! اے حق اور سچ کے بادشاہ! تو ہی حمد و ثنا کا مستحق ہے۔ ہمیں یہ یقین دلا دے کہ نوعِ انسانی تیری رضا کے مطابق عمل کرے گی"۔

## وندیداد (Vendidad)

وندیداد میں شر کی قوتوں اور شیطانی وسوسوں سے مقابلہ کرنے کی تدابیر بتائی گئی ہیں اور پاک رہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ پاکیزگی کا مقصد صرف جسم اور ماحول کی پاکیزگی نہیں بلکہ خیالات، فکر اور کردار کی پاکیزگی بھی شامل ہے۔ گویا حقیقی طور پر اس کے معنی گناہوں اور برائیوں سے بچنے کے ہیں۔ لہٰذا زَرتُشت دعا کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"اے آہورامزدا! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، مجھے ٹھیک ٹھیک بتا کہ کیا میں تیری محبت کی بدولت بُرائی کو ہمیشہ کے لیے نیست و نابود کر کے خود کو نیکی کے سپرد کر سکتا ہوں۔"

زرتشت انسانوں کو اپنے خیال، زبان، جسم کو بُرائی سے پاک رکھنے اور نیک انسان بننے کی تلقین کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”اے انسانو! مالکِ حقیقی کی عبادت کی طرف متوجہ ہو جاؤ اور شیطان کو مار بھگاؤ۔ ورنہ کاہلی جو تمام مادی دنیا کو نیند میں مدہوش کرتی ہے، صبح ہوتے ہی تم پر غالب آجائے گی! اکثر لوگ صبح جلد جاگ جاتے ہیں اس لیے تمھیں مناسب نہیں کہ زیادہ دیر تک سوتے رہو“

### حیات بعد الممات

زَرتُشت کی تعلیمات کا ایک اہم پہلو جس نے دوسرے مذاہب پر گہرا اثر ڈالا وہ انسان کے مرنے کے بعد زندگی اور آخرت سے متعلق تصوّرات ہیں۔ زَرتُشت نے دعا کی:

”اے آہورامزدا! ہمیں توفیق دے کہ ہم اِس زندگی میں اور آخرت کی روحانی زندگی میں تیرا قُرب حاصل کر سکیں۔ اے آہورامزدا! ہمیں توفیق دے کہ ہم تیری سلطنت میں داخل ہوں۔ دونوں دنیاؤں میں تو ہی ہمارا بادشاہ ہے۔ ہم اپنی جانیں اور اپنے جسم تجھی کو سونپتے ہیں۔ تیری آرزو ہے کہ ہم تیری رضا اور محبت حاصل کریں۔ اے خدائے حکیم اور دانا! ہماری رہنمائی کر اور ہمیں خوشی عطا کر“۔

زرتشت نے اپنی تعلیمات کو بہت واضح طور پر پیش کیا ہے کہ مرنے کے ساتھ انسان کی زندگی ختم نہیں ہوتی بلکہ اُس کی روح کو ایک پُل پر سے گزرنا پڑتا ہے جو اُس کا امتحان ہے۔ نیک انسان کی روح آسانی سے اُس پُل سے گزر جاتی ہے اور دوسرے کنارے پر آہورامزدا کے زیرِ سایہ جنت میں اپنا ٹھکانا بنالیتی ہے۔ جب کہ بُرے انسان کی روح جس نے اِس دنیا میں بہت گناہ اور بُرے اعمال کیے ہیں، اپنے ضمیر کے ساتھ اُس پُل سے گزر نہیں پاتی اور دوزخ کو اپنا ٹھکانا بنالیتی ہے۔

مرنے کے فوراً بعد انفرادی طور پر ہر انسان کو اُس کے اچھے اور بُرے اعمال کے مطابق اُس کا بدلہ مل جاتا ہے۔ اس کے علاوہ زَرتُشت نے مقررہ وقت پر دنیا کے خاتمے، تمام مُردوں کے زندہ کیے جانے اور اُس کے بعد اجتماعی حساب کتاب یعنی قیامت کا بھی تصور پیش کیا ہے۔ اس تصوّر کے مطابق قیامت کے قریب ایک ”نجات دہندہ“ (سوشیانت) ظاہر ہوگا جس کی رہنمائی میں خیر (اچھائی) کو شر (برائی) پر مکمل فتح حاصل ہوگی۔

## ٦- زرتُشت کے بعد اس مذہب کا ارتقا

زَرتُشتی تعلیمات کا حُسن صرف زَرتُشت کی زندگی تک محدود رہا۔ اس کے بعد وہی صورت حال پیدا ہوگئی جو زَرتُشت سے پہلے تھی۔ آریا مظاہرِ فطرت اور دیوتاؤں کی پرستش کرتے رہے۔ عوام نے مجوسی علما کو پیشوا

تسلیم کر لیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ زرتُشت کے بعد عبادات میں گاتھا (زرتشت کی لکھی ہوئی نظموں کا مجموعہ) کی تلاوت کی جاتی تھی مگر وہ پہلوی زبان میں لکھی ہوئی تھی جو کہ بے حد مشکل تھی۔ زرتشی علما اُس کی تشریح و تفسیر کرتے تھے۔

## سبق کا خلاصہ

- مذہبِ زَرتشت سے پہلے ایران میں مظاہرِ فطرت کی عبادت کا رواج تھا۔ زرتُشت نے انھیں مالکِ حقیقی سے آگاہ کیا اور نیکی کی تعلیم دی۔
- مذہبِ زَرتُشت کی کتاب گاتھا کے مطابق ایک زَرتُشی کو یہ ایمان رکھنا چاہیے کہ مالکِ حقیقی نے خیر اور شر کو پیدا کیا ہے جو تمام انسانوں کے اندر موجود ہے اور ہمارا اصل مقصد شر کو ختم کر کے خیر یعنی نیکی حاصل کرنا ہے تاکہ ہم مالکِ حقیقی کا قُرب حاصل کر سکیں۔
- زرتُشت نے لوگوں کو نیک اعمال، نیک کردار اور نیک گفتار کی تعلیم دی۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

### ۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) زرتشتی مذہب کے بنیادی اُصول کیا ہیں؟

(۲) آہورامزدا سے کیا مراد ہے؟

(۳) اہرمن سے کیا مراد ہے؟

(۴) گاتھا میں موجود زَرتُشت کے دعائیہ کلمات تحریر کریں۔

### ۲۔ مذہبِ زَرتُشت کے بارے میں تفصیلی نوٹ لکھیں۔

### ۳۔ بات چیت کے نکات:

شاگرد درج ذیل نکات پر کمرہ جماعت میں تبادلۂ خیال کریں:

(۱) زَرتُشت نے لوگوں کو ایک مالکِ حقیقی کی عبادت کے لیے کیوں دعوت دی؟
(۲) مذہبِ زَرتُشت کے ماننے والوں کا آخرت کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟
(۳) خیر اور شر دو طاقتیں ہیں۔

۴۔ مذہبِ زرتُشت کی مقدّس کتاب سے منتخب کلام جماعت میں پیش کریں۔

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ مذہبِ زرتشت کے متعلق معلومات اکٹھا کر کے جماعت میں پیش کریں۔
- اساتذہ زرتُشت مذہب کی ویڈیوز کا اہتمام کریں اور اس مذہب کی رسوم کو طلبہ کو دکھا کر اُن سے تبادلۂ خیال کریں۔
- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ زرتشت کی اہم تعلیمات پر گروہوں میں چارٹ تیار کریں اور جماعت میں آویزاں کریں۔

## فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| زرتَشت | روحانی رہنما کا نام | مجموعہ | جمع کیا ہوا |
| نیک گفتار | اچھی گفتگو کرنے والا | نیک کردار | اچھے اعمال والا |
| پرستش | عبادت، پوجا | حیات بعد الممات | موت کے بعد کی زندگی |
| مجوسی | مذہب زَرتُشت کے ماننے والے | مظہر (ج) مظاہر | فطرت کی نشانیاں، سورج، چاند، ستارے |
| وسوسہ | بُرا خیال | اَوِستا | مذہب زَرتَشت کی مقدس کتاب کا نام |
| مدہوش | بدمست، بے ہوش | مُلتجی | درخواست گزار |
| جراحی | زخموں کا علاج | اثر و رسوخ | تعلقات |
| ظلمت (ج) ظلمات | اندھیرا/تاریکی | | |

باب سوم

# پاکستان میں مذہبی تہوار

## ۱- عِیدُالاَضحیٰ

عیدالاضحیٰ کو عیدِ قربان اور ''بقرِ عید'' بھی کہتے ہیں۔ یہ ذوالحج کی دسویں تاریخ کو منائی جاتی ہے۔ یہ عید دراصل اُس قربانی کی یاد دلاتی ہے، جس میں مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے پیارے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السّلام کو مالکِ حقیقی کے نام پر قربان کرنے کا ارادہ کیا۔ اور دونوں باپ اور بیٹے جب مالکِ حقیقی کے حضور اِس قربانی کے لیے آمادہ ہوگئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو زمین پر لیٹا کر اس پر چھری چلائی تو مالکِ حقیقی نے حضرت ابراہیم کی قربانی کو قبول فرما کر آپ کے فرزند حضرت اسماعیل کی جگہ ایک دنبے کو بھیج دیا جو ذبح ہوگیا۔ قرآن پاک میں اس واقعہ کا ذکر یوں کیا گیا ہے:

> ''جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے (کی عمر) کو پہنچا تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ (گویا) تم کو ذبح کر رہا ہوں تو تم سوچو کہ تمھارا کیا خیال ہے؟ انھوں نے کہا کہ ابّا! جو آپ کو حکم ہوا ہے وہی کیجیے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابروں میں پائے گا۔ جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا۔ تو ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم! تم نے خواب کو سچّا کر دکھایا۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی۔ اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ بنادیا۔ اور پیچھے آنے والوں میں ابراہیم کا (ذکر خیر باقی) چھوڑ دیا۔'' (سورۃ الصّافّات آیات: 102تا108)

پس عیدالاضحیٰ کا تہوار اِس عظیم قربانی کی یاد میں ہر سال منایا جاتا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی سُنّت کو تازہ کیا جاتا ہے۔ اگرچہ قربانی کا گوشت اور خون مالکِ حقیقی تک نہیں پہنچتا لیکن انسان کی نیّت

اور پرہیز گاری ضرور مالکِ حقیقی تک پہنچتی ہے۔ جس کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں ہوا ہے:

''خدا تک نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ خون۔ بلکہ اس تک تمھاری پرہیز گاری پہنچتی ہے۔ اسی طرح خدا نے اُن کو تمھارا مسخر کر دیا ہے تاکہ اس بات کے بدلے کہ اُس نے تم کو ہدایت بخشی ہے اسے بزرگی سے یاد کرو۔ اور (اے پیغمبر) نیکوکاروں کو خوش خبری سُنادو''۔ (سورۃ الحج: آیت 37)

یقیناً عیدالاضحیٰ اسلامی جشن کی حیثیت رکھتا ہے جس میں انسانی نفس کو مال دولت کی ہوس سے پاک کرنے کے ساتھ ساتھ، اسلامی اخوّت، اتّحاد اور بھائی چارے کے جذبات کو پروان چڑھانا اور عالمِ انسانیت سے انسان دوستی کے احساس کو زندہ کیا جاتا ہے۔ اس دن مسلمان نماز عید ادا کرتے ہیں۔ پھر سنّت ابراہیمی کی پیروی کرتے ہوئے مختلف مخصوص جانوروں مثلاً اونٹ، گائے، بکرے، بھینسے اور دُنبہ وغیرہ کو ذبح کرتے ہیں پھر اُن کا گوشت غریبوں، رشتے داروں اور احباب میں تقسیم کرتے ہیں۔ قربانی کا یہ تہوار ہمیں اس بات کے لیے بھی تیار کرتا ہے کہ ہم ضرورت مندوں کی مدد کے لیے خود کو ہمیشہ تیار رکھیں اور مالک حقیقی کی خوشنودی پانے کیلئے اپنی پیاری سے پیاری چیز کو قربان کردیں۔

## سبق کا خلاصہ

- عید مسلمانوں کا خوشی کا تہوار ہے اور جشن کا دن ہے۔
- عیدالاضحیٰ ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت اسماعیل علیہ السّلام کی قربانی کی یاد دلاتا ہے۔
- عید کے دن ہم مالکِ حقیقی سے شکرانے کے ساتھ ساتھ اپنی پرہیز گاری کا بھی وعدہ کرتے ہیں۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۱- درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) عیدالاضحیٰ کا اصل مقصد کیا ہے؟

(۲) عیدالاضحیٰ کو ''عیدِ قربان'' کیوں کہا جاتا ہے؟

(۳) نیکی اور پرہیز گاری کے ساتھ ساتھ یہ تہوار کن اہم پیغامات کی نشاندہی کرتا ہے؟

۲- عیدالاضحیٰ کے بارے میں اسلامی تعلیمات پر مُفصّل نوٹ لکھیں۔

۳- عید الاضحیٰ پر اپنے دوستوں، ہمسایوں کے لیے عید کارڈز بنائیں اور ان میں نیک خواہشات اور خیر سگالی کے جذبات بیان کریں۔

۴- اپنے دوست کو خط لکھیں اور انھیں آگاہ کریں کہ آپ نے یہ عید کیسے منائی؟

۵- بات چیت کے نکات:

طلبہ/طالبات درج ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں:

۱- پرہیزگاری ایک اعلیٰ وصف ہے جو مالکِ حقیقی کو بہت پسند ہے۔

۲- عیدالاضحیٰ ہمیں دوسروں کے لیے ہمدردی کا احساس دلاتی ہے۔

۶- اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ مُتاثّر ہوئے ہوں۔

(۱) ____________________

(۲) ____________________

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ تہوار کی مناسبت سے اخبارات اور رسائل سے آرٹیکل جمع کرکے جماعت کے نوٹس بورڈ پر آویزاں کریں۔

## فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| ذوالحج | اسلامی کیلنڈر کا آخری مہینہ | سُنّت | طریقہ |
| تہوار | جشن | نفس | جان، روح |
| فِدیہ | معاوضہ | نیکوکار | اچھے کام کرنے والا |
| آمادہ | تیار | | |

## ۲- اِیسٹر (Easter)(عیدِ قیامِ مسیح)

مسیحی سال کی ایک بڑی عید ایسٹر ہے جو حضرت یسوع مسیح کے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کی یاد میں منائی جاتی ہے۔ اس عید کی تاریخ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ 21 مارچ کے بعد جب پورا چاند ہو، اُس کے بعد آنے والا پہلا اتوار ایسٹر ہو گا لیکن اگر پورا چاند پہلے اتوار کو ہو جائے تو اُس سے اگلا اتوار ایسٹر ہو گا۔

حضرت یسوع مسیح کا مُردوں میں سے جی اٹھنا بائبل مقدس کی بہت سی پیش گوئیوں کی تکمیل ہے۔ حضرت یسوع مسیح نے خود اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا:

"اُس نے اُن سے کہا اَیسی حیران نہ ہو۔ تُم یسوع ناصری کو جو مصلوب ہوا تھا ڈھونڈتی ہو وہ جی اُٹھا ہے۔ وہ یہاں نہیں ہے۔ دیکھو یہ وہ جگہ ہے جہاں اُنھوں نے اُسے رکھا تھا۔ لیکن تم جا کر اُس کے شاگردوں اور پطرس سے کہو وہ تم سے پہلے جلیل کو جائے گا۔ تم وہیں اُسے دیکھو گے جیسا اُس نے تم سے کہا۔" (مرقس 16:6-7)

پس حضرت یسوع مسیح اپنے کہنے کے مطابق تیسرے روز جی اٹھے۔

حضرت یسوع مسیح نے اپنے آپ کو زندہ ثابت بھی کیا جیسے وہ اپنے گیارہ شاگردوں کو دکھائی دیے، وہ ماہی گیروں کو دکھائی دیے۔ مریم مگدلینی کو دکھائی دیے اور ایک بار پانچ سو لوگوں کو ایک ساتھ دکھائی دیے۔ انجیل مقدس میں مرقوم ہے کہ اگر حضرت یسوع مسیح مُردوں میں سے زندہ نہیں ہوئے تو ہمارا ایمان لانا بے فائدہ ہے اور ہم اب تک گناہ کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور ہمارے بچنے کی کوئی اُمید نہیں۔ (رومیوں: باب 4 آیت 25 ، پطرس 2:31)

چنانچہ دُنیا بھر کے مسیحی اِس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت یسوع مسیح مر کر تیسرے دن مُردوں میں سے زندہ ہوئے۔ اسی خوشی میں وہ ایسٹر یا عیدِ قیام مسیح مناتے ہیں۔

دنیا بھر کی طرح پاکستانی مسیحی بھی اِس تہوار کو بڑی دھوم دھام سے مناتے ہیں اور اپنی نجات کے ایمان پر پختہ ہونے کا عزم کرتے ہیں۔ اُس دن گرجاگھروں میں عبادات منعقد ہوتی ہیں جن میں رواداری، پیار و محبت اور ایثار و قربانی کے درس دیے جاتے ہیں۔

ایسٹر میں گھروں میں مٹھائیاں تقسیم کی جاتی ہیں۔ عمدہ پکوان بنائے جاتے ہیں اور سب گھر والے مل

بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ مسلمان بھی اس موقعے پر اپنے مسیحی بھائیوں کو مبارک باد دیتے ہیں اور اُن کی خوشیوں میں شامل ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ مذہبی تہوار، ثقافتی تہوار کی صورت میں بھائی چارے، یک جہتی اور پیار و محبت کے جذبات کی عکاسی کرتا ہے۔

## سبق کا خلاصہ

- مسیحیت میں ایسٹر ایک نہایت ہی اہم عید ہے جو حضرت یسوع مسیح کے دوبارہ زندہ ہونے کی یاد میں منائی جاتی ہے۔
- دنیا بھر کے مسیحی اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت یسوع مسیح اُن کے لیے نجات دہندہ ہیں اور وہ اپنی رحمت سے ان کے تمام مسائل کو حل کرنے میں اُن کی مدد کرنے والے ہیں۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۱- درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) ایسٹر کی تاریخ معلوم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟
(۲) مسیحی ایسٹر کیوں مناتے ہیں؟
(۳) ایسٹر کا تہوار دنیا بھر کے مسیحی کیسے مناتے ہیں؟

۲- ایسٹر کے متعلق ایک مفصل نوٹ تحریر کریں۔

۳- ایسٹر کے موقعے پر ہونے والی تیاریوں کی ایک فہرست بنائیں اور اس کے متعلق اپنے جماعت میں دوسروں سے تبادلۂ خیال کریں۔

۴- اس تہوار سے متعلق جن دعاؤں کا ذکر کیا جاتا ہے، انہیں خوشخطی کے ساتھ کاپی میں تحریر کریں اور آپس میں تقسیم کریں۔

۵- اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(ا) ________________________________________

(۲) ________________________________________

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ ایسٹر کے تہوار کی مناسبت سے مختلف گروہوں میں ایسٹر کے واقعات کو کردار نگاری یا رول پلے کے ذریعے پیش کریں۔

## فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| پیش گوئی | کسی بات کی پہلے سے خبر دینا | فصح (عبرانی) | گزر جانا۔ یہ عبرانیوں کے مصر سے نکلنے اور آزاد ہونے کی خوشی میں ہوتی ہے۔ عید فطیر |
| مصلوب | صلیب پر لٹکایا ہوا | | |
| تکمیل | مکمل کرنا | ثبوت | دلیل |
| پختہ | مضبوط، تجربہ کار | ثقافتی | تہذیب سے متعلق |
| یکجہتی | اتحاد، دوستی | عکاسی | نمائندگی |

# ۳- ہولی (Holi)

ہندو مذہب کے اہم اور بڑے تہواروں میں سے ایک ہولی ہے جو بسنت (بہار) کے موسم میں منائی جاتی ہے۔ اس تہوار میں رات کو ہولی کی آگ جلائی جاتی ہے جسے ''ہولکا'' کہتے ہیں جس کا مقصد اُس واقعے کی یاد کو تازہ کرنا ہے کہ جب بھگت پرھلاد کی جان کو خطرہ تھا تو بھگوان نے پرھلاد کی آگ میں حفاظت کی تھی اور اُسے کوئی خراش تک نہ آئی تھی گویا ہندو برادری پرھلاد کی فتح اور اُس کی جیت کی خوشی میں ہولی کا تہوار مناتی ہے۔ دراصل پرھلاد کی جیت بدی اور شیطانی قوتوں پر نیکی اور دیوی قوتوں کا غالب آنا ہے۔ اَسَت کے مقابلے میں سَت کو سُرخرو ہونا ہے۔

کسی زمانے میں ایک راجا ہرناکشپ کشمیر سے ملتان تک راج کرتا تھا۔ جوانی میں یہ راجا بڑا عبادت گزار تھا اور اُس کی یہ دعا قبول ہو چکی تھی کہ اُسے ایسے وقت موت آئے جب نہ دن ہو نہ رات ہو، نہ زمین پر مرے نہ فضا میں۔ اسی لیے اُسے یہ وہم ہو گیا تھا کہ وہ مر ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ جب اُسے اپنے اَمر ہونے کا یقین ہو گیا تو اُس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا اور اپنی رعایا کو مجبور کیا کہ وہ اُسے اپنا ربّ مانے اور اسی کو سجدہ کرے۔ کچھ عرصے بعد اُس کے ہاں اولاد ہوئی اور بھگوان نے اُسے ایک بیٹا دیا جس کا نام پرھلاد رکھا گیا۔

اُس وقت کے دستور کے مطابق جب پرھلاد کی عمر چار سال، چار ماہ اور چار دن کی ہوئی تو اُس کو ایک آچاریہ کے گُروکل (اسکول) میں بھیجا گیا۔ گُروکل کو اُس زمانے کی ایسی درس گاہ سمجھ لیجیے جس میں راج کماروں کو شاہی آداب اور رسوم کے مطابق تعلیم دی جاتی تھی۔ پرھلاد نے گروکل میں ہندومت کی مقدس کتابوں،

ویدوں،اُپنشدوں اور پرانوں کی تعلیم حاصل کی۔ بارہ سال تعلیم مکمل کرنے کے بعد جب پرھلاد گھر لوٹا تو اُس نے دیکھا کہ مندروں میں روشنی ہورہی تھی اور لوگ ہرناکشپ کی مورتی کو سجدہ کررہے تھے۔ اُسے تب معلوم ہوا کہ اُس کے باپ نے خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور مندروں میں اپنی مورتیاں رکھوائی ہیں اور لوگوں سے زبردستی سجدہ کرواتا ہے۔

پرھلاد نے مندر کے لوگوں سے پوچھا کہ میرا باپ تو فانی ہے ہمیں تو بھگوان کی پوجا کرنی چاہیے اسی لیے اُس نے ہرناکشپ کو سجدہ کرنے سے لوگوں کو روک دیا۔ جب تک پرھلاد اپنی بات پر قائم رہا تب تک ہرناکشپ اُسے مختلف آزمائشوں میں ڈالتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس نے اپنے بیٹے کو دریا میں پھینک دیا۔ پھر پہاڑ سے گرایا۔ لیکن وہ ہر بار محفوظ اور سلامت رہا۔ بالآخر ہرناکشپ کو ہار ہوئی اور وہ اپنے درباریوں سمیت ہلاک ہوگیا۔ جبکہ مالکِ حقیقی کی مداخلت سے اس کا بھگت پرھلاد زندہ رہا۔

مالکِ حقیقی نے پرھلاد سے کہا:

ترجمہ: "اے پرھلاد! میری مہربانی سے تُو تمام مشکلوں اور آزمائشوں سے محفوظ رہا۔ اگر تو نرمان (نجات) چاہتا ہے تو میری ہدایت پر عمل پیرا ہو۔ "(وشنو پُران 1/20/28)

ہولی کا تہوار پرھلاد کی یاد میں منایا جاتا ہے کہ سچ نے فتح پائی اور جھوٹ کو شکست ہوئی۔ اُس دن چتائیں بنا کر اور اُن میں ہولی کا پتلا جلا کر گویا یہ عہد کیا جاتا ہے کہ پرمیشور (بھگوان) کا نام ہمیشہ رہے گا۔ اس طرح ہولی کا تہوار خوشی اور رنگوں کا تہوار بن جاتا ہے جس میں لوگ ایک دوسرے پر رنگوں کی بارش کر دیتے ہیں اور اُس سے پیار و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

پاکستان میں ہندو برادری کی اکثریت سندھ میں رہتی ہے اور وہ سب ہولی کے اِس تہوار کو نہایت دھوم دھام سے مناتے ہیں۔ دنیا بھر کے تمام ہندو برادران ایک دوسرے کے لیے خوشی کے پیغامات بھیجتے ہیں۔

"کس سے مالک حقیقی دور نہیں ہوتے اور کون مالکِ حقیقی سے دور نہیں ہوتا؟"

شلوک 30/6: "جو یوگی مجھے ہر جگہ دیکھتا ہے اور سب کچھ مجھ میں دیکھتا ہے، میں کبھی اُس سے دور نہیں ہوتا اور نہ وہ مجھ سے دور ہوتا ہے" (شریمد بھگود گیتا)

## سبق کا خلاصہ

- ہندوؤں میں ہولی بسنت یعنی بہار کے موسم کی آمد کے طور پر منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار پرھلاد کی فتح کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔
- اس دن کا اہم مقصد اپنے آپ کو برائیوں سے دور کر کے اچھائیوں کو اپنانا ہے اور ہولی کے رنگ سے اپنے دل اور روح کو منوّر کرنا ہے۔
- ہولی رنگوں کا تہوار ہے جس میں لوگ ایک دوسرے پر رنگوں کی بارش کرتے ہیں۔
- یہ ہولی کا تہوار سچ کی فتح اور جھوٹ کی شکست کی یاد میں پتلا جلا کر منایا جاتا ہے۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۱۔ درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں:

(۱) ہولی کا کیا پیغام ہے؟
(۲) ہولی تہوار کا تاریخی پس منظر تحریر کریں۔
(۳) اس دن کو ہندو برادری کیسے مناتی ہے؟

۲۔ ہولی کے تہوار پر ایک تفصیلی نوٹ لکھیں۔

۳۔ ہولی کی تصاویر جمع کر کے البم کی صورت میں پیش کریں۔

۴۔ ہولی کے تہوار پر رنگوں کی درجہ بندی کرتے ہوئے اساسی (Primary) اور غیر اساسی (Secondary) رنگوں کی فہرست بنائیں۔

۵- **بات چیت کے نکات:**

مندرجہ ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں۔

- حق اور باطل کی جنگ میں جیت ہمیشہ سچ یعنی حق کی ہوتی ہے۔
- سچائی ہی ہماری زندگی کا مقصد ہے جیسا کہ پرھلاد کی فتح ہوئی تھی۔

۶- **اس سبق سے متعلق کوئی دو نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثّر ہوئے ہوں۔**

(۱) ______________________________

(۲) ______________________________

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ ہولی کے موقعے پر تقریب منعقد کریں۔ اساتذہ اور منتظمِ اعلیٰ کو اس تقریب میں مدعو کریں۔

## فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
| --- | --- | --- | --- |
| بسنت | بہار | دعویٰ | مطالبہ |
| فانی | ختم ہونے والا | فہم | سمجھ |
| سمیت | ساتھ | آزمائش | امتحان |
| اکثریت | زیادہ | درس گاہ | پڑھنے کی جگہ |
| شکست | ہار | مُنوّر | روشن |

# ۴- نَوروز (Nauroz)

لفظ ''نوروز'' فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں ''نیا دن''۔ مذہبِ زرتُشت اور عالمِ اسلام کے بہت سے لوگ یہ تہوار ہر سال 21 مارچ کو مناتے ہیں۔ اِس روز زمین سورج کے گرد اپنی سالانہ گردش مکمل کرکے نئی گردش کا آغاز کرتی ہے۔ اسی مناسبت سے یہ دن بڑی خوشی اور عقیدت سے منایا جاتا ہے۔ 21 مارچ کے روز دن اور رات برابر ہوتے ہیں اور موسمِ بہار کا آغاز ہوتا ہے۔

تاریخی روایات کے مطابق نوروز کے تہوار کا آغاز تقریباً ڈھائی ہزار سال قبل ایران کے بادشاہ جمشید نے کیا تھا اور اُس نے نوروز کو قومی تہوار قرار دیا تھا۔ اُس موقعے پر شاہ جمشید درباریوں میں انعامات تقسیم کرتا تھا اور ضرورت کے مطابق عہدے داروں میں تبدیلیاں اور نئی تقرّریاں کیا کرتا تھا۔ نوروز کے موقعے پر سلطنت کے دور دراز علاقوں سے لوگ اپنے شہنشاہ کے حُضور تحفے لاتے تھے۔ جن میں ہری (green) چیزیں اور سبزیاں وغیرہ بھی شامل ہوتی تھیں۔ علاوہ ازیں لوگ آپس میں ایک دوسرے کو تحفے بھی پیش کرتے تھے۔ نوروز کا جشن زرتشت مذہب کے ماننے والوں کے لیے بھی اہم ہے۔ گویا اُس وقت سے لے کر آج تک نوروز مذہبِ زرتُشت کے ماننے والوں کا اہم تہوار، اور ایران کا قومی تہوار چلا آرہا ہے اور یہ ہر سال بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ نوروز کی تقریبات کئی کئی دنوں تک جاری رہتی ہیں۔

نوروز کے دن اس مذہب کے لوگ بڑے روایتی دستر خوان کا اہتمام کرتے ہیں۔ اُن لوگوں کے خیال میں دستر خوان زندگی، صحت، دولت کی فراوانی، محبت، صبر و خلوص کو ظاہر کرتا ہے۔ نوروز کے موقعے پر سات مخصوص اشیا استعمال کی جاتی ہیں۔ جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے:

| | اشیا | معنی | تصوّر یا عقیدہ |
|---|---|---|---|
| ۱- | سبزی | گندم، جَو، مسور | روحانی پختگی کے لیے |
| ۲- | سامانو | ایک میٹھی ڈش | دولت مندی کی علامت |
| ۳- | سیب | پھل | صحت اور خوبصورتی کی علامت |
| ۴- | سنجید | جنگلی زیتون، خشک پھل | محنت کو ظاہر کرتا ہے |
| ۵- | سیر | لہسن | صحت کی نمائندگی کرتا ہے |
| ۶- | سماق | ایک درخت کا نام | اچھائی کی بُرائی پر فتح کو ظاہر کرتا ہے |
| ۷- | سِرکہ | سرکہ | صبر کی نمائندگی کرتا ہے۔ |

مندرجہ بالا سات مخصوص اشیا کی مدد سے دستر خوان کو انتہائی خوبصورت اور دلکش انداز میں سجایا جاتا ہے اور خاندان کے تمام افراد اس میں بڑھ چڑھ کر شرکت کرتے ہیں۔

الغرض نوروز زرتُشتیوں کے نزدیک مالکِ حقیقی کی عطا کردہ بے پناہ رحمتوں اور برکتوں کا احساس دلاتا ہے۔ یہ لوگ اپنے مالکِ حقیقی سے وعدہ کرتے ہیں کہ وہ اُس سے محبت کو جاری رکھیں گے اور اُس کے حکم کی تعمیل کریں گے اور ساتھ ہی اُس کی مخلوق کے ساتھ حُسنِ سلوک اور رواداری سے پیش آئیں گے۔

گویا نوروز کا تہوار مالکِ حقیقی کی رحمت کی تجدید کے ساتھ ساتھ شکرانے کا دن بھی ہے اور یہ دن انسان دوستی کے جذبے کا بھی پرچار کرتا ہے۔

## سبق کا خلاصہ

- ایرانیوں کے ہاں نوروز عید کا جشن ہے جو ڈھائی ہزار سال قبل ایران کے شہنشاہ جمشید نے شروع کیا تھا۔
- نوروز ہر سال 21 مارچ کو منایا جاتا ہے جس دن زمین سورج کے گرد اپنے سالانہ چکر کو مکمل کر کے نئے سفر کا آغاز کرتی ہے۔
- نوروز کا جشن زَرتُشتی مذہب کے علاوہ ایران اور وسطی ایشیا کے بعض مسلمان بھی مناتے ہیں۔ نوروز کا تہوار اُمید اور امن کا پیغام لاتا ہے۔

# سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

## ۱- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں:

(۱) نوروز کس زبان کا لفظ ہے؟
(۲) 21 مارچ کے متعلق کیا اہم بات اس موضوع میں زیرِ بحث ہے؟
(۳) ایران میں نوروز کے تہوار کا آغاز کب اور کس نے کیا؟
(۴) نوروز کے دن کون سی تقریبات ہوتی ہیں؟

## ۲- درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

(۱) اہلِ زرتشت کے نزدیک نوروز کے حوالے سے روایتی دسترخوان کی اہمیت پر روشنی ڈالیے۔
(۲) نوروز پر ایک مفصّل نوٹ تحریر کریں۔

## ۳- نوروز اور موسمِ بہار کے آغاز سے متعلق مضمون لکھیں اور اُس کی تصویر کشی بھی کریں۔

## ۴- بات چیت کے نکات:

طلباء اور طالبات درج ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں:

- نوروز کا تہوار اس کائنات اور فطرت سے بہت قریب ہے۔
- نوروز کے مذہبی اور ثقافتی پہلوؤں پر گفتگو کریں۔ یہ تہوار کس طرح اپنے پیروکاروں کی عملی زندگی میں اُمید اور امن کا پیغام لاتا ہے۔

۵- اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثر ہوئے ہوں۔

(۱) ____________________

(۲) ____________________

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ نوروز کے روایتی دستر خوان کی تصاویر جمع کریں اور اساتذہ اُس کی حقیقت اور معنویت انکو بیان کریں۔
- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اس بات کا عہد کریں کہ نوروز کے تہوار کی مناسبت سے اپنی برائیوں کو ترک کر کے اچھائیوں کو اپنائیں گے۔
- طلبہ کو اچھی عادات کی فہرست تیار کرنے کی حوصلہ افزائی کریں۔

## فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| تہوار | جشن | مناسبت | نسبت |
| مسرّت | خوشی | عہدہ داران | افسران |
| تقرّریاں | ملازمتیں، مقرر کرنا | اہتمام | انتظام |
| دلکش | خوبصورت | پختگی | مضبوطی |
| پرچار | اشاعت، تبلیغ | تعمیل | حکم بجالانا |
| ترک کرنا | منع کرنا، چھوڑ دینا | مخصوص | اہم |
| فہرست | چیزوں کی تفصیل | تجدید | کسی چیز کو نیا کرنا |

باب چہارم

# اَخلاقی اَقدار

## ا- تعارف

تاریخ گواہ ہے کہ وہ قومیں ہمیشہ آگے بڑھیں جنھوں نے وقت کی قدر کی اور اسے اہمیت دیتے ہوئے پابندی کا مظاہرہ کیا۔ جن اقوام نے وقت کو بے قدر جانا، اُن کا زوال اِسی وقت کے ہاتھوں ہوا اور انھیں ذلت وپریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔ وقت گردشِ لیل ونہار کا نام ہے اور اس کے ساتھ قدم بہ قدم چلنے والوں کی جیت ہوتی ہے۔

جماعت ہفتم کے طلبہ یقیناً اس سبق سے وقت کی قیمت و قدر سیکھیں گے اور اُسے اپنا نصب العین بنائیں گے تو یقیناً ترقی ہمیشہ اُن کے قدموں کو چومے گی۔ اخلاقی قدر کے تناظر میں وہ ایک فعال اور بے مثال شہری کی حیثیت سے اپنے ملک و قوم کی تعمیر اور ترقی میں حصہ لے کر اُسے عظیم ملت بنانے کی حتّی الامکان کوشش کریں گے۔

## ۲- قوم کی تعمیر و ترقی میں پابندیِ وقت کا کردار

ایک مسافر نے ریلوے اسٹیشن پر موجود قُلی سے دریافت کیا : ''آج صبح ٹرین کتنے بجے روانہ ہو گی؟'' قُلی نے جواب دیتے ہوئے کہا: ''جناب! وہ تو جا چکی''۔ مسافر نے حیرانی سے پوچھا: ''ارے، یہ کیسے ہوا! گاڑی کے روانہ ہونے کا کیا وقت تھا؟ '' قُلی نے کہا کہ جناب! وہ سامنے لٹکی ہوئی لِسٹ (فہرست) میں ٹرین کے جانے اور آنے کے اوقات تفصیلاً درج کیے ہیں ۔ یہ سُن کر مسافر کو وقت پر اسٹیشن نہ پہنچنے کا سخت افسوس ہوا کہ اگر میں وقت پر آجاتا تو میری ٹرین مجھے مل جاتی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

وقت سے دن اور رات ، وقت سے کل اور آج
وقت کی ہر شے غلام، وقت کا ہر شے پہ راج
آدمی کو چاہیے ، وقت سے ڈر کر رہے
کون جانے کس گھڑی ، وقت کا بدلے مزاج

یہ ایک مُسَلّمہ حقیقت ہے کہ ''وقت'' ایک انمول دولت ہے کیونکہ ہم سب کی زندگیاں وقت کی زنجیروں میں قید ہیں۔ اگر ہم اپنے وقت کو ضایع کر دیتے ہیں تو زندگی کے ہر میدان میں شکست اور مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

کہنے کو تو ''وقت'' تین حروف پر مبنی لفظ ہے مگر سب انسانوں کی زندگیاں اس سہ حرفی لفظ یعنی ''وقت'' کے اِرد گرد گھومتی نظر آتی ہیں۔ کچھ لوگ اُسے صرف ہاتھ میں پہنی ہوئی گھڑی کی صورت میں دیکھتے ہیں جب کہ لوگوں کی اکثریت اِس حقیقت سے آشنا ہے کہ وقت کے اندر ہی ہماری زندگی کے لا محدود منٹ، دن، مہینے اور سال پوشیدہ ہیں جو دیکھتے ہی دیکھتے بالآخر ماضی، حال اور مستقبل میں تبدیل ہوتے نظر آتے ہیں۔

وقت کی اہمیت ہمیں سب سے زیادہ اس کائنات میں عمل پیرا ہوتی ہوئی نظر آتی ہے جہاں مَظاہرِ قُدرت میں موجود ہر رکن بڑے نظم وضبط کے ساتھ وقت کی پابندی کرتے ہوئے اپنے اپنے مدار میں گھومتا دکھائی دیتا ہے۔ الغرض سورج، چاند، ستارے اور سیّارے مالکِ حقیقی کے نظام کی پیروی میں اپنا سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔

گویا بحیثیت انسان ہمیں اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہم کس طرح وقت کی پابندی کرتے ہوئے اپنی زندگیوں کو بامقصد بنا سکتے ہیں۔ کسی دانا فلسفی نے کیا خوب کہا ہے کہ :

"وقت ایک عظیم دولت ہے اور دولت ہمیں بلندی اور اختیار کے اعلیٰ درجہ پر فائز کر سکتی ہے۔ تو اگر تم اعلیٰ مقام کے خواہشمند ہو تو وقت کی قدر جانو"

انسانی زندگی میں وقت کی اہمیت اور افادیت کا اندازہ ہم کیسے لگائیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک منٹ پہلے کسی شخص کی ٹرین یا بس چھوٹ چکی ہو یا ایسے طالب علم سے پوچھیں جو کمرۂ امتحان میں کچھ لمحوں کی تاخیر کی وجہ سے داخل ہونے سے قاصر رہا۔ یا پھر ایسے مریض کے گھر والوں سے پوچھیں جسے فوری امداد نہ ملنے کے باعث زندگی سے ہاتھ دھونے پڑے ہوں۔ گویا ہم میں سے ہر شخص وقت کے آگے مجبور، بے بس اور لاچار نظر آتا ہے۔

بچو ! وفادار شہری ہونے کی حیثیت سے یہ ہماری اولین ذمہ داری ہے کہ اپنے وقت کی صحیح سرمایہ کاری (Investment) کریں۔ اُسے فضول کاموں میں ضایع کرنے کے بجائے اچھے اور تخلیقی کاموں میں استعمال کرنے میں مُخلص رہیں اور اپنی صلاحیتوں میں اضافہ کرتے ہوئے اُسے ملکی و قومی مفاد کی خاطر استعمال کریں۔

ساتھ ہی وقت کی پابندی ہمیں وقت سے آگے بڑھنے اور اپنے آپ کو، اپنے گھر والوں اور اپنے ملک کو آنے والے وقتوں کے لیے بھی تیار کرنے کا پیغام دیتی ہے۔ وہ قومیں جو وقت کے ساتھ چلتی ہیں، زمانے میں ہونے والی تبدیلیوں اور تغیرات کو قبل از وقت سمجھتے ہوئے اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھال لیتی ہیں، گویا وہ باقی تمام قوموں سے آگے بڑھ جاتی ہیں۔

کسی بھی قوم کی ترقی کے ذمے دار صرف منتخب نمائندے ہی نہیں ہوتے، بلکہ عوام الناس کو بھی اس ضمن میں اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ عوام کی جانب سے منتخب نمائندے ملک کی اقتصادی ترقی کے کام کو شروع کرتے ہیں۔ ہر ایک شہری بھی اس اقتصادی ترقی کے پروگراموں کو وقت پر مکمل کرنے اور اس سرمائے کی حفاظت میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ گویا یہ نہایت ضروری ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنی ذمے داری کا احساس ہو اور ہر ایک باشعور ہو۔ کسی بھی اقتصادی پروگرام میں رکاوٹ در حقیقت ملکی و قومی سرمائے کا زیاں ہے۔

ان ترقیاتی کاموں پر ذرا سی تاخیر ہو جائے تو ملک و قوم کو اربوں روپے کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اپنے کاموں میں سُست روی کی وجہ سے دوسری حکومتوں اور دوسرے ملکوں سے معاہدے میں وعدہ خلافی کی صورت پیدا ہو سکتی ہے، جو نہ صرف اندرونِ ملک بلکہ بیرونِ ملک بھی ناپسندیدہ عادت ہے۔ یہ بات مستقبل میں آنے والے ترقیاتی معاہدوں اور پروگراموں مس خلل کا باعث ہو سکتی ہے اور وقت کی پابندی نہ کرنے سے ملک و ملت کو بین الاقوامی برادری کے سامنے شرمسار ہونا پڑتا ہے جو کسی بھی ملک و قوم کے لیے انتہائی بُری بات ہے۔

ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ وقت کی پابندی نہ کرنے سے گھروں کے عام معمولات بھی خلل کا شکار ہو جاتے ہیں اور ہم بے شمار مسائل سے دوچار ہو جاتے ہیں۔ ذرا سوچیے کہ ملکی و قومی سطح پر وقت کی عدم پابندی اور تاخیر کس قدر مشکلات سے دوچار کرواسکتی ہے۔ آج کے تکنیکی دور میں وقت کی پابندی انتہائی ناگزیر ہے، کیونکہ ترقیاتی منصوبے عالمی دنیا(global village) کو بہتر بنانے کا ذریعہ ہیں۔

کبھی کبھار چند لوگوں کی وجہ سے کسی ملک کو شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جب معاہدے کے مطابق مقررہ وقت پر کوئی کام یا منصوبہ پورا نہیں ہوتا۔ ملکی و صوبائی سطح پر اگر ہر شخص اپنی ذمہ داریوں کو خوش اسلوبی اور اپنے کاموں کو مقررہ وقت پر انجام دے تو نہ صرف اس شخص کا، اس صوبے یا ادارے کا، بلکہ پورے ملک کا اعتماد بحال ہوتا ہے اور آگے چل کر باقی ممالک میں ایسے ملک کو مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

آیئے ! ہم سب اپنے ملک کے لیے مثالی کردار ادا کرتے ہوئے اپنے وقت کی پابندی کا خاص خیال رکھیں۔ اپنے محلّے، ضلع، صوبے یا ملکی سطح پر جن منصوبوں پر قومی سرمایہ خرچ ہوا ہے، اسے وقتِ مقررہ پر پورا کرنے میں منتخب لوگوں اور اداروں کا مل کر ساتھ دیں اور ملکی ترقی میں اپنا مثبت کردار ادا کریں۔

## سبق کا خلاصہ

- وقت ایک انتہائی قیمتی تحفہ ہے وہ لوگ جو وقت کی قدر کرتے ہوئے اپنے آپ کو زندگی میں آگے بڑھاتے ہیں کامیابی ہمیشہ اُن کے قدم چومتی ہے۔
- وقت ضائع کرنے والا شخص نعمتوں کا زیاں کرتا ہے۔
- تمام مظاہرِ فطرت ہمیں وقت کی پابندی کی تعلیم دیتے ہیں۔
- وہ قومیں جو وقت کی قدر کرتی ہیں، وہ سرخرو ہوتی ہیں۔
- کسی بھی قوم کی ترقی کے ذمے دار صرف مُنتخب نمائندے ہی نہیں ہوتے، بلکہ عوام کو بھی اس ضمن میں اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

### ۱- درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) وقت کی پابندی نہ کرنے والے کو کس قسم کا نقصان اٹھانا پڑتا ہے؟

(۲) کائنات میں سورج، چاند ستارے پابندیٔ وقت کی عمدہ مثالیں ہیں۔ اپنی زندگی سے متعلق ایسی چند مثالیں آپ بھی تحریر کریں۔

### ۲- درجِ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات لکھیں:

(۱) ”پابندیٔ وقت ہمیں نظم و ضبط سکھاتی ہے جو کسی بھی ترقی یافتہ قوم کا ضروری خاصہ ہے“۔ درج بالا قول پر مقالہ تحریر کرتے ہوئے مثالوں کے ذریعے بیان کریں۔

(۲) پابندیٔ وقت کے فوائد تحریر کریں۔

۳- اپنے روز مرہ کے کاموں کی فہرست بنائیں جو آپ وقت پر سرانجام دیتے ہیں۔ ساتھ ہی جائزہ لیں کہ کس دن وقت کا زیاں ہوا ہے؟

۴- بات چیت کے نکات:

طلبہ / طالبات درج ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں:

- طلبہ کی زندگیوں میں وقت کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔
- بحیثیتِ شاگرد ہمیں کن کن شعبوں میں خود کو تیار کرنا ہے؟ تاکہ ہم وقت کو ضایع نہ کر سکیں۔

۵- وقت کی پابندی نہ کرنے سے ملک و قوم کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے؟ کوئی پانچ نِکات لکھیں۔

۶- اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثّر ہوئے ہوں۔

(۱) ____________________

(۲) ____________________

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اسکول کے ٹائم ٹیبل کے ساتھ ساتھ اپنی کارکردگی کا چارٹ بھی کاپی میں بنائیں اور تقریباً ایک مہینے تک روزانہ اُس کا جائزہ لیں۔
- وقت کی پابندی سے متعلق شعرا کے کلام اور فلسفیوں کے اقوال جمع کر کے البم (Album) بنائیں اور نمائش کے لیے پیش کریں۔

# فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| آشنا | جاننے والا | لامحدود | بے حد، جس کی کوئی حد نہ ہو |
| پوشیدہ | چھپا ہوا | مُخلص | خالص، سچا |
| ٹالنا | بہانہ بازی، ٹال مٹول | محکوم | زیردست، ماتحت |
| فاتح | فتح پانے والا | زیاں | ضایع |
| مُنتخَب | چُنے ہوئے | اکثریت | زیادہ |
| خَلَل | بگاڑ، نقصان | اِقتصادی | معاشرتی، مالی |

باب پنجم

# نیکیوں میں پہل کرنا

## ۱- تعارف

انسان کو مالکِ حقیقی نے ''اشرف المخلوقات'' کا درجہ عطا کیا ہے اور اسی درجے کی مناسبت سے انسان پر چند ذمّے داریاں بھی عائد ہوتی ہیں جنھیں پورا کرنا ضروری ہے۔ انسان اس دنیا میں خوشیاں بکھیرنے پر مامور ہے۔ لہٰذا اگر ہم احساسِ شکر گزاری، تقویٰ کے رویّوں، دوسروں کے لیے احساسِ انسانیت اور ہمدردی رکھیں گے تو یقیناً ہماری دنیا میں آنے کا مقصد پورا ہوگا اور مالکِ حقیقی ہم سے خوش ہو کر ہمارے اوپر اپنی نعمتوں اور رحمتوں کی بارش کرے گا۔

بچّو! یہ اشد ضروری ہے کہ ان تمام اچھی عادتوں کو بچپن ہی سے ہم اپنی زندگی کا حصہ بنائیں تاکہ بڑے ہونے پر یہ خوبیاں ہماری شخصیت کا حصہ بن جائیں۔ گویا تمام اچھائیاں اور خوبیاں ہماری ذات میں ضم ہو جائیں اور تمام برائیوں سے دور ہم ایک مطمئن اور خوبصورت زندگی گزاریں۔

اس باب میں کہانیوں کی مدد سے ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ گھروں میں اپنی چیزوں میں اپنے گھر والوں یعنی بہن بھائیوں، والدین اور دوسروں کو شریک کریں۔ کیوں کہ ہم ان ہی کی مدد سے آگے بڑھتے ہیں اور اپنے کاموں کو سرانجام دیتے ہیں۔ یہی جذبہ ہمیں محلے اور اسکول میں موجود دوستوں اور ہم جماعتوں کے ساتھ ہمدردی کرنے اور ان کی مدد کرنے کے لیے تیار کرتا ہے۔ جہاں ہم اپنی چھوٹی سے چھوٹی چیزوں میں انھیں شریک کرتے ہیں اس طرح ہم آپس میں محبت اور بھائی چارے کے جذبے کا اظہار کرتے ہیں۔ بظاہر اپنی چیزیں دوسروں کے ساتھ بانٹنا، اپنے خیالات اور اپنا علم دوسروں تک پہنچانا خود ہی ایک بہت بڑی نیکی ہے۔ گویا اس پورے باب میں آپ مختلف مثالوں اور کہانیوں کی مدد سے شرکتِ باہمی اور مل جل کر رہنے کے جذبے کی افادیت معلوم کریں گے۔

بچّو! بہت ممکن ہے کہ آپ ان جذبات سے باخبر ہوں اور آپس میں مل جل کر رہنے اور اپنی چیزیں دوسروں کے ساتھ مل کر استعمال کرنے سے متعلق اگر آپ اپنی زندگی کی اصل کہانی پیش کرنا چاہیں تو اپنے ساتھیوں اور اپنے استاد کے ساتھ وہ واقعات ضرور شریک کیجیے گا۔

## ۲- مسکراہٹیں بانٹنا

مالکِ حقیقی نے انسان کو مسکراہٹ کا ایک ایسا انمول تحفہ بخشا ہے جس کی بدولت ایک انسان تھوڑی سی مسکراہٹ سے دوسرے کا دل جیت سکتا ہے۔ کیونکہ وہی چیز خوبصورت ہوتی ہے جو آپ کے دل میں خوشیاں بکھیرنے کا باعث بنے۔ اگر آپ ہنستے ہوئے چہرے کو دیکھیں تو خود بخود آپ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر جاتی ہے۔ ہنستے ہوئے چہرے کو دیکھ کر اور اُس شخص کی شگفتہ باتیں سُن کر آپ کے دل میں خوشی اور مسرت کے احساسات پیدا ہوتے ہیں۔ اس کے بر عکس ایک ایسا چہرہ جس پر معمولی سی مسکراہٹ کا دُور دُور تک کوئی نشان نہ ہو، بات کرنے کا ایسا انداز جو اُس کے چہرے پر آڑی ترچھی لکیریں چھوڑ جائے، ماتھے پر شکنیں ہوں، ناک چڑھی ہوئی ہو، بات کرتے وقت ہونٹ عجیب انداز سے کھلیں تو آپ کو ایک بہت ہی ناگوار قسم کا احساس ہوگا اور آپ ایسے شخص سے بہت جلد اکتا جائیں گے اور اُس سے دور رہنے کی کوشش کریں گے۔

ایک فرانسیسی ادیب لکھتے ہیں کہ "دل سب سے زیادہ اُس وقت خوش ہوتا ہے جب کوئی مُسکراتا اور کِھل کِھلاتا ہوا چہرہ آپ کے قریب ہو"۔ نفسیات دان ڈاکٹر ایچ لینڈ کہتے ہیں کہ "ہنسنا اور مسکرانا ایک بہت ہی صحت افزا ورزش ہے اور غذا کو ہضم کرنے میں مدد دینے والی چیز ہے"

گویا ہنسنے اور مُسکرانے کی عادت آپ تمام کو صحت مند رہنے کا اشارہ دیتی ہے۔ ساتھ ہی یہ مسکراہٹیں لوگوں کے دلوں میں خوشی اور مسرت کا احساس جگاتی ہیں اسی لیے خوش رہنا اور خوشیاں بانٹنا بہت بڑی نیکی ہے۔ ایک فارسی شعر ہے:

"دل بدست آور کہ حجِ اکبر است"۔

یعنی: لوگوں کے دل جیتو کیوں کہ لوگوں کا دِل جیتنا حج اکبر کے برابر ہوتا ہے۔

- خوش اخلاقی ایک اچھا وصف (عادت) ہے جس کی بدولت ہمارے دوستوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔
- مسکرانا اور مسکراہٹیں بکھیرنا ایک نعمت ہے۔

## ۳۔ مصیبت کے وقت دوسروں کا سہارا بننا

گرمی کی چھٹیوں میں جارج (George) اپنے والدین کے ہمراہ سمندر کی سیر کے لیے گیا جہاں بہت سے بچے اپنے والدین کے ہمراہ آئے ہوئے تھے۔ اگرچہ سمندر کے کنارے بے شمار لوگ تھے مگر جارج کے والدین نے اُسے پانی میں بہت آگے جانے سے منع کر دیا۔ جارج ساحلِ سمندر پر کھڑا لہروں کے آنے اور جانے کا منظر دیکھ رہا تھا وہ دل میں سوچ رہا تھا کہ لہروں کے اندر جُنبش کیسے پیدا ہوتی ہے اور وہ یہاں سے وہاں کیسے اُچھلتی کودتی رہتی ہیں؟ کیا وہ تھکتی نہیں۔ مختلف لہروں کے اُبھرنے اور ڈوبنے کے خیال میں اتنا مشغول تھا کہ وہ اپنے والدین سے دور ہو چکا تھا۔

اُسے اِس بات کا اندازہ بھی نہ تھا کہ وہ تنہا اِن لہروں سے گفت و شنید کر رہا ہے اور کچھ ہی دیر میں تیزی سے بڑھتی ہوئی ایک لہر نے اُسے اپنی لپیٹ میں لے لیا جو جارج کو سمندر کے اندر دھکیلتی ہوئی لے جا رہی تھی۔ اچانک جارج کے والدین نے اُسے ڈوبتے ہوئے دیکھا اور مدد کے لیے زور سے چِلاّنا شروع کر دیا۔ بچاؤ! بچاؤ! میرا بیٹا ڈوب جائے گا"۔ "کوئی میرے جارج کو بچائے"۔

اُسی لمحے ایک بہادر باہمت تیراک سُمیر نے پانی میں چھلانگ لگائی اور جارج کو ڈوبنے سے بچالیا۔

کچھ دیر بعد ہوش آنے پر اور اپنی جان بچ جانے پر جارج نے سُمیر صاحب کا شکریہ ادا کیا اور بڑے ادب سے کہا کہ اگر آج آپ نہ ہوتے تو شاید میں بچ نہ پاتا۔ مالکِ حقیقی نے آپ کو میری جان بچانے کے لیے بھیجا تھا۔ میں آپ کا تہہِ دل سے شکر گزار ہوں"

کچھ دیر ٹھہرنے کے بعد جب جارج والدین کے ساتھ گھر کی طرف جانے لگا۔ تو کچھ دور جا کر وہ واپس سُمیر صاحب کے پاس آیا اور کہا "اگر میں کسی طرح آپ کے کچھ کام آسکوں تو ضرور حکم فرمائیے"۔ تب سُمیر نے اُس بچے کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا: "بیٹا! یہ مالکِ حقیقی کا کرنا تھا کہ میں تمھارے کام آسکا۔ اگر تم نیکی کرنا چاہتے ہو تو کسی مصیبت زدہ، مجبور شخص کی مدد کرنا اور اُس کا سہارا بننا۔ یہ مدد تم اس لیے

کرنا کہ تم اُس کی پریشانی نہیں دیکھ سکتے اور مالکِ حقیقی نے تمھیں وہ صلاحیت بخشی ہے کہ کسی بھی پریشانِ حال شخص کو خوشی دے سکو''۔ مزید کہا کہ: ''یہ تمام اچھے اور نیک کام ہیں جنھیں ہم سب کو کرتے رہنا چاہیے، کیونکہ یہی انسانیت کا درس ہے اور یہی مالکِ حقیقی کا فرمان بھی۔''

آخر میں جارج نے سُمیر سے ہاتھ ملائے اور وہاں سے رُخصت ہوا۔ سمیر کی یہ نصیحت سُننے کے بعد جارج نے اپنے دل میں اس بات کا تہیہ کر لیا کہ وہ ہمیشہ لوگوں کی مدد کرے گا۔

- ہم سب مالکِ حقیقی کے بندے ہیں اور آپس میں انسانیت کے ناطے ایک دوسرے سے جُڑے ہوئے ہیں۔ اس لیے ایک دوسرے کی مدد کرنا ہمارا اوّلین فرض ہے۔
- ہر مذہب اپنے پیروکاروں کو اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں اور دکھ درد میں ایک دوسرے کے کام آئیں۔

# ۴۔ شکر گزاری

عنایت کا اُس کی بیان کیا کریں
زمیں اپنے بندوں کے رہنے کو دی
بجھانے کو پیاس اُن کی، پانی دیا
اناج اپنی نعمت سے پیدا کیا
کہیں پھول ہیں سونگھنے کے لیے
زبان دی کہ بولا کریں سچ سدا
دیے کان سننے کو باتیں ہمیں
دیے ہاتھ ہر کام کے واسطے
ہمیں رات دی اُس نے آرام کو
اٹھاتے نہ تکلیف اگر کام کی
ہمیشہ ہماری خوشی کے لیے
بہت جب ستاتی ہے سردی ہمیں
بہت زور کرتی ہیں جب گرمیاں
سما ہے ہمارے لیے نِت نیا

عجب نعمتیں اُس نے بخشی ہمیں
ہوا سانس لینے کی خاطر ملی
پکانے کو دی آگ اس نے بنا
جسے کھاکے جیتا ہے چھوٹا بڑا
کہیں اُس نے کھانے کو میوے دیے
نگاہ دی کہ دیکھیں بَھلا اور بُرا
سمجھ اس لیے دی کہ سوچیں انھیں
دیے پاؤں سیر اور سفر کے لیے
ہمیں دن دیا محنت اور کام کو
تو لذّت نہ پاتے آرام کی
نئے موسم آتے ہیں اور دن نئے
تو وہ بھیج دیتا ہے گرمی ہمیں
تو برکھا سے ہوتا ہے ٹھنڈا جہاں
نہ گرمی سدا ہے نہ سردی سدا

خدا نے ہمیں دیں بڑی نعمتیں
ہمیں چاہیے شکر اُس کا کریں

(محمد حسین آزادؔ)

- مالکِ حقیقی کا شکرانہ ادا کرنا پرہیز گاری اور تقویٰ کی نشانی ہے۔
- شکر گزاری ایک اچھی عادت ہے جو ایمان کو مکمل اور مضبوط کرتی ہے۔

## ۵- مالکِ حقیقی کا خوف ہی پرہیزگاری کی معراج ہے

حضرت جُنید بغدادیؒ ایک بزرگ اُستاد تھے جن سے بڑی تعداد میں شاگرد علم سیکھنے آیا کرتے تھے۔ اُن کا ایک شاگرد احمد بہت ذہین تھا۔ وہ کافی پرہیزگار بھی تھا اور اُس کے دل میں مکمّل ایمان تھا کہ مالکِ حقیقی ہر جگہ موجود، حاضر و ناظر اور ہم سب کے ساتھ ہے اور ہمیں دیکھ رہا ہے۔ اسی لیے احمد کے دل میں مالکِ حقیقی کا خوف بھی تھا۔ انھی وجوہ کی بنا پر اُس کے استاد حضرت جنید بغدادیؒ اُس پر خاص طور پر مہربان تھے اور اسے عزیز رکھتے تھے۔ مگر یہ بات باقی شاگردوں کو بالکل پسند نہ تھی۔ آخر ایک روز تمام شاگردوں نے استاد سے شکایت کی کہ آپ احمد پر اس قدر مہربان کیوں ہیں؟ وہ بھی ہماری طرح ایک طالبِ علم ہے۔ اس پر حضرت جنید بغدادیؒ نے جواب دیا کہ ''میرا یہ شاگرد، شائستہ، با ادب اور ذہین ہے۔ میں کسی دن اُس کا امتحان لے کر تمھاری تسلّی کر دوں گا۔''

کئی دن گزرنے کے بعد حضرت جنید بغدادیؒ نے اپنے تمام شاگردوں کو ایک ایک سیب اور چُھری دے کر کہا کہ ''سیب کو ایسی جگہ کاٹنا جہاں کوئی دیکھ نہ سکے''۔ ہر شاگرد اپنے سیب کو کسی ایسی جگہ کاٹ کر آیا جہاں کوئی اور شخص موجود نہ تھا۔ کسی نے چھت پر چڑھ کر سیب کو کاٹا تو کوئی اُسے لے کر دور صحرا میں چلا گیا۔ گویا ہر شاگرد سیب کو کاٹ کر واپس لوٹا مگر احمد اپنا سیب بغیر کاٹے واپس لے آیا۔ تمام شاگرد احمد کے اس عمل پر حیران تھے اور دل میں سوچ رہے تھے کہ آج ضرور اُسے سزا ملے گی۔

''تم نے اپنا سیب کیوں نہیں کاٹا؟'' حضرت جنیدؒ نے سوال کیا۔

''مجھے کاٹنے کے لیے کوئی ایسی جگہ ہی نہ ملی جہاں مالکِ حقیقی حاضر و ناظر نہ ہو۔ وہ مجھے ہر جگہ دیکھ رہا تھا اس لیے میں اپنا سیب بغیر کاٹے واپس لے آیا۔'' احمد نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہ سن کر حضرت جنید بغدادیؒ نے احمد کو گلے سے لگایا اور باقی شاگردوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا: ''تم سب نے دیکھ لیا کہ احمد تم سب سے زیادہ سمجھدار، ذہین اور پرہیزگار ہے۔ اس کو یقین ہے کہ مالکِ حقیقی ہر جگہ موجود ہے وہ اُسے ہر قسم کی برائیوں سے دور رکھتا ہے اور اسی لیے میں بھی اُسے عزیز رکھتا ہوں۔''

- مالکِ حقیقی ہر جگہ موجود ہے اور وہ ہمارے ہر عمل سے باخبر ہے۔
- مالکِ حقیقی کا احساس ہی ہمیں بُرے کاموں سے روکتا ہے۔

## ۶- کیوں کہ میرا نمبر تیسرا ہے

جیسمن (Jasmine) اپنے دوستوں اور ہم عمر ساتھیوں میں کافی مقبول تھی۔ وہ نہ صرف پڑھائی میں آگے تھی بلکہ اسکول میں منعقد ہونے والے تمام مقابلوں اور سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھی۔ اسی وجہ سے اُسے کھیلوں کی ٹیم کی سربراہی پر مامور کیا گیا تھا۔

ایک مرتبہ جیسمن اپنی طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے کئی روز تک اسکول سے غیر حاضر رہی تو اُس کی سہیلیوں نے اُس کے گھر جا کر ملنے کا پروگرام بنایا۔ جب وہ تمام جیسمن کے گھر پہنچیں تو اس کی امّی نے بڑے پُر تپاک طریقے سے اُن کا استقبال کیا۔ جیسمن سے ملنے وہ اُس کے کمرے تک پہنچیں اور اُس کی خیریت دریافت کی۔ ساتھ ہی اسکول میں ہونے والے مقابلوں کے متعلق جیسمن کو آگاہ کیا۔ کچھ دیر باتوں سے فارغ ہو کر ایک سہیلی نے جیسمن کے کمرے کی دیوار پر لگی تختی کی طرف اشارہ کیا جس پر لکھا ہوا تھا "میرا نمبر تیسرا ہے"۔ سب دوستوں نے اُس تختی کو غور سے دیکھنے کے بعد جیسمن سے پوچھا کہ تم پڑھائی کے ساتھ ساتھ سب مقابلوں اور سرگرمیوں میں اوّل آتی ہو تو پھر اس بات کا کیا مطلب ہے کہ "میرا نمبر تیسرا ہے"۔

**میرا مقصدِ زندگی**

۱- مالکِ حقیقی کی اطاعت

۲- گھر والوں اور انسانیت کی خدمت

۳- اپنے ذاتی مقاصد کو پورا کرنا
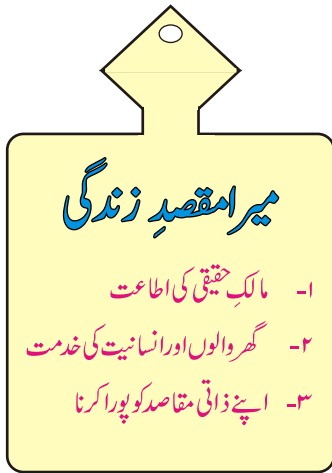
تب جیسمن نے اپنی دوستوں کو اپنی زندگی کے اِس اہم راز کے بارے میں بتایا کہ اُس نے اپنے گھر کے بزرگوں سے یہ اہم سبق سیکھا ہے کہ

۱- میری زندگی کا اوّلین مقصد مالکِ حقیقی کے حکم کے مطابق زندگی گزارنا ہے جو ہم سب کا مالک ہے۔

۲- دوسرا مقصد والدین، گھر والوں اور انسانیت کی خدمت کرنا ہے، کیونکہ مالکِ حقیقی کو وہی لوگ پسند ہیں جو اُس کی مخلوق سے پیار کریں اور ان کے کام آسکیں۔

۳- تیسرا اور آخری مقصد اپنے ذاتی مقاصد کو پورا کرنا ہے۔

جیسمن نے بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہا کہ اسی لیے میں نے اس تختی پر یہ یادداشت لکھ رکھی

ہے کہ پہلے مالکِ حقیقی کے حقوق کی ادائی پھر اُس کی مخلوق یعنی گھر والے، والدین اور پھر انسانیت کے حقوق کی ادائی کے بعد آخر میں اپنے بارے میں سوچوں گی۔"

سب دوستوں نے مل کر کہا، آفرین۔ پھر جیسمن کی ایک دوست نے بڑے خلوص سے کہا کہ زندگی میں تمھیں تمھارا مقصد مل چکا ہے اور یہی سوچ تمھیں ہمیشہ آگے بڑھنے کی ہمت ور ہنمائی عطا کرتی ہے۔

- اچھے لوگوں، اچھی عادات اور اچھی بات کو سبھی لوگ پسند کرتے ہیں۔
- دوسروں کی مدد، اُن کا خیال ہمیں انسانیت کے اعلیٰ مقام یعنی اشرف المخلوقات کے درجے تک لے جاتا ہے اور یہی خصوصیات انسان کو حیوان سے ممتاز کرتی ہیں اور مالکِ حقیقی کے نزدیک لے جاتی ہیں۔

# ۷- ہمدردی

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا     بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا
کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی     اڑنے چگنے میں دن گزارا
پہنچوں کس طرح آشیاں تک     ہر چیز پہ چھاگیا اندھیرا
سُن کے بلبل کی آہ و زاری     جگنو کوئی پاس ہی سے بولا
حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے     کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا
کیا غم ہے جو رات اندھیری     میں راہ میں روشنی کروں گا
اللہ نے دی ہے مجھ کو مَشعَل     چمکا کے مجھے دِیا بنایا

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

(علامہ اقبال)

- معاشرے میں ایک دوسرے کے ساتھ اچھائی کرنے ہی سے معاشرے ترقّی کرتے ہیں۔ اچھائی اور نیکی پھلتی پھولتی ہے اور ترقّی یافتہ مُعاشروں میں شمار ہوتی ہے۔
- نیکی اور اچھائی لوگوں کو دوسروں کا گرویدہ بنالیتی ہے۔
- ہمیں نیک عادتیں اور اچھے اعمال اپنا کر اپنا اور اپنے والدین کا نام روشن کرنا چاہیے۔

## ۸- سچی بندگی،اوروں کے کام آنا

سَنت ایکناتھ کہیں جارہے تھے تو انھوں نے راستے میں ایک چھوٹے بچے کو روتے ہوئے پایا، وہ اکیلا تھا اور اپنی ماں کو ڈھونڈتے اِدھر اُدھر آوازیں لگا رہا تھا۔ سَنت ایکناتھ اس بچے کے قریب آئے اور اسے اپنی گود میں اٹھایا اور دلاسا دیتے ہوئے کہا کہ چلو ہم دونوں مل کر تمھاری ماں کو ڈھونڈتے ہیں۔ یہ سن کر بچہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔

آگے سڑک پر سَنت ایکناتھ کو ان کے ایک شاگرد ملے اور کہا: ''سَنت ایکناتھ! آپ اس بچے کو اٹھائے کس طرف جا رہے ہیں؟ کیا آپ اس بچے کو جانتے ہیں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بچہ کسی غریب گھرانے سے تعلق رکھتا ہے اور اپنے ماں باپ سے بچھڑ گیا ہے''۔

سنت ایکناتھ نے جواب دیا: ''شاید تم ٹھیک کہتے ہو، مگر ہم اس بچے کی ماں کو ڈھونڈنا چاہتے ہیں تاکہ یہ بچہ خوش ہو جائے اور رونا چھوڑ دے''۔

ان کے شاگرد نے کہا: '' سنت ایکناتھ! آپ کہاں اس بچے کے لیے اپنا قیمتی وقت ضایع کر رہے ہیں، جب کہ آپ جانتے ہیں کہ مندر میں پوجا پاٹ کا وقت ہو چکا ہے اور سب لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہوں گے''۔

سنت ایکناتھ نے اپنے شاگرد کو جواب دیتے ہوئے کہا:

> ''جب میں نے اس بچے کو اپنی ماں کے لیے زار و قطار روتے ہوئے دیکھا تو میرا دل پگھل گیا۔ میں نے اس بچے کے اندر موجود مالکِ حقیقی کا نور دیکھا۔ اس وقت میرے دل نے مجھ سے کہا کہ اس بچے کی مدد کرنی چاہیے، کیونکہ اس کے اندر بھی وہی مالکِ حقیقی کا نور ہے، جو میرے اپنے اندر ہے۔ چنانچہ جب تک میں اس بچے کو اس کی ماں کے حوالے نہ کر دوں، بندگی میں نہیں بیٹھ سکتا۔ شاید اس بچے کی خوشی ہی میرے لیے اصل بندگی ہو گی''۔

چنانچہ تینوں مل کر بچے کی ماں کو ڈھونڈنے کے لیے آگے بڑھے اور چند میلوں کی مسافت طے کرنے کے بعد بچے کی ماں مل گئی جس نے لپک کر اپنے بچے کو اٹھا لیا اور پیار کیا۔ بچے کی ماں نے سنت ایکناتھ کا شکریہ ادا کیا۔ سنت ایکناتھ نے ان سے کہا:

'' مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ مالکِ حقیقی مجھ سے بات کر رہے تھے اور مجھ سے کہہ رہے تھے

کہ اے بندے! میں تیرے رحمدلی کے جذبے سے بہت خوش ہوا ہوں اور تیری عبادت و بندگی قبول کرتا ہوں۔ آج یقیناً تو نے بچے کی مدد کی ہے، گویا تو نے انسانیت کی مدد کی ہے اور تیرے دل میں درحقیقت بہت سکون اور خوشی ہے''۔

ماں یہ الفاظ سن کر ایک مرتبہ پھر شکریہ ادا کرتے ہوئے اپنے بچے کو ساتھ لے کر چل دی۔

- انسانیت کی خدمت کرنے اور اس کی مدد کرنے سے مالکِ حقیقی بہت خوش ہوتا ہے۔
اچھے اعمال ہمیشہ بندوں کے درجات بلند کرنے میں سیڑھی کا کام کرتے ہیں۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

### ۱- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں:

(۱) آپ کے خیال میں مالکِ حقیقی کن لوگوں کو پسند کرتا ہے؟
(۲) جگنو نے بلبل کی مدد کس طرح کی؟
(۳) مسکراہٹ بانٹنا کیوں ضروری ہے؟ کیا یہ عبادت ہے؟
(۴) احمد نے اپنا سیب کیوں نہیں کاٹا؟
(۵) مالکِ حقیقی کا احساس ہمیں کس طرح برائیوں سے بچاتا ہے؟
(۶) سنت ایکناتھ نے اس بچے میں کیا دیکھا؟

### ۲- درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات لکھیں:

(۱) نظم ''شکر گزاری'' کو مضمون کی صورت میں تفصیلی طور پر بیان کریں۔
(۲) نظم ''ہمدردی'' میں علامہ اقبال نے کن پیغامات کی نشاندہی کی ہے؟
(۳) مصیبت میں دوسروں کی مدد کیوں کرنی چاہیے؟ مثالوں سے واضح کریں۔

۳- ”دوسروں کے کام آنا“ اس عنوان کو چارٹ پر لکھیں اور بتائیں کہ روزمرّہ کی زندگی میں لوگوں کی مدد کیسے کرتے ہیں؟ مثالوں اور تصاویر سے واضح کریں۔

۴- مقالہ تیار کریں کہ بحیثیت طالب علم آپ کس طرح دوسروں کی مدد کر سکتے ہیں؟

۵- بات چیت کے نکات:

مندرجہ ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں۔

۱- ہمیشہ دوسروں کی مدد میں پہل کرنی چاہیے۔

۲- ایک دوسرے کی مدد کی بدولت ہی ہم مالکِ حقیقی کو خوش کر سکتے ہیں۔

۶- اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

درج بالا شعر کی روشنی میں کلاس میں تقریری مقابلے کا انعقاد کریں۔

۷- اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثّر ہوئے ہوں۔

(۱)

______________________________________________

(۲)

______________________________________________

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنی زندگی میں دوسروں کی مدد اور نیکیوں میں پہل سے متعلق کوئی واقعہ یا تجربہ کلاس کے سامنے پیش کریں۔

## فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| شگفتہ | خوش، تروتازہ | شکنیں | پیچ دار، بل دار |
| مُساوی | برابر | جُنبش | حرکت |
| مصیبت زدہ | پریشان | معراج | عروج، بلندی |
| حاضر وناظر | موجود اور دیکھنے والا | شائستہ | تمیز دار، باتمیز |
| پُرتپاک | گرم جوشی | معمور | بھرا ہوا، آباد |
| آہ | افسوس | ناساز | بیمار |
| زاری | رونا پیٹنا، چیخنا چلّانا | یادداشت | یاد رکھنے کی صلاحیت |
| وصف (ج) اوصاف | صفت | خلوص | مُحبّت |
| ہمراہ | ساتھ | سدا | ہمیشہ |
| برکھا | بارش | ذبح | کاٹنا |
| لذت | ذائقہ | بچھڑ جانا | جدا ہونا |
| سنت | بزرگ، عبادت گزار | زار و قطار | بہت رونا |
| نور | روشنی | مسافت | فاصلہ، دُوری |
| لپک کر | جلدی سے، فورًا | تیراک | تیرنے والا |

باب ششم

# ایمان داری

## ۱- تعارف

بہت سے اچھے کاموں اور اچھے اعمال میں سے ایک عمل ''ایمان داری'' ہے۔ ایمان داری سے مراد اپنی اپنی ذمے داریوں کو احسن اور پُر خلوص طریقے سے انجام دینا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اپنی ذمے داریوں کو نبھاتے ہوئے کبھی بدلے، معاوضے یا شاباشی کی توقع کیے بغیر اپنے کام کو سرانجام دیا جائے۔
ایمان داری ایک ایسی صفت ہے جو ہمیشہ انسان کو معاشرے میں اہم اور بلند مقام تک پہنچاتی ہے۔ ایمان دار اور سچا بننے اور سچائی سے اپنے فرائض ادا کرنے سے ہم کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔

## ۲- ایمان داری کی اہمیت

ہر زمانے میں اچھے کردار کی تشکیل کے لیے رسمی اور غیر رسمی طریقوں سے تربیت دی جاتی ہے۔ کبھی کبھار مثالوں کے ذریعے تو کبھی تشبیہات کے استعمال سے روز مرہ زندگی میں ''اچھے اخلاق اور احسن کردار'' کو سمجھایا جاتا ہے۔ کبھی نصیحتوں کے ذریعے حکمت بھری باتوں کو بیان کیا جاتا ہے تاکہ تمام انسان ان نصیحت آموز باتوں سے سبق سیکھتے ہوئے اُن پر عمل پیرا ہو کر بہتر سے بہترین انسان بننے کی کوشش کریں جس کی ہدایت ہر مذہب نے کی ہے۔ علاوہ ازیں ایسے انسانوں سے مالک حقیقی بھی خوش ہوتا ہے اور ایک بہتر معاشرہ بھی تشکیل پاتا ہے۔
ذیل میں اس موضوع سے متعلق مقدّس کتابوں سے حوالے پیش کیے جا رہے ہیں۔ جن کی بدولت آپ کے علم اور سمجھ میں اضافہ ہو گا:

'' جو خدا سے التجا کرتے ہیں کہ اے پروردگار ہم ایمان لے آئے سو ہم کو ہمارے گناہ معاف فرما اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔ خدا تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور فرشتے اور علم والے لوگ جو انصاف پر قائم ہیں وہ بھی (گواہی دیتے ہیں کہ) اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''(القرآن، سورۃ آلِ عمران، آیات 16و18)

'' ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لیے خرابی ہے۔ جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں۔ اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم کر دیں۔ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اٹھائے بھی جائیں گے۔ (یعنی) ایک بڑے (سخت) دن میں جس دن (تمام) لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ (القرآن، سورۃ المطففین، آیات 1تا6)

"اور ہم جانتے ہیں کہ ایسے کام کرنے والوں کی عدالت خدا کی طرف سے حق کے مطابق ہوتی ہے۔"
(رومیوں 2:3)

"وہ ہر ایک کو اُس کے کاموں کے موافق بدلہ دے گا جو نیکوکاری میں ثابت قدم رہ کر جلال اور عزت اور بقا کے طالب ہوتے ہیں۔ اُن کو ہمیشہ کی زندگی دے گا۔ (رومیوں 7-2:6)

- ایمان داری ایک صفت ہے جو ہمیشہ انسان کو معاشرے میں اہم اور بلند مقام عطا کرتی ہے۔ ایمان داری سے مراد اپنے کاموں اور اعمال کو بحُسنِ خوبی پورا کرنا اور اپنی ذمے داری کا احساس کرتے ہوئے اُسے صحیح طور پر انجام دینا۔
- ایمان داری کا مطلب انفرادی طور پر اپنا کام صحیح طور پر کرنا، دوسروں کے ساتھ ایمان داری سے پیش آنا اور معاشرے میں اپنا کردار ادا کرنا ہے۔

## ۳۔ منی آرڈر کی واپسی (گھر میں ایمان داری اپنانا)

کل اتوار کا دن تھا۔ چھٹی والے دن گھر کے سب لوگ صبح چھ بجے کی بجائے نو (۹) بجے اٹھے اور پھر ناشتے کی میز پر جمع ہوئے۔ ناشتے کے دوران اباجان نے مجھ سے پوچھا: "رومیل! تمھاری پڑھائی کیسی چل رہی ہے اور تمھاری اخلاقیات کی کتاب کیسی جا رہی ہیں؟" میں نے بتایا: "اباجان! کافی دلچسپ ہے، کیوں کہ جماعت میں اخلاقیات کے پیریڈ کے دوران خاص طور پر ہم بہت سی مثالوں کے ذریعے مضامین پر بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔ سب بچے اس میں بھرپور شرکت کرتے ہیں اور اُستانی صاحبہ سوالات پوچھنے اور معلومات کے حصول میں ہماری کافی مدد اور حوصلہ افزائی کرتی ہیں"۔ اباجان مسکرائے اور کہا: "بہت خوب!" پھر سب لوگ ناشتہ کرنے میں مشغول ہو گئے۔ ناشتے کے بعد چچا جان گاڑی کی مرمت کرانے گئے۔ امّی جان اور اباجان دونوں مل کر گھر کی چیزوں کو ترتیب سے رکھنے میں مصروف ہو گئے اور میں اپنی بہن فارینا کے ساتھ کھیلنے کے لیے برآمدے میں آ گیا۔

کچھ دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ اباجان اور امی جان کی ہدایت تھی کہ بچے دروازہ نہ کھولیں۔ فارینا امی جان کو بُلانے کے لیے اندر گئی اور پھر امی جان نے دروازہ کھولا۔ باہر دیکھا تو ایک ڈاکیا اپنے ہاتھ میں لفافہ لیے کھڑا تھا۔ انھوں نے امّی جان سے دستخط کرنے کو کہا۔ اسی وقت امی جان نے اباجان کو آواز دی۔

ابا جان باہر آئے اور امی جان اور ابا جان دونوں لفافے کو غور سے دیکھ رہے تھے جس میں اُن کے گھر کے پتے پر منی آڈر تھا۔ امی جان نے ابا جان سے پوچھا۔ یہ روپے کس نے بھیجے ہیں؟ ابا جان نے لفافہ کو دونوں اطراف سے دیکھتے ہوئے کہا کہ اس منی آڈر پر ہمارے گھر کا پتہ اور ٹیلیفون نمبر تو ٹھیک طور پر درج ہیں مگر ہم میں سے کسی کا نام نہیں لکھا ہوا اور نہ ہی بھیجنے والے کا نام یا پتہ موجود ہے۔ اتنے میں چچا جان بھی واپس آ گئے۔ ابا جان نے چچا جان سے پُوچھ کچھ کرنے کے بعد یہ لفافہ ڈاکیے کو واپس کرتے ہوئے کہا: ''بھائی! یہ لفافہ واپس لے جائیں اور ڈاک خانہ میں اِسے بھیجنے والے کی تصدیق کروائیں۔ چونکہ اِس پر ہمارا نام درج نہیں،اس لیے ہم اِسے نہیں رکھ سکتے۔ کیا معلوم یہ لفافہ ہم سے پہلے اِس گھر میں رہنے والوں میں سے کسی کے لیے ہو۔ شاید یہ کسی ضرورت مند کے لیے ہو برائے مہربانی اِس کی تصدیق کروا کر حقدار کو پہنچا دیجیے۔''

ہم سب گھر والے یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے۔ میں اور فارینا آپس میں بات چیت کر رہے تھے کہ جب لفافہ پر ہمارے گھر کا پتہ اور فون نمبر درج ہے تو روپے بھی ہمیں ملنے چاہییں۔ ہم نے ابا جان سے پوچھا کہ آپ نے روپے واپس کیوں کر دیے تو ابو نے سمجھایا کہ ''بیٹا! اس لفافہ پر ہمارا نام درج نہیں اور نہ ہی بھیجنے والے کا۔ ہم کسی اور کے روپے نہیں رکھ سکتے۔ یہ امانت میں ایک قسم کی خیانت ہے اور دراصل یہ جھوٹ اور چوری کرنے کے برابر ہوگا''۔ انھوں نے مزید کہا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی ضرورت مند کے روپے ہوں اور اگر انھیں پتہ چلے کہ اُن کے روپے کسی اور نے لے لیے ہیں تو اُن کے دل کو ٹھیس پہنچے گی اور بہت دکھ ہوگا۔ اس کے برعکس اگر ہم اپنے کمائے ہوئے یا جمع کیے ہوئے روپے خرچ کریں اور ایمان داری کو اپنائیں تو نہ صرف مالکِ حقیقی خوش ہوں گے بلکہ ہمارا دل بھی مطمئن ہوگا کہ ہم نے کسی ضرورت مند کے روپے استعمال نہیں کیے ہیں۔ آج کے دور میں اِس بات کو سمجھ کر عمل کرنا بہت زیادہ ضروری ہے۔

روئیل اور فارینا نے ابا جان سے وعدہ کیا کہ وہ ہمیشہ سچائی اور ایمان داری کو اپنائیں گے کیوں کہ کسی دوسرے کا حق مارنا گناہ ہے اور انسانیت کے اُصولوں کے منافی ہے۔

- خیانت ایک ناپسندیدہ عمل ہے جس سے بچنا چاہیے۔
- گھر کے سب افراد کو ایمان داری کو اپنانے کے لیے ایک دوسرے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔

## ۴۔ ضمیر کی آواز (اسکول میں ایمان داری برتنا)

اسکول کے امتحانات چاہے سہ ماہی ہوں یا ششماہی یا سالانہ اُن کے ختم ہوتے ہی بچوں کے چہروں پر مسکراہٹیں آجاتی ہیں۔ کیوں کہ اُن کے بعد انھیں کھیلنے کی مکمل اجازت حاصل ہو جاتی ہے۔ باقی بچوں کی طرح کرسٹل بھی سہ ماہی امتحانات کے بعد کافی خوش تھی کیوں کہ اُس کے اسکول میں کھیلوں کے مقابلوں کا انعقاد ہونا تھا۔

کرسٹل ساتویں جماعت میں پڑھتی تھی وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کافی خوش تھی کیوں کہ اسکول کے تمام بچے ہم نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے والے تھے۔ اسکول کی اسمبلی میں مقابلوں سے متعلق سرگرمیوں کا اعلان ہوا۔ جس میں ساتویں جماعت کے لیے ''تقریری مقابلہ'' منتخب کیا گیا اور اِس میں تقریباً 125 طلبہ شامل ہونے والے تھے۔ اُستانی صاحبہ نے بتایا کہ ساتویں جماعت کے چاروں (4) سیکشن (sections) میں سے ایک ایک طالب علم یا طالبہ کو فائنل کے لیے چُنا جائے گا اور یوں اگلے مرحلے میں چاروں طلبہ و طالبات میں سے کوئی ایک پہلے نمبر پر پہنچے گا۔

تقریری مقابلے کا موضوع ملتے ہی تمام طلبہ و طالبات نے اپنے اپنے طور پر تقریریں لکھنا شروع کر دیں۔ چوں کہ اگلے ہفتے مقابلہ تھا لٰہذا کرسٹل نے بھی اپنے گھر کے تمام لوگوں سے صلاح و مشورہ کیا اور اُن کے اہم نکات کو اپنی تقریر میں شامل کیا۔ ساتھ ہی تقریر پیش کرنے کے لیے لفظوں کی ادائی، آواز کا زیر و بم، شعر کی ادائی وغیرہ پر خاصا دھیان دیا۔ کرسٹل کے گھر والوں کی دلی خواہش تھی کہ وہ تقریری مقابلے میں فائنل تک ضرور پہنچے اور خود کرسٹل بھی اوّل نمبر حاصل کرنے کی خواہش مند تھی۔

اور یوں تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ جماعت کے ہر سیکشن میں دو دو منصف (Judges) موجود تھے۔ ساتویں جماعت کے سب طلبہ و طالبات میں کافی گہما گہمی تھی۔ سب بچوں کو تین سے پانچ منٹوں تک اپنے خیالات پیش کرنے کا موقع ملا۔ سب طلبہ و طالبات خوش تھے اور مقابلے کے نتائج کا انتظار کر رہے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد نتیجہ سُنایا گیا اور ہر سیکشن سے جیتنے والے طالب علم کے نام کا اعلان ہوا جس میں کرسٹل کا نام بھی شامل تھا۔

ان تمام بچوں کی نگاہیں اُن چار حتمی طلبہ و طالبات پر تھیں جنھیں اپنی جماعت کی نمائندگی کرتے ہوئے اگلے مرحلے میں بہتر طریقے سے مقابلے میں شرکت کرنی تھی۔ کرسٹل کی اُستانی صاحبہ بھی چاہتی تھیں کہ

وہ ساتویں جماعت کے تمام سیکشن میں اوّل آئے۔ چنانچہ انھوں نے کرسٹل کی تیاری اور تیز کر دی۔ چاروں بچوں کو اسکول کے اوقات کے بعد تیاری کے لیے بٹھایا گیا تاکہ بہتر تیاری ہو سکے اور غلطی کے امکانات کم سے کم ہوں۔

اگلے ہفتے فائنل مقابلہ تھا اور اس بار تقریر کرنے کے ساتھ ساتھ ہر بچے کو اپنی تقریر کا لکھا ہوا مسوّدہ بھی جمع کرانا تھا۔ گویا اُسے بھی عمدہ طریقے سے تیار کرنا تھا۔

تقریری مقابلہ شروع ہوا۔ مقابلے میں شامل طلبہ نے اپنے اپنے دلائل بڑی جرأت مندی سے پیش کیے اور بھرپور داد وصول کی۔ ہال بچوں اور اُن کے والدین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اور وہ ہر جملے، مثال اور شعر پر تالیاں بجا کر اُن کی حوصلہ افزائی کر رہے تھے۔ کچھ گھنٹوں بعد مقابلے کے نتیجے کا اعلان ہوا۔ تمام شرکاء کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ ہیڈ ماسٹر نے پہلے چوتھے نمبر پر آنے والے طالب علم پھر تیسرے نمبر پر آنے والے طالب علم کے ناموں کا اعلان کیا۔ جب صرف دو نام باقی رہ گئے تو انھوں نے پہلے اول نمبر پر آنے والے مُقرِّر کا اعلان کیا۔ کرسٹل اپنا نام سُن کر حیران رہ گئی مگر ہال میں موجود ہر شخص کو یقین تھا کہ کرسٹل ہی اول نمبر حاصل کرے گی۔

ہیڈ ماسٹر صاحب نے جب کرسٹل کو ٹرافی کے لیے آگے بلایا اور سند پیش کرنا چاہی تو کرسٹل نے اُن سے ڈائیس پر کچھ کہنے کی گزارش کی۔ لہٰذا ماسٹر صاحب نے خوشی سے اُسے اجازت دی۔

ڈائیس پر آتے ہی کرسٹل نے جو الفاظ کہے اُس سے حاضرین میں سکتہ طاری ہو گیا اور ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ کرسٹل نے کہا:

> ''حاضرینِ محفل! آپ سب کا بہت شکریہ جنھوں نے میری کاوش کو سراہا اور اول نمبر آنے پر مجھے ٹرافی اور سَند کے لیے منتخب کیا۔ مگر اس ٹرافی کو لینے سے پہلے مجھے ایک بات کا اعتراف کرنا ہے کہ تیاری کے دوران میری نظر میری ساتھی کے مسوّدے پر پڑی تھی۔ نہ چاہتے ہوئے بھی مسودے کا آدھا صفحہ میں نے پڑھا تھا۔ اگرچہ میں نے اپنے اصل مسوّدے میں کوئی تبدیلی نہیں کی تاہم مجھ سے یہ غلطی سرزد ہوئی ہے جس کے لیے میں سزا کی حق دار ہوں۔''

تمام حاضرین خاموش تھے۔ ہیڈ ماسٹر مجمع کی خاموشی توڑتے ہی ڈائیس پر پہنچ کر بولے:

> ''آفرین! اتنے بڑے مجمع کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کرنا بڑی بہادری کا کام ہے۔ یقیناً تمھارا دل، تمھاری روح اور تمھارا ضمیر نہایت ہی پاک اور صاف ہے''۔

انھوں نے کرسٹل کے سر پر ہاتھ رکھا اور اُسے شاباشی دی اور حاضرین کی بھرپور تالیوں میں اُسے ٹرافی اور سند عنایت کی پھر تمام بچوں سے مخاطب ہو کر بولے:

"میرے بچو! میں چاہتا ہوں کہ تم کرسٹل کی طرح اپنے ضمیر کی آواز کو سُنو تاکہ تم غلط کاموں سے بچ سکو اور ایک غلطی کرنے کے بعد اُس کو زندگی میں دوبارہ نہ دہراؤ۔"

- سب طلبہ کو گھر کے ساتھ ساتھ اسکول اور دوسری جگہوں پر بھی ایمان داری کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔
- ایمان داری کی بدولت ہم ایک اچھی اور مطمئن زندگی گزار سکتے ہیں۔

## ۵- ننھی چڑیا کی ایک بڑی کاوش (معاشرتی زندگی میں ایمان داری اپنانا)

معاشرے میں ایمان داری کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنے حقوق اور فرائض سے بہترین آگاہی اور سمجھ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کا مُثبت طریقے سے عملی اظہار کرنے کا موقعہ بھی میسر ہو۔ کسی بھی معاشرے میں اگر سب لوگ اپنے اپنے فرائض کی صحیح طور پر بجاآوری کریں تو گویا وہ معاشرہ دنیا میں ایک مثالی معاشرہ ہوگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی ایک فرد کی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے سے پورا معاشرہ کیسے مثالی بن سکتا ہے۔ اس بات کو ہم ایک کہانی سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک ہرا بھرا جنگل، جہاں اپنے گھونسلوں میں پرندے بے خوف اور جانور اپنی جگہوں میں پر سکون رہتے وہ صبح کی پَو پھٹتے ہی اپنی اپنی خوراک کی تلاش میں نکل جاتے اور شام کو سورج کے غروب ہونے سے پہلے ہی اپنی اپنی جگہوں میں واپس چلے آتے۔ اُن کا طریقۂ زندگی کافی عرصہ سے ایسا ہی چلا آرہا تھا۔

ایک روز سخت گرمیوں کے موسم میں ایک درخت میں آگ کا شعلہ بھڑکا اور دیکھتے ہی دیکھتے آس پاس کے درختوں کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا۔ تمام جانور اور پرندے اس بے موقع آگ سے بوکھلا گئے ڈر اور پریشانی کی حالت میں اِدھر اُدھر اُڑنے اور بھاگنے لگے۔ پرندوں اور جانوروں کے اس شور و غل کی وجہ سے دُور دراز کے رہنے والے جانور بھی وہاں آپہنچے۔ اس خوف و ہراس اور بدحواسی کے عالم میں بہت

سے جانور اور پرندے دوسرے جنگل میں جانے کی بات چیت کر رہے تھے کیوں کہ آگ اتنی تیز ہو چکی تھی کہ اُن کے آشیانوں کے بچنے کی کوئی اُمید نہ تھی۔

اتنے میں پرندوں کی چیخیں سنائی دیں وہ سب ایک ننھی چڑیا کو بچانا چاہتے تھے جو آگ کی جانب بڑھ رہی تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اُسے کسی اور کی آواز سُنائی نہیں دے رہی ہو۔ وہ آگ کی طرف بڑھتی، اپنی چونچ سے پانی کی ایک بُوند اُس آگ پر پھینکتی اور پھر دُور تالاب کی طرف واپس جاتی۔ اپنی چونچ میں پانی کا ایک قطرہ پھر لاتی اور آگ کی طرف پھینکتی کہ کسی طرح یہ آگ بجھ جائے۔

تمام جانور اور پرندے کافی دیر تک یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ چڑیا کو روکتے رہے، مگر چڑیا نے اُن کی طرف کوئی توجّہ نہ دی تو تمام پرندوں نے مل کر چڑیا کے ارد گرد گھیرا کر لیا اور اُس سے پوچھا کہ تم اتنی محنت اور اذیّت کیوں اٹھا رہی ہو؟ تب چڑیا نے اُداس نظروں اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

''میں نہیں جانتی کہ یہ آگ کیسے اور کب تک بجھے گی مگر میں اپنی بساط اور حیثیت کے مطابق اُسے روکنے اور بُجھانے کی کوشش کر رہی ہوں اور جب تک مجھ میں جان باقی ہے اس عمل کو دہراتی رہوں گی۔''

ننھی چڑیا نے مزید کہا:

''جب کبھی اس جنگل کی تاریخ رقم کی جائے گی تو کم از کم میرا نام آگ بجھانے کی کوشش کرنے والوں میں ہو گا جنھوں نے ایمان داری سے اپنا فرض ادا کیا۔ اپنے اِس عمل پر مجھے کوئی پچھتاوا نہیں۔''

اپنے ارد گرد کے ماحول کو بہتر بنانے میں ہر شخص کا مُثبت اور عملی کردار ہونا ضروری ہے۔ اگر ہر فرد اپنا کردار صحیح طور پر ادا کرے تو یقیناً ہم مسائل پر قابو پا سکتے ہیں۔ ایسے معاشرے ہمیشہ مُہذب ہوتے ہیں جن میں رہنے والے سب افراد اپنے اپنے فرائض کو پوری ایمان داری اور سچائی سے سر انجام دیں۔

- گھروں میں ایمان داری کا بہترین مظاہرہ ایک مثالی معاشرے کی تعمیر کرتا ہے۔
- معاشرے کو بہتر بنانے میں ہر شخص چاہے وہ بڑا ہو یا چھوٹا، بزرگ ہو یا جوان، عورت ہو یا مرد، سب کی یکساں ذمہ داری ہے۔

## ۶- ایمان داری اور کشادہ دلی

آپ سب نے بابر کا نام تو ضرور سنا ہوگا، لیکن ہم میں سے بہت کم لوگ ان کے والد عمر شیخ کے بارے میں جانتے ہوں گے، جو اپنے زمانے کے انتہائی انصاف پسند، بہادر اور اثر رسوخ والے بادشاہ ہو گزرے ہیں۔ عمر شیخ کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ وہ اپنی زبان کے پکے اور فیصلوں اور ارادوں کے اٹل تھے۔ بڑی مشکل کے وقت بھی وہ اپنے فیصلوں اور اصولوں پر قائم رہتے تھے۔

یہ ان دنوں کی بات ہے کہ جب شاہی خزانے میں مسلسل کمی ہوتی جارہی تھی۔ دربار کے تمام وزراء اور شاہی کارندے اس حقیقت سے واقف تھے، مگر کوئی راہ نظر نہیں آرہی تھی۔ انھی دنوں میں چین کے مسافروں کا ایک قافلہ، تجارت کی غرض سے سمرقند کی سرحد سے گزر رہا تھا کہ اچانک قریب پہاڑی علاقے کی طرف سے ایک بھیانک طوفان آن پہنچا۔ سب مسافر پہلے ہی سفر کی وجہ سے تھکان کا شکار تھے اور اتنے بڑے خوفناک طوفان کے لیے بالکل تیار نہ تھے۔ اوپر سے مصیبت یہ کہ سرحدی علاقہ کافی کھلا اور ویران تھا اور وہاں کوئی کمک پہنچ نہیں سکتی تھی۔ آخر کار سب مسافر اس طوفان میں ہلاک ہوگئے اور ان کا سامان وہیں سارے علاقے میں بکھر گیا۔

عمر شیخ کو ان کے شاہی ملازموں نے اس واقعے کی اطلاع دی۔ یہ سن کر عمر شیخ کافی افسردہ ہوگئے کہ سارا قافلہ موت کی لپیٹ میں آگیا۔ شاہی ملازموں نے عمر شیخ سے اجازت مانگنی چاہی کہ وہ سب سرحدی علاقوں میں جاکر چینی قافلے کا سامان اور سونا چاندی جو کچھ بھی وہ اپنے ساتھ تجارت کی غرض سے لائے تھے جو وہیں رہ گیا

ہے، اس کو محل میں لے آئیں تاکہ عمر شیخ اور ان کی تمام عوام کی مدد ہو سکے اور ساتھ ہی شاہی خزانہ بھر جائے۔ عمر شیخ نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ مسافروں کی موت کے بعد ان کا سامان اٹھا لیا جائے، کیوں کہ وہ خود انصاف پسند تھے اور یہ بات ان کے اصولوں کے خلاف تھی۔
دوسری طرف انھیں اس بات کی بھی تشویش تھی کہ اگر مسافروں کے سامان کو کسی اور نے لے لیا، تب بھی ان کا نام بدنام ہوگا۔ چنانچہ انھوں نے ایک گروہ کو تمام مال واسباب اور سونا چاندی اکٹھا کر کے لانے کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ مرے ہوئے لوگوں کی تدفین کا انتظام کریں۔ دوسری جانب انھوں نے اپنی فوج کے چند سپہ سالاروں کو اس قافلے کی خبر دریافت کرنے کے لیے بھیج دیا تاکہ وہ معلوم کر سکیں کہ چینی تاجر کہاں سے آرہے تھے اور کہاں جانے کی تیاری تھی۔

ایک سال کی کھوج کے بعد عمر شیخ کو چینی تاجروں کے عزیز و اقارب کی خبر ملی تو انھوں نے ان سب کو دربار میں مدعو کیا اور تمام مال و اسباب اور سونا چاندی ان کو واپس کر دیا اور اطمینان کا سانس لیا۔

دربار میں تمام امراء اور وزراء عمر شیخ کے اس رویے سے حیران تھے۔ حالانکہ اس مال و اسباب اور سونے چاندی کی خود عمر شیخ کی رعایا کو سخت ضرورت تھی۔ ایسی ایمان داری نہایت قابلِ تعریف تھی۔

- ضرورت ہونے کے باوجود بھی حق دار کو اس کا حق ادا کرنا یقیناً قابلِ تعریف عمل ہے اور یقیناً مالکِ حقیقی اس سے خوش ہوتا ہے۔
- ہمارے لیے یہ اہم سبق ہے کہ ہم ایمان داری کے اصل جذبے کو اپنائیں۔

## ۷- ایمان داری کا انجام

بچپن میں ابراہم لنکن ایک چائے کی دکان پر کام کرتے تھے۔ ایک دن ایک خاتون اس دکان پر چائے خریدنے کی غرض سے آئی اور کہا کہ مجھے دو سو پچاس گرام چائے کی پتی چاہیے۔ لنکن نے ان کی بات سنی، مگر ساتھ ہی وہ دوسرے گاہکوں کا سامان بھی تیار کر رہے تھے تو دو سو پچاس گرام کے بجائے انھوں نے ایک سو پچاس گرام چائے کی پتی اس خاتون کو دے دی۔ خاتون نے پیسے دیے اور وہاں سے چل دی۔

شام کو دکان بند کرنے کے بعد لنکن جب پورے دن کا حساب کرنے بیٹھے تو انھیں معلوم ہوا کہ 100 گرام کے پیسے زیادہ آچکے ہیں۔ انھیں یاد آیا کہ ایک خاتون 250 گرام چائے کی پتی کا کہہ رہی تھیں اور میں نے اسے 150 گرام دے کر 250 گرام کے پیسے لے لیے ہیں۔ لنکن دل ہی دل میں بہت پریشان ہوئے ساتھ ساتھ شرمندہ بھی تھے۔ گو کہ وہ جانتے تھے کہ خاتون کا گھر کچھ میلوں کے فاصلے پر تھا اور رات ہو چکی تھی، لہٰذا سوال یہ تھا کہ وہ کس طرح اس کے گھر جائیں۔

کافی سوچ بچار کے بعد انھوں نے دکان کھولی اور ایک سو گرام چائے کی پتی تھیلی میں بھرنے کے بعد اس خاتون کے گھر کی طرف چل دیے۔ تین کلومیٹر کی مسافت طے کرنے کے بعد اس خاتون کے گھر پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا تو خاتون باہر آئیں۔ تب لنکن نے کہا:

> ''مجھے معاف کیجیے۔ میں بہت شرمندہ ہوں کہ آپ نے دو سو پچاس گرام چائے کی قیمت ادا کی تھی اور میں نے بجائے 250 گرام کے 150 گرام چائے کی پتی دے کر آپ سے پوری قیمت وصول کی۔ میں آپ کو بقیہ 100 گرام چائے کی پتی پہنچانے آیا ہوں''۔

وہ خاتون اس چھوٹے بچے یعنی لنکن کی باتیں سن کر خوش ہوئی۔ اس کو شاباشی دیتے وقت اس کی آنکھیں نم تھیں۔ دعا دیتے ہوئے انھوں نے کہا:

> ''بیٹا! تم ایک سچے انسان ہو، گو کہ تم چھوٹے بچے ہو، مگر تم اعلیٰ انسان ہو۔ مالکِ حقیقی تمھیں تمھاری ایمان داری کا بہت بڑا اجر عطا کرے اور تم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو''۔

بچو! آپ سب جانتے ہیں کہ یہ وہی ابراہم لنکن تھے، جو امریکہ کے صدر بنے۔ ہمیں بھی اچھے لوگوں کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔

## سبق کا خلاصہ

- سچائی کا اجر دنیا و آخرت میں ملتا ہے اور مالکِ حقیقی بھی ہم سے خوش ہوتے ہیں۔
- چھوٹی سی نیکیاں اور دعائیں عرشِ عظیم تک پہنچتی ہیں اور اچھے انسانوں کو اس کا اچھا صلہ دلاتی ہیں۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

### ۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

(۱) ایمان داری سے کیا مراد ہے؟

(۲) آپ کے خیال میں ''ضمیر کی آواز'' کے عنوان میں آپ کے لیے اہم سبق کیا تھا؟

(۳) ہم اپنی معاشرتی زندگی میں ایمان داری کی کیا کیا مثالیں دیکھتے ہیں؟

(۴) آپ کے خیال میں کیا چڑیا کی کوشش بیکار تھی؟ دلائل سے واضح کریں۔

(۵) شدید طوفان میں فوت شدہ چینی سیاحوں کے مال و متاع کا عمر شیخ نے کیا کیا؟

(۶) اس عورت نے ابراہم لنکن کو کیا دعا دی؟

### ۲۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات لکھیں۔

(۱) ایمان داری کے عنوان پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

(۲) آپ کے خیال میں ابراہم لنکن اکیلے اس خاتون کو سامان لوٹانے کیوں گئے؟ اگر آپ ان کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟

### ۳۔ معاشرے میں ایمان داری سے متعلق کوئی واقعہ تحریر کریں۔

۴۔ کیاآپ نے کبھی اپنی غلطی کااعتراف کیاہے؟اپنے ذاتی تجربے کی روشنی میں کوئی واقعہ بیان کریں۔

۵۔ **بات چیت کے نکات:**

درج ذیل نکات پرتبادلۂ خیال کریں:

- بے ایمانی، جھوٹ،اوربددیانتی معاشرے کوکھوکھلابنادیتی ہے۔
- اپنی غلطی کااعتراف کرناایک اعلیٰ صفت ہے۔

۶۔ اس سبق سے متعلق کوئی دواہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثّر ہوئے ہوں۔

(۱) ________________________________________________

(۲) ________________________________________________

**ہدایات برائے اساتذہ**

- بچوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ تین گروہوں میں اپنے مقالے کو مثالوں کی صورت میں تیار کرکے پیش کریں۔

# فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| مُعاوضہ (ج) معاوضے | بدلہ، عوض | مشغول | مصروف |
| تصدیق | سچا قرار دینا | ماجرا | کہانی |
| ٹھیس | چوٹ، ضرب | گہما گہمی | جوش |
| سَند | ڈگری، سرٹیفکیٹ | بساط | حیثیت |
| رسمی | رواج | تشبیہ | مثل ہونا |
| منافی | خلاف | مطمئن | اطمینان والا |
| سَکتہ | خاموشی | ضمیر | دل |
| تَوقع | اُمید | بدحواسی | حواس کھو جانا |
| مُہذب | تہذیب یافتہ | کھوکھلا | خالی پن |
| اَٹل | نہ ٹلنے والا | بھیانک | خوفناک |
| تشویش | پریشانی | گوارا کرنا | منظور کرنا |
| کمک: | مدد | نم | بھیگی ہوئی |
| مسافت | فاصلہ | اجر | انعام |

باب ہفتم

# سچّائی

## ۱- تعارف

سچّائی ایک ایسا وصف ہے جو انسان کو معاشرے میں اعلیٰ مقام دلاتا ہے۔ ہمیں اپنی زندگی میں سچّائی کو اپنانا چاہیے جس سے اس کے دُوررس فوائد، ذاتی زندگی سے نکل کر اجتماعی زندگی اور پھر پورے معاشرے پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

سچّائی کے ضمن میں ہمیں مُثبت کردار اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ ساتھ ہی معاشرے کو فعّال بنانے کے لیے اپنی اپنی حیثیتوں میں وفاداری اور مخلص رہنے کی حتی الامکان کوشش کرنی ہوگی جس کی بدولت معاشرہ افراتفری سے بچ سکتا ہے۔

بچو! ذیل میں دی گئی کہانیاں بڑی دلچسپ اور سبق آموز ہیں جو ہمیں بے شمار اسباق سیکھنے میں مدد کرتی ہیں جن میں جھوٹ بولنے سے گُریز، اپنی ذمے داریوں کو پورا کرنا اور وعدہ خلافی سے باز رہنا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کو پُرامن بنانے کے لیے بے جا افواہوں اور بُہتان تراشی سے کنارہ کشی ضروری ہے جن کا نتیجہ مختلف طبقات میں تصادم اور معاشرے میں بے امنی ہوتا ہے۔ امید ہے کہ ان کہانیوں کی مدد سے آپ اپنی زندگیوں کو اچھے کردار اور اخلاق سے سنواریں گے۔

کتابِ مقدّس میں درج ہے:

"اے لوگو! ہر وقت اس پر توکل کرو۔ اپنے دل کا حال اُس کے سامنے کھول دو۔ خدا ہماری پناہ گاہ ہے۔"(زبور۔8:62)

# ۲- جھوٹ کا انجام

کسی گاؤں میں رمیش نامی ایک لڑکا رہتا تھا۔ جس کی عمر ابھی صرف تیرہ سال تھی۔ وہ اپنے والد کے ساتھ مل کر اپنی بکریوں کو چرانے کے لیے جنگل لے جایا کرتا تھا۔ وہ ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ شرارتی بھی تھا۔ اکثر اوقات اُس کی شرارتوں سے گاؤں کے بڑے اور چھوٹے سب پریشان رہتے تھے۔ لوگوں نے رمیش کو سمجھانے کی کافی کوششیں بھی کیں ۔ مگر والدین کے سمجھانے کے باوجود بھی وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔

ایک روز رمیش جب اپنی بکریوں کو جنگل کی طرف لے جارہا تھا اُس نے دیکھا کہ گاؤں کے کچھ لوگ کسی معاملے پر گفت وشنید میں مگن تھے تو اُس نے گاؤں والوں کو تنگ کرنے کا منصوبہ بنایا اور تھوڑا دُور جاکر زور سے چِلّایا: بچاؤ، بچاؤ بھیڑیا آگیا، وہ مجھے اور میری بکریوں کو کھاجائے گا۔

رمیش کی آواز سُن کر گاؤں کے لوگ اُس کی مدد کو آپہنچے مگر یہ کیا؟ وہ تو زور زور سے قہقہے لگارہا تھا۔ گاؤں کے لوگوں نے بھیڑیے کے بارے میں پوچھا تو اُس نے ہنستے ہوئے کہا، یہاں کوئی بھیڑیا نہیں آیا! میں نے تو شرارت کی تھی اور جھوٹ بولا تھا۔ گاؤں کے لوگ رمیش کو بُرا کہتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔

کئی روز گزر گئے اور لوگ اس واقعہ کو بھلا چکے تھے۔ چند ماہ کے بعد سردیوں کی شام میں جب رمیش اپنی بکریوں کو گھر کی طرف لارہا تھا تو اُس نے دُور سے گاؤں والوں کو ایک ساتھ بیٹھے، چائے پیتے ہوئے دیکھا تو اسے دِل میں پھر شرارت سُوجھی۔ جیسے ہی رمیش بھیڑیا! بھیڑیا! چلّایا- گاؤں والے جنگل کی طرف بھاگے کہ رمیش کی جان بچاسکیں۔ بھیڑیے کو مارنے کے لیے وہ اپنے ساتھ ہتھیار اور راستہ سجھائی دینے کے لیے لالٹینیں لے کر بھاگے۔

پچھلی بار کی طرح اِس بار بھی گاؤں والے ناراض ہوئے کیوں کہ رمیش نے پھر جھوٹ بول کر انھیں تنگ کیا۔ جاتے وقت وہ تمام رمیش سے کہنے لگے کہ تم نے اتنی شرارتیں کی ہیں اور اتنی بار جھوٹ کہا ہے کہ اگر سچ میں تم کسی مصیبت میں پھنس جاؤگے تب گاؤں کا کوئی فرد تمھاری مدد کو نہیں آئے گا۔

اس واقعے کے دو مہینے بعد اچانک ایک شام بھیڑیے نے رمیش اور اُس کی بکریوں پر حملہ کر دیا۔ بد حواسی کے عالم میں رمیش نے زور زور سے مدد کے لیے پکارنا شروع کیا۔ ''بھیڑیا آگیا ہے، میری مدد کرو! میں سچ کہہ رہا ہوں۔ بھیڑیا مجھ کو کھا جائے گا''۔

گاؤں والوں نے رمیش کی آواز سُنی اَن سُنی کر دی۔ انھوں نے خیال کیا کہ وہ پھر جھوٹ بول رہا ہے۔ جب رات دیر تک رمیش واپس گھر نہ لوٹا تو اُس کے والد اپنے گاؤں والوں کے ہمراہ جنگل کی طرف اُسے ڈھونڈتے ہوئے پہنچے تو انھوں نے رمیش کو بُری طرح زخمی پایا۔ بھیڑیا تمام بکریوں کو ہلاک کر چکا تھا۔ چند ایک بکریاں بھیڑیے سے ڈر کر دور نکل چکی تھیں۔ غرض کہ رمیش کی بکرِیوں کا تمام ریوڑ ضایع ہو چکا تھا اور اسے اپنے جھوٹ بولنے کی سزا مل چکی تھی۔

## سبق کا خلاصہ

- جھوٹ بولنا ایک انتہائی ناپسندیدہ فعل ہے اور اس سے گُریز کرنا چاہیے۔
- جھوٹ بولنے والے کی نہ گھر میں عزت ہوتی ہے اور نہ ہی معاشرے میں۔
- جھوٹ کے بجائے سچ کو اپنانا چاہیے۔

## ۳۔ عہد شکنی: ایک ناپسندیدہ فعل

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایران کے بادشاہ اپنے شاہی سپاہیوں کے ساتھ شکار کی غرض سے جنگل میں بہت دُور نکل گئے۔ چند سپاہیوں کے علاوہ باقی تمام قافلہ اُن سے کافی دور رہ گیا۔

بادشاہ اوراس کے سپاہی رات بسر کرنے کے لیے ایک گاؤں میں پہنچے۔ جب گاؤں والوں کو خبر ہوئی کہ بادشاہ اوراس کے لوگ ان کے گاؤں آ پہنچے ہیں تو اُن کی خوشی کا ٹھکانا نہ رہا۔

گاؤں والوں نے سوچا اتنی بڑی سلطنت کے بادشاہ ہمارے یہاں مہمان ہیں تو انہوں نے بادشاہ اور دوسرے لوگوں کے لیے رات کے کھانے کا بندوبست کیا اور مشورہ کیا کہ صبح کے ناشتے کے لیے بھی اہتمام کرنا چاہیے۔ چناں چہ یہ طے پایا کہ گاؤں میں موجود تمام گھر آپس میں کچھ کام بانٹ لیں۔ کچھ گھر مزے مزے کے پکوان تیار کریں گے جب کہ کچھ گھر والوں نے تازہ پھل اور سبزیاں پیش کرنے کی ذمے داری اٹھالی۔ کچھ گھر والوں نے اپنی جانب سے ایک ایک جگ دودھ لانے کی پیش کش کی تاکہ بادشاہ اور ان کے ساتھ آنے والے سپاہیوں کے لیے دودھ اور اُس سے بنی ہوئی مختلف اشیا کا ناشتا تیار کیا جاسکے۔ چنانچہ رات بھر لوگ اپنے اپنے گھر سے دودھ کا ایک ایک جگ لا لا کر دودھ کے برتن میں ڈال کر چلے گئے۔

اگلے روز علی الصباح کچھ گھرانوں سے پکوان لا کر سجائے گئے، پھل اور سبزیاں بھی بڑے بڑے تھالوں میں لا لا کر رکھ دی گئیں مگر یہ کیا !دودھ کے برتن میں دودھ کم اور پانی زیادہ تھا۔ بھلا اس کی وجہ کیا ہوسکتی ہے! دودھ کے برتن میں دودھ کے بجائے سفید رنگ کا پانی تھا۔ کیوں کہ اکثر لوگ جگ میں دودھ کے بجائے پانی لا کر دودھ کے برتن میں ڈال گئے تھے۔ یہ سوچ کر کہ دوسرے لوگ تو دودھ ڈال ہی گئے ہوں گے۔ بھلا میرے ایک جگ پانی سے کیا فرق پڑے گا۔

بادشاہ اور اُن کے ساتھیوں کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو وہ بہت ناراض اور افسردہ ہوئے۔ گاؤں والے بھی شرمندہ ہوئے کہ وہ اپنے قول اور فعل میں دیانت داری نہ برت سکے اور عہد شکنی کر بیٹھے، جو ناقابل فراموش اور ناقابل معافی عمل ہے۔

### سبق کا خلاصہ

- ہر شہری کو اپنے ملک و قوم کے مفاد کی خاطر دیانت داری سے کام کرنا چاہیے۔
- سچائی، اچھائی، ایمان داری قابل قدر اور قابل عزت افعال ہیں جو معاشرے میں انسان کو عزت عطا کرتے ہیں۔

## ۴۔ سُقراط (Socrates) کے تین اہم سوالات

یونانی فلسفی سقراط (Socrates) اپنے علم، عقل و فہم اور دانشمندی کی بدولت بہت زیادہ قدر و عزت سے دیکھے جاتے تھے۔ اپنے علم و دانائی کی وجہ سے دُور دراز سے شاگردوں کا ایک بڑا ہجوم اُن کے ساتھ رہتا تھا جو سقراط سے فلسفے کی تعلیم حاصل کرنے کے خواہش مند ہوتے تھے۔ سقراط کے ہاں سوالات پوچھنے اور ان کے جوابات کے ذریعے سیکھنے کے عمل کا رواج تھا۔

ایک روز حسبِ معمول سقراط اپنے شاگردوں کے ساتھ کسی موضوع پر بحث و مباحثہ کر رہے تھے کہ دوسرے شہر سے اُن کا ایک مدّاح، اُن سے ملنے کی غرض سے آیا۔ آتے ہی اُس نے سقراط کو بتایا کہ حال ہی میں وہ اُن کے ایک قریبی دوست سے ملاقات کر کے لوٹا ہے جو آپ کے بارے میں بہت کچھ کہہ رہا تھا۔ سُقراط نے اپنے مدّاح کو وہیں روکتے ہوئے کہا:

”رُکیے! اس کے آگے کچھ مت کہیے۔ اس سے پہلے کہ آپ مجھے میرے دوست کے بارے میں مزید کچھ بتائیں، میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کو ایک چھوٹے سے امتحان سے گزاروں! کیا آپ تیار ہیں؟“

یہ سُنتے ہی سقراط کا مدّاح انتہائی خوش ہوا کہ اب اُسے بھی باقی شاگردوں کی طرح بہت کچھ سیکھنے کا موقعہ ملے گا اور یقیناً اُس کی ذہانت کی بدولت جلد ہی سقراط اسے اپنا شاگرد بنالیں گے۔ لہٰذا مدّاح نے جواباً کہا: ”جی ہاں!“۔

سقراط نے کچھ لمحوں کے بعد کہا:

”میں آپ سے تین سوالات کروں گا اگر آپ نے اُن کے تسلّی بخش جواب دیے تو میں آپ کی وہ بات سنوں گا جس کے لیے آپ اتنی دور سے سفر کر کے آئے ہیں۔“

مدّاح نے ہامی بھرتے ہوئے کہا: ”بہت خوب“۔

سقراط نے پہلا سوال کیا:

”جو بات آپ مجھے میرے دوست کے متعلق بتانا چاہتے ہیں کیا آپ اُس بات کی سچائی سے واقف ہیں کہ وہ بات سچ ہے؟“

مدّاح نے جواب دیا: ”نہیں جناب، میں نہیں جانتا کہ اُس میں کتنی سچائی ہے؟“

سقراط نے دوسرا سوال پوچھا:

''اِس بات کی اچھائی کے متعلق کچھ جانتے ہیں۔ کیا اُس بات میں ہم تمام کے لیے کوئی فائدہ ہے؟''

مدّاح نے پھر انکار میں سر ہلا دیا۔ سقراط نے تیسرا سوال پوچھتے ہوئے کہا:

''وہ بات جو آپ مجھ تک پہنچانا چاہتے ہیں کیا آپ اُس کے صحیح استعمال سے واقف ہیں؟''

مدّاح شرم سے پانی پانی ہو گیا اور دھیمی آواز میں جواب دیا: ''بالکل نہیں''۔ بالآخر سقراط نے کہا:

''گویا آپ مجھے جس بات کے بارے میں بتانا چاہتے ہیں اُس میں کوئی سچائی نہیں، نہ ہی کوئی اچھائی ہے اور اُس بات کے اچھے استعمال سے بھی آپ ناواقف ہیں تو کیوں ایسی بے وزن اور فضول بات کہہ کر ہم سب کا وقت ضایع کرنا چاہتے ہیں۔''

مدّاح بہت شرمندہ ہوا اور فوراً ہی اُس جگہ سے آگے نکل گیا۔

بچو! ہم سب کے لیے یہ بات سمجھنا انتہائی لازمی ہے کہ کسی بھی بات کو تصدیق کیے بغیر دوسروں تک نہ پہنچائیں۔ ہو سکتا ہے کہ پوری بات نہ سمجھنے کی وجہ سے آپس میں رنجشیں پیدا ہو جائیں، آپس کے تعلقات بگڑ جائیں کیوں کہ بغیر سوچے سمجھے کسی بھی بات کو دوسروں تک پھیلانا، الزام تراشی یا بُہتان لگانے کے برابر ہے جو کہ یقیناً بُرا عمل ہے۔

حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے: ''کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سُنائی بات دُوسروں کو بتاتا پھرے۔'' (مقدمہ صحیح مسلم)

## سبق کا خلاصہ

- اپنے اعمال، کردار اور سوچ میں سچائی اور حق کی تعلیم دیتے رہنا سب سے زیادہ پسندیدہ عمل ہے جو ہمیں مالکِ حقیقی سے قربت دلاتا ہے۔
- بغیر کسی ثبوت یا وجہ کے دوسروں پر الزام تراشی کرنا یعنی بہتان لگانا گناہ ہے۔ جب مالکِ حقیقی لوگوں کے عیبوں کو چھپاتا ہے تو ہم کیوں دوسروں کے عیب کو کھول کر بیان کریں اور گناہ کے مُرتکب ہوں۔

## ۵- سچائی کا پھل

نریندر نے اپنی پوری زندگی سچ کہنے اور سچائی کی راہ پر چلنے میں گزار دی، کیوں کہ بچپن میں اس نے جھوٹ نہ بولنے کی قسم کھائی تھی، جو انھوں نے تاحیات نبھائی۔

نریندر جب سات سال کا تھا تو اپنی جماعت کے ساتھیوں سے گفتگو میں مگن تھا، دوسری جانب استاد پڑھا رہا تھا۔ مگر نریندر اور اس کے ساتھیوں میں سے کسی نے بھی ماسٹر صاحب کی باتوں کی طرف توجہ نہ دی۔ جب باتوں کی آواز تیز ہوئی تو ماسٹر صاحب نے گروہ میں بیٹھے ہوئے تمام بچوں کو کھڑا کیا اور پوچھا کہ بتاؤ میں کیا پڑھا رہا تھا۔

سب بچے خاموش تھے۔ جب نریندر کی باری آئی تو اُس نے وہ سب باتیں دہرائیں، جو ماسٹر صاحب نے سمجھائیں تھیں۔ ماسٹر صاحب نے خوش ہو کر اُسے بیٹھنے کو کہا اور باقی بچوں کو کھڑے رہنے کی سزا دی۔ مگر یہ کیا! نریندر بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ ماسٹر صاحب نے حیرانی سے پوچھا کہ تم کیوں کھڑے ہو؟ میں نے تو تمھیں کوئی سزا نہیں دی۔ تب نریندر نے جواب دیا:

> ''استاد صاحب! اگرچہ میں نے آپ کی تمام باتیں سنیں، جو آپ پڑھا رہے تھے۔ مگر یہ بھی سچ ہے کہ ہم تمام ساتھی آپس کی باتوں میں مگن تھے۔ جس طرح یہ سب سزا میں کھڑے ہیں، مجھ کو بھی ان کے ساتھ کھڑا رہنا چاہیے''۔

نریندر کی باتیں سن کر استاد بہت خوش ہوئے کہ نریندر نے تمام حقائق سچ بتا دیے۔ ماسٹر صاحب نے تمام بچوں کو معاف کر دیا اور کہا کہ تمھیں بھی نریندر کی طرح بننا چاہیے۔

بچو! کیا آپ جانتے ہیں کہ یہی نریندر آگے جا کر سوامی وویکانند کے نام سے مشہور ہوئے۔

- سچ بولنے والے دنیا و آخرت میں ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں۔
- سچ بولنے والے کی سب لوگ عزت کرتے ہیں۔

## ٦- سچّائی اور سُکھ

ایک بادشاہ تھا۔ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ بادشاہ جب کافی بوڑھا ہو چکا تو اُس نے چاہا کہ اپنا کوئی ایسا جانشین چُن لے جو اُس کے بعد اس کی سلطنت کی باگ دوڑ سنبھال سکے۔ وہ اپنی رعایا کو اپنی اولاد کی طرح سمجھتا تھا۔

ایک روز اُس نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ ''ہماری ریاست میں جتنے بھی نوجوان ہیں جو بادشاہ بننے کی خواہش رکھتے ہیں، انھیں اگلے روز دربار میں مدعو کیا جائے۔''

وزیر نے یہ اعلانِ عام کرا دیا اور اگلے روز دربار میں نوجوانوں کی بھیڑ موجود تھی۔ امیر، غریب، پڑھے لکھے، ہنر مند، الغرض تمام نوجوان اس دربار میں موجود تھے۔ کچھ دیر میں بادشاہ دربار میں آئے تو تمام درباری بادشاہ کے استقبال کے لیے کھڑے ہو گئے۔

بادشاہ نے آتے ہی تمام درباریوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: ''میری پیاری رعایا! تم سب کو علم ہے کہ میں کافی بوڑھا ہو چکا ہوں اسی لیے چاہتا ہوں کہ اپنے بعد ایک سلجھا ہوا، سچا اور عقل مند بادشاہ منتخب کر جاؤں، جو عوام کی رہنمائی کر سکے اور اُن کی تکلیفوں کو دُور کر سکے۔

پھر دربار میں موجود نوجوانوں کو دیکھتے ہوئے کہا: ''مجھے خوشی ہے کہ آپ تمام میرے بُلانے پر یہاں آئے ہیں اور آپ تمام سمجھتے ہیں کہ آپ میں ہمت ہے۔ سُوجھ بوجھ ہے، حوصلہ ہے اور اعلیٰ اخلاق ہیں کہ آپ اپنے آپ کو بادشاہ دیکھنا چاہتے ہیں۔ اسی لیے میں نے آپ لوگوں کے لیے ایک امتحان کا منصوبہ بنایا ہے۔''

نوجوانوں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا کہ نہ جانے بادشاہ کتنا مشکل امتحان لیں گے اور پریشان تھے کہ وہ امتحان میں کامیاب ہوں گے یا نہیں۔

بادشاہ نے وزیر کو حکم دیا کہ وہ بیج لے کر آئے (یہ بیج اُبلے ہوئے تھے مگر یہ بات بادشاہ نے خفیہ رکھی تھی)۔ نوجوانوں کو بیج دیتے ہوئے بادشاہ نے کہا: ''آج سے تین ماہ بعد میں آپ لوگوں سے آپ کے بوئے ہوئے پودوں کے ساتھ ملنا چاہوں گا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ پودوں کی کس طرح دیکھ بھال کرتے ہیں۔''

تمام نوجوان بیج لے کر دربار سے رخصت ہوئے۔ ان نوجوانوں میں ایک حمدان بھی تھا جو متوسط گھرانے سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس کے والدین محنت و مشقت کرتے تھے تاکہ وہ حمدان کو تعلیم دِلوا سکیں۔ حمدان ایک استاد کے گھر پر ان سے پڑھنے جایا کرتا تھا اور وہ مذہب، زبان، اخلاق اور فلسفے کے ساتھ ساتھ تلوار بازی میں بھی مہارت رکھتا تھا۔

پوری سلطنت میں بادشاہ کے دیے ہوئے بیجوں اور پودوں کی نگہداشت کی کہانیاں عام تھیں۔ مگر یہ کیا۔ حمدان کا بیج ویسا ہی تھا اس میں سے کوئی پودا نہ نکلا۔ دِن، ہفتے اور مہینے گزرنے لگے۔ حمدان اور اُس کے گھر والے پریشان تھے مگر یہ سوچ کر کہ بادشاہت ہم غریبوں کو نہیں مل سکتی، انھوں نے پریشان ہونا چھوڑ دیا۔

اِسی عرصے میں دربار سے بلاوا آگیا۔ حمدان نے جانے سے انکار کیا کیونکہ اُس کا بیج ویسا کا ویسا ہی تھا۔ اُس میں سے کوئی پودا نہیں نکلا تھا۔ مگر والدین کے اصرار پر حمدان اپنا گملا جس میں بیج رکھا ہوا تھا، دربار میں لے گیا۔ دربار کا منظر کچھ اور ہی تھا۔ تمام نوجوان اپنے ساتھ چھوٹے چھوٹے خوش نما پودے لے کر آئے تھے اور سوچ رہے تھے کہ بادشاہ کس پودے کو پسند کریں گے۔ بادشاہ کے دربار میں آتے ہی سنّاٹا چھا گیا۔ بادشاہ نے تمام نوجوانوں کو ایک قطار میں کھڑے ہونے کا حکم دیا۔ حمدان قطار میں جانے سے کترا رہا تھا مگر درباریوں نے زبردستی اُسے قطار کے آخر میں کھڑا کر دیا۔

بادشاہ نے ایک ایک کر کے تمام پودوں کا معائنہ کیا اور پھر حمدان کی طرف پہنچ کر کہا: ''تمھارے بیج سے کوئی پودا کیوں نہیں اُگا؟'' حمدان شرم سے سر جھکائے کھڑا تھا۔ کیونکہ اُس کے پاس بادشاہ کے سوال کا کوئی جواب نہ تھا۔

بادشاہ حمدان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر پہنچے اور تمام درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا:

''مجھے خوشی ہے کہ میں نے اپنے جانشین کو چُن لیا ہے میں تمام نوجوانوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اُنھوں نے تین ماہ تک اِن پودوں کی نگہداشت کی۔ جو اُن بیجوں سے نکلے ہیں جو میں نے انھیں دیے تھے (یہ جملہ سن کر تمام درباری حیران ہو گئے)۔ میں نے آپ سب کو اُبلے ہوئے بیج دیے تھے۔ جن میں سے کوئی پودا نہیں نکل سکتا تھا۔ مگر آپ نے اُن اُبلے ہوئے بیجوں کو بازار کے نئے بیجوں سے بدل دیا اور اُن سے پودے اُگا دیے۔ سوائے حمدان کے، جو وہی بیج لے کر آیا جو میں نے اُسے دیا تھا۔ گویا میرے بعد یہ میری سلطنت کا وارث ہوگا جو ایمان دار، ذہین اور سچّا ہے۔''

تمام درباری بادشاہ کا فرمان سُن کر ہکّا بکّا رہ گئے اور حمدان کی ایمان داری پر رشک کر اُٹھے۔ حمدان اور اُس کے والدین حیران تھے کیوں کہ اُنھوں نے وہ تین ماہ کافی پریشانی میں گزارے تھے۔

حمدان کو بادشاہ نے اپنا نائب بنا لیا۔ تاکہ وہ اس قابل ہو جائے کہ حکومت کے کام سنبھال سکے۔

اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ حق اور سچ سے بڑھ کر کوئی طاقت نہیں۔ در حقیقت سچائی ہی ہمیں حقیقی خوشی اور سُکھ دلا سکتی ہے۔

## سبق کا خلاصہ

- سچائی اور سکھ (سکون) ساتھ ساتھ چلتے ہیں، چنانچہ ہمیں سچائی کا خاص خیال رکھنا چاہیے جو ہمیں مالکِ حقیقی کے قریب ہونے میں مدد کرتی ہے۔
- شیطان انسان کو گمراہ کرنے کے لیے بہت سی حرکتیں کرتا رہتا ہے۔ اس لیے ہمیں ہر وقت مالکِ حقیقی سے اپنے اور اپنے گھر والوں، دوستوں اور رشتے داروں کے لیے شیطان کے ہتھکنڈوں سے بچانے کی دعا مانگنی چاہیے۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۱- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) آپ نے کہانی ''جھوٹ کا انجام'' سے جھوٹ کے کون کون سے نقصانات معلوم کیے؟
(۲) الزام تراشی کیوں بُرا عمل ہے؟
(۳) بد دیانتی کرنے سے کیا نقصانات ہو سکتے ہیں؟
(۴) ماسٹر صاحب نے نریندر کو کیوں بیٹھنے کی اجازت دے دی؟
(۵) حمدان کو بادشاہت کیسے ملی؟

۲- درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

(۱) ''سچائی ہمیشہ آپ کا نام روشن اور اونچا کرواتی ہے''۔ اس قول کی روشنی میں سچ بولنے کی اہمیت پر ایک نوٹ مثالوں کی مدد سے تحریر کریں۔
(۲) اگر آپ نریندر کی جگہ ہوتے تو کیا فیصلہ کرتے اور کیوں؟
(۳) ''سچائی اور سکھ'' کہانی کے حوالے سے والدین اور بزرگوں کی رائے اکٹھی کریں۔ کم از کم تین لوگوں سے انٹرویو لے کر ان کے جوابات لکھیں اور جماعت میں اپنے ہم جماعتوں کے ساتھ share کریں۔

۳- سچ اور جھوٹ کے عُنوان پر اقوالِ زریں جمع کر کے کاپی میں لکھیں اور جماعت میں پیش کریں۔

۴- جماعت میں تقریری مقابلے کا انعقاد کریں جس میں طلبہ کو دو گروہوں میں تقسیم کرتے ہوئے درجِ ذیل عنوان پر تیاری کا موقع دیں۔

- "سچ کی ہمیشہ جیت ہوتی ہے"۔

یا

- "الزام تراشی معاشرے کا ناپسندیدہ فعل ہے"۔

۵- بات چیت کے نکات:

مندرجہ ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں۔

۱- سچائی ایک نیک خصلت ہے جو تمام خصلتوں کی سردار ہے۔

۲- ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے انسان کو کئی اور جھوٹ بولنا پڑتے ہیں۔

۶- اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثّر ہوئے ہوں۔

**ہدایات برائے اساتذہ**

- "سچائی کی جیت" کے موضوع پر ساتویں جماعت کے طلبہ (یا تمام اسکول کے طلبہ) کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ اس موقع پر والدین یا کسی رہنما کو اسکول میں مدعو کریں۔
- بچوں کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ وہ سچ بولنے پر آمادہ ہوں اور جھوٹ سے دُور رہیں۔ انھیں مثالوں کے ذریعے سمجھائیں کہ عہد شکنی کرنے والے اور جھوٹ بولنے والے ہمیشہ نقصان اٹھاتے ہیں اور کوئی اُن کو دوست نہیں رکھتا۔

# فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
| --- | --- | --- | --- |
| سَیر ہو کر | پیٹ بھر کر | متوسط | درمیانہ |
| نالاں | ناراض | حسبِ معمول | عام طور پر |
| آلودگی | گندگی | روابط | تعلّقات |
| افسردہ | غم گیں | قہقہہ | زور سے ہنسنا |
| مدّاح | تعریف کرنے والا | ہجوم | گروہ، بہت سارے لوگ |
| مرتبان | مٹی کا برتن | فراموش | بھلادینا |
| مُرتکِب | کوئی فعل انجام دینے والا | بُہتان | الزام |
| تاحیات | عمر بھر | مگن | گُم |
| نبھانا | عمل کرنا | لافانی | کبھی ختم نہ ہونے والی |
| وگرنہ | ورنہ | نمودار | ظاہر |
| خیر باد | دعائیہ کلمہ ہے "خیریت سے رہو" | مہارت | عملی قابلیت |
| سلطنت | بادشاہت، مملکت | بِھیڑ | لوگوں کا مجمع |
| | | ہکّابکّا | شدید حیران |
| | | نائب | قائم مقام |

باب ہشتم

# آداب

## ا۔ تعارف

بہتر زندگی گزارنے کے لیے چند اصول وضوابط ہیں جن کی پابندی ہر شخص کے لیے ضروری ہے، جو ایک بہتر معاشرتی نظام قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان اصولوں کی طرف سے بے پروائی یا کوتاہی یقیناً معاشرے میں افراتفری اور غیر متوازن فضا قائم کرتی ہے۔

گفتگو اور بات چیت کے ذریعے ہم اچھے تعلقات بحال کر سکتے ہیں۔ عمدہ تعلقات انسانی ترقی و تعمیر میں ایک مُثبت کردار ادا کرتے ہیں اور ایک خوبصورت معاشرہ کی بنیاد رکھتے ہیں۔

ذرائع ابلاغ کے ذریعے آج دنیا ایک عالمی گاؤں کی شکل میں ایک خاندان بن چکی ہے۔ لہذا مُثبت معاشرتی روابط کو استوار کرنے کے لیے مناسب طرزِ بیان کا استعمال ایک بہترین راستہ ہے۔

پیارے بچو! ذیل میں دی گئی کہانیاں ہمیں یہ سمجھنے میں مدد دیں گی کہ کامیابی کے حصول میں مثبت اور مؤثر طرزِ بیان کی ایک کلیدی (بنیادی) حیثیت ہے جو حُسنِ آداب کے زمرے میں آتی ہیں۔

# ۲- ایک عالم کی نصیحت

انیل اپنے گاؤں میں دوسروں کی مدد کرنے، بزرگوں، بچوں اور ہم عمروں کے لیے مشکل ترین حالات میں ساتھ دینے کی وجہ سے کافی مشہور تھا۔ گاؤں کے ہر ایک شخص کی زبان پر ہمیشہ انیل کا نام رہتا تھا حالانکہ وہ غصے کا تیز تھا۔ اُس کے غصے کی وجہ سے لوگ اس سے ڈرتے تھے مگر مدد کے لیے اُسی کو پکارتے تھے۔

گاؤں کے بزرگ لوگوں نے انیل کی اس غصے کی عادت چھڑانے کے لیے کئی بار کوشش کی مگر ہر ترکیب ناکام ہو جاتی، مدد تو ایک طرف غصے کے دوران ہر بڑا بوڑھا، نوجوان یا بچہ انیل سے دور بھاگتا تھا۔ انیل اپنی اس عادت کے بارے میں بخوبی واقف تھا اور چاہتا تھا کہ کسی طرح وہ اس بُری خصلت سے نجات پالے مگر کوئی علاج نہیں مل پا رہا تھا۔

ایک بار پنچایت لگنے کے بعد گاؤں کے کچھ لوگوں نے انیل کو ایک عالم سے ملنے پر آمادہ کیا جو اُس عادت کو ختم کرنے میں انیل کی مدد کر سکیں۔ پہلے تو انیل نے انکار کیا کہ وہ کسی بھی عالم سے نہیں ملنا چاہتا۔ مگر گاؤں والوں کے اصرار کے آگے خاموش ہو گیا اور عالم سے ملنے کے لیے آمادہ ہو گیا۔

کئی دنوں کی مسافت کے بعد گاؤں کے لوگ انیل کو لے کر اس عالم کی خدمت میں پہنچے۔ ملنے کے بعد انیل نے اپنا مقصد بیان کیا کہ وہ کیوں اُن کے پاس آیا ہے۔ عالم نے انیل سے پوچھا کہ اُسے غصہ کس بات پر آتا ہے؟ دن میں کتنی دفعہ آتا ہے؟ کتنی دیر بعد غصے کا اثر ختم ہوتا ہے؟ دورانِ غصہ وہ کن کو نقصان پہنچاتا ہے؟ الغرض تقریباً دو گھنٹوں تک عالم اور انیل کے درمیان بات چیت کا سلسلہ جاری رہا۔ انیل چونکہ اس بُری عادت کو چھوڑنا چاہتا تھا اس لیے عالم کے ہر سوال پر غصہ کیے بغیر جواب دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اُس نے عالم سے مشورہ دینے کے لیے عرض کیا اور کہا: ”عالم صاحب! براہِ کرم میری رہنمائی فرمائیں تاکہ میں اس بُری عادت کو چھوڑ سکوں۔ آپ چاہیں تو مجھ سے میرا سب کچھ لے لیں مگر اس بُرائی سے چھٹکارا حاصل کرنے میں میری مدد کریں۔“

عالم نے کچھ دیر سوچ بچار کے بعد کہا: ”دیکھو میاں! جب تک تم خود کو اس غصے جیسی برائی سے الگ نہ کر لو، یہیں قیام کرو گے۔“

یہ کافی مشکل فیصلہ تھا کیونکہ انیل کا کاروبار گاؤں میں تھا۔ حالانکہ اُسے روپے پیسے کی کوئی کمی نہ تھی اور اُس کے گھر میں نوکر چاکر بھی تھے، پھر بھی گھر سے دور رہنا ایک مشکل فیصلہ تھا۔ اپنے آپ کو کٹیا میں رہنے پر آمادہ کرنے کے بعد عالم کے پاس گیا اور کہا ”ٹھیک ہے جناب! جب تک آپ چاہیں گے میں یہیں رہوں گا۔“

یہ سُن کر عالم نے ایک ہتھوڑا اور کچھ کیلیں دیتے ہوئے انیل سے کہا: ”جب کبھی غصہ آئے تو دُور اُس

درخت میں ایک کیل ٹھوک دینا۔"

انیل نے عالم کی بات مان لی اور وہیں اُن کے ساتھ رہنے لگا۔ اس دوران جب بھی اُسے غصہ آتا، وہ جا کر اُس درخت پر ایک کیل ٹھوک دیتا۔ یہ سلسلہ دو ماہ تک چلتا رہا۔ اس دوران انیل نے اپنے اندر کافی تبدیلی محسوس کی۔ اب اُس کے غصے کی شدت کم ہو رہی تھی اور پھر وہ جب تک درخت تک پہنچتا اُس کا غصہ ختم ہو جاتا۔ انیل کو محسوس ہوا کہ یہ تربیت اس کو بہتر انسان بنانے کی طرف ایک مثبت قدم ہے۔ وہ اب خوش رہنے لگا۔ یہاں تک کہ تین ماہ بعد وہ عالم سے کہنے لگا: "عالم صاحب! میں آپ کا تہِ دل سے شکر گزار ہوں کہ آپ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے میں نے سیکھ لیا کہ اپنے غصے کو کیسے قابو کیا جائے۔ کیل ٹھوکنے کے عمل نے مجھ کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ میں کن کن باتوں پر یا کس وجہ سے غصہ کیا کرتا تھا۔ چونکہ اب میں نے خود کو سمجھ لیا ہے اور اپنی درستی کر لی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اب میں اپنے غصے کو قابو کرنا سیکھ چکا ہوں۔ چنانچہ میں اب گھر جانے کی اجازت چاہتا ہوں: " عالم اُس کی باتوں کو سُن کر مسکرا دیے اور وہ شکریہ کہہ کر گھر جانے لگا۔ لیکن عالم نے اُسے بلایا اور کہا: "سنو! ہمیں چل کر اُس درخت کا جائزہ لینا چاہیے۔"

انیل اور عالم اُس درخت کے پاس گئے۔ عالم نے انیل سے کہا: "اس درخت پر لگی ہوئی تمام کیلیں باہر نکال لو۔" انیل نے حیرانی سے عالم کی طرف دیکھا مگر اُن کے حکم کی بجاآوری کے لیے آگے بڑھا اور ایک ایک کر کے تمام کیلیں درخت سے نکال لیں۔

درخت پر کیلوں کے بے شمار سوراخوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عالم نے کہا۔ "دیکھو! جتنے سوراخ اس درخت میں نظر آرہے ہیں۔ شاید اس سے بھی زیادہ تکلیف لوگوں کو تمھارے غصّے کی وجہ سے ہوئی ہوگی۔" اب گزرے وقت کا کچھ نہیں کیا جاسکتا مگر تم اپنے خدا سے معافی مانگو کہ وہ تمھیں معاف کر کے اس برائی سے دور کر دے۔"

انیل کی آنکھیں اشک بار تھیں اور وہ دِل ہی دِل میں اپنے مالکِ حقیقی سے معافی کا طلب گار تھا۔

## سبق کا خلاصہ

- انسان اگر کسی بُرائی کو چھوڑنے کا پکا ارادہ کر لے تو وہ اس بُرائی کو چھوڑ سکتا ہے۔
- نیک اور سمجھ دار لوگوں کی صحبت میں رہ کر بُرائی کو چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے۔

## ۳۔ ایک نوجوان کی اپنے دوست کی مالکن سے گفتگو

فردین اور اُس کا دوست ڈِنشا اعلیٰ ثانوی جماعتوں کے امتحانات سے فارغ ہوئے تو سوچا کہ اگلی جماعت میں جانے کے لیے ان کے پاس چھ سے آٹھ ماہ کا عرصہ باقی ہے۔ کیوں نہ اس وقت میں کہیں کام کرنے کا تجربہ حاصل کرلیں تاکہ یہ ہمیں آنے والے وقتوں میں کام آئے اور ساتھ ہی کچھ پیسے بھی جمع ہو جائیں جس سے ہم اپنے والدین کی کچھ مدد کر سکیں گے۔

یہ سوچ کر تمام دوستوں نے اپنے لیے موزوں کام دیکھنا شروع کیے۔ فردین نے یہ تمام باتیں اپنے والدین کو بتائیں تاکہ اُن کی رائے معلوم کی جائے۔ والد اور والدہ دونوں خوش ہوئے کہ فردین اب ذمے داری کی باتیں کرنے لگا ہے اور کام کرنا چاہتا ہے۔

اگلے روز فردین کے والد نے اُسے اپنے ایک دوست فتح سنگھ صاحب کے ہاں کام پر بھیجا۔ فتح سنگھ صاحب نہایت ہی اچھے آدمی تھے۔ انھوں نے اُسے بغیر انٹرویو کے کام دے دیا۔ ان کے آفس میں کمپیوٹر آپریٹر کی ضرورت تھی، چنانچہ یہ طے پایا کہ وہ روزانہ صبح 9 بجے سے 12 بجے تک ان کی دفتر کی ملازمت اور پھر کھانے کے بعد دو بجے سے تین بجے تک اُن کی بیگم کو گھر پر کمپیوٹر اور انگلش سکھانے کا کام بھی سرانجام دے گا۔ گھر آکر فردین نے اپنے والدین کو کام کی نوعیت اور معاوضے کے بارے میں بتایا تو وہ بہت خوش ہوگئے۔

اگلی صبح سے فردین نے کام شروع کیا۔ آفس اور گھر پر فتح سنگھ صاحب اور ان کی بیگم دونوں فردین کے کام سے بہت خوش تھے۔ اس طرح تقریباً ڈیڑھ ماہ بیت گیا اور فردین کا کام کاج یوں ہی چلتا رہا۔

ایک روز فردین اپنے کام سے فارغ ہو کر تقریباً چار بجے کے قریب گھر کی طرف جا رہا تھا۔ راستے میں اُس کے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ وہ اپنی مالکن سے اپنی کارکردگی کے بارے میں معلومات حاصل کرے۔ یہ سوچ کر وہ اپنے دوست ڈنشا کے گھر چلا گیا اور اپنا مدّعا بیان کیا۔ اُس نے دوست سے کہا کہ وہ ملازمت حاصل کرنے کے لیے بیگم فتح سنگھ کو فون کرے تاکہ اُن سے میری کارکردگی کا پتا چل سکے۔ ڈِنشا نے ایک دکان کے مالک سے ٹیلی فون استعمال کرنے کی اجازت لی اور فتح سنگھ صاحب کی بیگم کو ان کے گھر پر فون کیا۔

دوسری طرف سے بیگم فتح سنگھ صاحب کی آواز آئی۔ تو ڈِنشا نے ادب سے سلام کرتے ہوئے پوچھا:

**ڈِنشا:** بیگم صاحبہ! میں نے سُنا ہے کہ آپ کے ہاں گھر پر کمپیوٹر سکھانے کی کوئی اسامی ہے، آپ اگر چاہیں تو مجھ کو رکھ لیں، میں نے اچھے نمبروں سے اپنا امتحان پاس کیا ہے۔

**بیگم صاحبہ!** بہت شکریہ بیٹے! مگر ہم نے ایک نوجوان کو کمپیوٹر سکھانے کے کام پر مامور کر لیا ہے۔

**ڈِنشا:** (بڑے معصومانہ انداز میں) بیگم صاحبہ! یقین جانیے میں کام کو بہتر انداز میں کر سکتا ہوں۔ آپ چاہیں تو

میرے کام کے بارے میں لوگوں سے بھی معلومات کر سکتی ہیں۔ براہِ کرم یہ نوکری مجھے دے دیں۔

**بیگم صاحبہ!** بیٹا! جو نوجوان ہمارے ہاں کام کر رہا ہے وہ بہت قابل ہے اور ہم اُس کے کام سے خوش ہیں۔ وہ روزانہ باقاعدگی سے ایک گھنٹہ ہمیں پڑھاتا ہے۔

**ڈِنشا:** بیگم صاحبہ! اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو دو گھنٹے پڑھا دیا کروں گا اور اگر آپ چاہیں تو میں چھٹی والے دن بھی آیا کروں گا۔ براہِ کرم! مجھے نوکری پر رکھ لیں۔

**بیگم صاحبہ!** بہت بہت شکریہ بیٹا! مگر جو نوجوان ہمیں پڑھاتا ہے ہم اُس کے کام سے اور اُس کے طور طریقوں سے مطمئن ہیں تو بھلا کیوں اُسے نکالیں؟ تم بھی اچھے ہو، تم کہیں اور نوکری کے لیے درخواست بھیج دو۔ ہمارا خیال ہے کہ تمھیں بھی اچھی نوکری مل جائے گی۔

**ڈِنشا:** بہت بہت شکریہ بیگم صاحبہ۔

یہ کہہ کر ڈِنشا نے فون رکھ دیا اور دکاندار کو پیسے دیے۔ ڈِنشا اپنے دوست فردین کے بارے میں اُس کی مالکن کی گفتگو سُن کر بہت خوش تھا اور مُسکرا رہا تھا۔

دوسری طرف دکان کا مالک یہ تمام گفتگو سُن رہا تھا اور حیران تھا کہ نوکری نہ ملنے پر بھی یہ نوجوان مُسکرا رہا ہے۔ اُس کے دل میں ڈِنشا کے لیے بہت پیار آیا اور اُس نے کہا۔

**دکاندار:** بیٹا! میں کافی دیر سے تمھاری گفتگو سُن رہا تھا۔ میں نے یہ بھی دیکھا کہ تم بڑے اخلاق سے اپنے لیے کام کی تلاش میں ہو۔ اگر تم چاہو تو میری دکان میں نوکری کر سکتے ہو۔ مجھے تم جیسے نوجوان کی ضرورت ہے۔

ڈِنشا نے دکاندار کو جواب دیتے ہوئے کہا:

جناب! دراصل مجھے ملازمت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے تو فردین کی مالکن کو اس لیے فون کیا تھا کہ فردین یہ جاننا چاہتا تھا کہ اُس کی مالکن اُس کے کام سے مطمئن ہیں یا نہیں۔

**دکاندار!** پھر تم نے کیا محسوس کیا؟

**ڈِنشا:** میں نے محسوس کیا کہ فردین کی مالکن اُس کے کام سے بہت خوش ہیں۔

فردین جیسے لوگوں کی مثال بہت کم ملتی ہے جو اپنے کام اپنے عمل کا جائزہ لیتے رہتے ہیں تاکہ اپنی خامیوں کی اصلاح ہوتی رہے اور دوسروں کا اعتماد بھی بڑھتا رہے۔

## ۴- اور دادا جان نے پوتے سے سیکھنا شروع کر دیا

راج نے پچھلے ماہ ایک کمپیوٹر سوفٹ ویئر کمپنی میں ملازمت حاصل کی۔ مہینے کے آخر میں جب تنخواہ ملی تو اُس نے ایک موبائل خریدا۔ راج موبائل لے کر گھر کی طرف نکلا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی سب گھر والوں کو آداب بجالاتے ہوئے دادا جان کے پاس پہنچا اور کہا کہ دادا جان! یہ چھوٹا سا تحفہ قبول کیجیے۔ دادا جان کو تحفہ ہاتھ میں دینے کے بعد امی جان کی طرف بڑھا اور تنخواہ کا لفافہ اُن کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا:
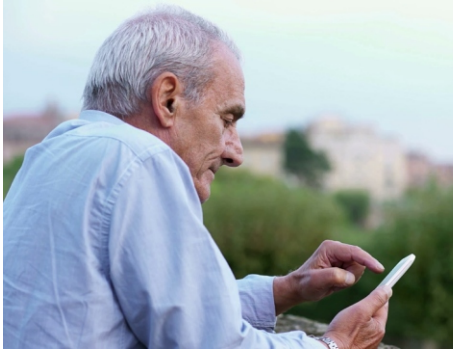
"امی جان! میں نے اس لفافے سے صرف موبائل خریدنے کے لیے پیسے خرچ کیے ہیں"

اتنے میں دادا جان نے ابا جان، امی جان اور تمام گھر والوں کو آواز دی اور بڑے خوش ہو کر بتایا کہ راج نے انھیں ایک خوبصورت سا موبائل تحفے میں دیا ہے۔ جیسے ہی دادا جان نے تحفہ کھول کر موبائل گھر والوں کو دکھایا تو سب چونک گئے اور کہنے لگے:

"اب بتایئے! کیا آپ اِس بار موبائل استعمال کریں گے یا پچھلی بار کی طرح اُسے واپس کر دیں گے؟"

کچھ لمحوں کے لیے جیسے سناٹا چھا گیا ہو پھر دادا جان نے قہقہہ لگایا اور بولے:

"نہیں بھئی! پوتے نے دادا کو ایک خوبصورت سا تحفہ خرید کر دیا ہے۔ بھلا ہم اُسے کیوں استعمال نہیں کریں گے، ضرور کریں گے"

یہ سُنتے ہی سب گھر والوں کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی اور دادا جان نے راج کو بہت سی دعائیں دیں اور ساتھ ہی ابا جان اور امی جان کے لیے بھی تعریفی کلمات کہے۔

راج نے دادا جان کو بتایا کہ

"دادا جان!" اس موبائل کے بے شمار فائدے ہیں۔ سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ جب آپ چاہیں اپنے قریبی رشتہ داروں کو یا اُن کو جن کی آپ کو یاد آ رہی ہو، فون کر سکتے ہیں۔

اس کے لیے موبائل میں پہلے سے ہی نمبروں کا اندراج کرنا لازمی ہوگا۔ اس کے علاوہ اس موبائل کے ذریعے آپ دوسروں کو ضروری پیغامات بھی بھیج سکتے ہیں۔ آج بیشتر افراد ایک دوسرے سے SMS کی بدولت رابطے میں رہتے ہیں"۔

داداجان نے سوال کیا:

" بھئی اِس میں کتنے پیسے لگیں گے؟"

راج نے جواباً کہا:

"ہمیں موبائل میں بیلنس ڈالنا پڑے گا۔ اگر آپ چاہیں تو ہم اِسے prepaid یعنی پہلے پیسے ڈالنا اور پھر اُسے فون یا پیغامات کے لیے استعمال کرنا یا post paid یعنی فون اور پیغامات کرنے کے بعد اُس کے بل کی ادائی کرنے کے options (مختارات /امکانات) کے ذریعے استعمال کر سکتے ہیں"۔

داداجان نے pre-paid option (پہلے سے ادائی) کو بہتر جانا۔ راج نے مزید بتایا:

"داداجان! اب آپ فون اُسی وقت استعمال کر سکیں گے جب اُس میں پہلے سے ادا کردہ پیسے ہوں گے اور دوسری شرط یہ ہے کہ اُسے چارج کیا گیا ہو۔ کیوں کہ باقی برقی آلات کی طرح موبائل کی بیٹری بھی چارج کرنی پڑتی ہے"۔

موبائل کے مزید فائدے بتاتے ہوئے راج نے کہا:

"اس کے علاوہ موبائل میں بے شمار یہ امکانات موجود ہوتے ہیں۔ مثلاً آپ اپنی پسند کی دُھن رکھ سکتے ہیں۔ آپ کسی مخصوص وقت کے لیے الارم بھی لگا سکتے ہیں۔ اور جب آپ آرام کر رہے ہوں تو اِس فون کو (silent mode) یعنی خاموش رکھ دیں تاکہ آرام میں خلل نہ پڑے۔ راج نے نغمے بجاتے ہوئے بتایا کہ آپ اس موبائل میں اپنی پسند کے نغمے بھی ریکارڈ کروا سکتے ہیں اور جب چاہیں اپنی یا کسی اور کی تصویر بھی کھینچ سکتے ہیں۔

داداجان نے کہا: "بالکل ویسے ہی جیسے ٹی وی کے اشتہارات میں دکھایا جاتا ہے؟"۔

راج نے جواب دیتے ہوئے کہا: "جی ہاں، داداجان"۔

داداجان نے راج سے کہا:

" بیٹا! یہ سب باتیں تو ٹھیک ہیں مگر اس عمر میں کہاں یہ سب باتیں یاد کر پاؤں گا۔ ایسا کرو کہ

ہر روز رات کو کھانے کے بعد تھوڑا بہت سکھاتے رہنا۔ جیسے جیسے اِن اِمکانات (options) سے واقفیت ہوتی رہے گی میں اُسے استعمال کرنا شروع کر دوں گا''۔

راج نے موبائل بند کرتے ہوئے کہا: ''جی دادا جان!''

اگلے روز راج تکنیکی مصنوعات کی کچھ کتابیں لے آیا تاکہ دادا جان اُن سے معلومات حاصل کر سکیں۔ کھانے کے بعد جب وہ دادا جی کے کمرے میں پہنچا تو وہ پہلے ہی سے اُن کتابوں کے مطالعے میں مصروف تھے۔ راج نے اُن کے پاس بیٹھتے ہی کہا: ''واہ دادا جان! آپ تو بہت جلد موبائل کے بارے میں سیکھ جائیں گے اور مجھے بھی سکھائیں گے''۔

دادا جان بولے: ''ہاں بیٹا! ہم جانتے ہیں کہ دنیا میں کافی ترقّی ہو رہی ہے اور یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہم نئے وقت کے تقاضوں کے مطابق زندگی گزاریں''۔

تب راج نے بتایا:

''دادا جان! آج ہم سب کے لیے اہم ہے کہ ہم ایک دوسرے کے رابطے میں رہیں اور SMS، ای میل، واٹس ایپ اور ٹیوٹر وغیرہ جیسی سہولتیں استعمال کریں۔ آج معلومات انھی ذرائع سے عام ہو رہی ہیں۔ تعلیم کے میدان کے علاوہ تجارت، صنعت و حرفت، سیاست اور ذرائعِ ابلاغ وغیرہ میں بھی ان تکنیکی معاونین کی مدد سے لوگوں کو آگاہی فراہم کی جا رہی ہے''۔

دادا جان نے کہا:

''ٹھیک کہتے ہو بیٹا! آج دنیا سکڑ کر عالمی گاؤں (global village) کی صورت اختیار کر چکی ہے جس میں انفارمیشن ٹیکنالوجی نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اسی لیے آج کے دور کو تکنیکی دور کہا جاتا ہے۔ اس عالمی گاؤں کی بدولت نہ صرف زمینی فاصلے کم ہو گئے بلکہ اب تو منٹوں اور لمحوں میں دور دراز بیٹھے لوگ آسانی سے رابطے میں آ سکتے ہیں''۔

وہ افسردہ لہجے میں بولے:

'' آج یاد آتا ہے وہ زمانہ جب ہم چھوٹے ہوا کرتے تھے اور ہمارے دوست جب ملک چھوڑ کر گئے تب سے ہم ایک دوسرے سے رابطے میں نہیں ہیں شاید اُن میں سے کچھ جرمنی، آسٹریلیا اور لندن میں آباد ہیں۔ کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ ہم ایک دوسرے سے ملیں اور بات چیت کریں، مگر یہ اتنا آسان نہیں معلوم ہوتا''۔

راج نے سمجھاتے ہوئے کہا:

" داداجان یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ اُن سے ڈھیروں بات چیت کریں اگر آپ کے پاس ان کے رابطہ نمبر موجود ہیں تو آپ انھیں موبائل سے فون کر سکتے ہیں یا پھر آپ ان سے skype کے ذریعے نہ صرف بات کر سکتے ہیں بالکل انھیں اپنے سامنے دیکھ بھی سکتے ہیں جیسا کہ آپ ایک ہی کمرے میں بیٹھ کر گفتگو کر رہے ہوں"۔

داداجان بولے:

"واہ راج بیٹا! تم نے ہماری بہت سی مشکلیں آسان کر دیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دادا اور پوتا آپس میں دوست ہیں، جو بلا جھجک اپنے دل کی بات ایک دوسرے سے کہہ سکتے ہیں"۔

راج نے کھلکھلاتے ہوئے کہا: "بالکل داداجان!"

## سبق کا خلاصہ

- موجودہ زمانہ ٹیکنالوجی کا دور ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ٹیکنالوجی سے استفادہ کریں۔
- ذرائع ابلاغ کی بدولت دنیا کے مختلف لوگ اور معاشرے ایک دوسرے کے قریب آچکے ہیں۔
- تکنیکی آلات کو سیکھنے اور عمل میں لانے سے مختلف کام آسان ہو جاتے ہیں۔

## ۵- زبان کی نرمی اور ملائمت

نہ کویل ہی دے کچھ نہ چھینے ہے کوّا
مگر میٹھی بولی کے سب ہی ہیں شیدا

یہ بات بالکل دُرست ہے کہ بظاہر کویل اور کوّا رنگت کے لحاظ سے دونوں سیاہ ہیں۔ مگر پھر بھی کویل کی میٹھی اور رس بھری سُریلی آواز ہمارا دل موہ لیتی ہے اور جانے انجانے میں ہم ''کائیں کائیں'' کرنے والے کوّے کو دور بھگا دیتے ہیں یا اُس سے دور ہو جانا چاہتے ہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کہ کوّا اور کویل دونوں اللہ کی مخلوق ہیں۔ مگر اس عنوان، ''زبان کی نرمی و ملائمت'' کے حوالے سے ہم، زبان کی شیرینی، مٹھاس اور آدابِ گفتگو کا تذکرہ کرنا چاہتے ہیں۔

اس بات کو سمجھنا انتہائی ضروری ہے کہ دھیمی آواز میں بات چیت کرنے کے کیا فوائد ہیں۔ دھیمی آواز میں بات کرنے والا شخص مخاطب شخص یا اشخاص تک اپنا مقصد نہایت آسانی سے پہنچاتا ہے جو سُننے والے کو شائستہ محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی ایسی گفتگو انھیں غور و فکر اور سوچ بچار پر بھی آمادہ کرتی ہے۔ اس کے برعکس چلا کر یا اونچی آواز میں بات کرنے سے نہ صرف ماحول آلودہ ہو جاتا ہے بلکہ اونچا لہجہ اور تیز آواز سُننے والوں پر بھی گراں گزرتی ہے۔ تیز آواز جذباتی اور نفسیاتی لحاظ سے ماحول کو خراب کر دیتی ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ اونچے لہجے اور تیز آواز میں ہونے والی بات چیت کا اختتام لڑائی جھگڑے کی صورت میں ہوتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ پیغمبرانِ دین نے لوگوں کو پیار محبت، دھیمے لہجے اور شیریں زبان سے دین پر عمل کرنے کی دعوت دی۔ آپ نے اپنی زندگی میں ضرور اس بات کا مشاہدہ کیا ہو گا کہ بڑے بڑے مسئلے اور الجھنیں شائستہ زبان کے استعمال سے حل ہو جاتی ہیں جب کہ چیخنا اور چلاّنا چھوٹی سی غلط فہمی کو بڑے جھگڑے میں تبدیل کر دیتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ بات چیت کرتے وقت آدابِ گفتگو کا خیال کریں اور دھیمے لہجے میں بات چیت کریں، جس کی وجہ سے بات چیت کا ماحول بھی پُر سکون رہتا ہے اور کام بھی ہو جاتا ہے۔ دانا لوگوں نے نصیحت کی ہے کہ '' اگر دِلوں کو جیتنا چاہتے ہو تو زبان کو میٹھا رکھو تا کہ سب لوگ آپ کے گرویدہ ہو جائیں۔''

صحیح لہجہ اور میٹھی زبان استعمال کرنے کے بہت سے فائدے ہیں۔ سب سے اہم یہ کہ ہمیں لوگ پسند کرتے ہیں اور ہم سے دوستی کرنا چاہتے ہیں۔ نہ صرف اپنوں میں بلکہ دوسروں میں بھی اپنی زبان اور شائستگی کی بدولت ہم مقبولیت پاتے ہیں۔ گھر والے بھی ہم سے پیار محبت سے پیش آتے ہیں اور معاشرہ بھی ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ یہ تمام اوصاف ہماری شخصیت کی تعمیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ہمیں اس بات کا بھی جائزہ لینا چاہیے کہ عام طور پر ہم لوگوں سے کس طرح بات کرتے ہیں۔ بات کرتے وقت کن کن آدابِ گفتگو کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہیں۔ دوسروں کو مخاطب کرتے وقت آپ، تم یا کسی کا نام کس طرح لیتے ہیں۔ ہمیں اس بات کا بھی جائزہ لینا چاہیے کہ ہم اپنے سے بڑوں سے تمیز اور ادب سے بھی پیش آتے ہیں کہ نہیں۔ اپنے سے چھوٹوں سے محبت سے بات کرتے ہیں یا نہیں اور سب سے اہم سوال خود ہمیں اپنے آپ سے پوچھنا چاہیے کہ کیا ہم خود اپنی بات چیت کے ڈھنگ سے مطمئن ہیں یا نہیں۔ قرآنِ مجید میں ارشاد ہے:

ترجمہ: "اور لوگوں سے اچھی باتیں کہو"۔ (سورۃ البقرہ، آیت 83)

بچو! اچھی اور میٹھی زبان ہمارے مجموعی کردار میں پُر نور مینار کی طرح ہے۔ روشنی کا مینار بہت دور سے راہ گیروں کو منزل کا پتا دیتا ہے، اُن میں اُمید اور آگے بڑھنے کی خواہش کو آگے بڑھاتا ہے۔ اسی طرح دھیما لہجہ اور میٹھی زبان ہمیں دوسروں کی نظر میں اہم مقام دلاتی ہے۔ اسی زبان کی وجہ سے ہمیں لوگ اور معاشرہ عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور خوشی یا مصیبت کے وقت ہماری طرف رجوع کرتے ہیں۔

کتابِ مقدّس میں ہے: "تحمل کرنے سے حاکم راضی ہو جاتا ہے اور نرم زبان ہڈی کو بھی توڑ ڈالتی ہے۔" (امثال 25:15)

- نرم زبان انسان کو دوسروں کا گرویدہ یعنی دوست بنا دیتی ہے اور یہ خوبی اچھے اخلاق کی ضامن ہے۔
- اپنی بول چال اور گفتگو سے ہم دوسروں کے دل جیت سکتے ہیں۔ گویا ہمیں اپنی بول چال اور گفتگو کے انداز کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

# سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

## ۱- درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) نوجوان اور مالکن کے مابین گفتگو سے آپ نے کیا سیکھا؟

(۲) کہانی ''عالم کی نصیحت'' سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

(۳) عالم نے انیل کو کون کون سی نصیحتیں کیں۔

(۴) اپنے الفاظ میں واضح کریں ''اگر دِلوں کو جیتنا چاہتے ہو تو زبان کو میٹھا رکھو''۔

## ۲- درجِ ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات لکھیں:

(۱) ہماری روزمرہ زندگی میں آدابِ گفتگو کی کیا اہمیت ہے؟ مثالوں کے ذریعے بیان کریں۔

(۲) موبائل کے استعمال سے کی ہماری زندگیوں پر کون سے مثبت اور منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ تفصیل سے وضاحت کریں۔

(۳) 'نرم زبان'، 'میٹھے الفاظ' وغیرہ جیسے عنوانات پر فلسفیوں اور بزرگوں کی مثالیں جمع کر کے ایک کتابچے کی صورت میں تیار کریں اور کلاس میں پیش کریں۔

## ۳- سبق ''آداب'' سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثّر ہوئے ہوں۔

(۱) ______________________________

(۲) ______________________________

۴- **بات چیت کے نکات:**

مندرجہ ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں۔

۱- گفتگو موقع و محل کی مناسبت سے کی جاتی ہے۔

۲- ٹیلی کمیونیکیشن نے گو فاصلوں کو کم کر دیا ہے اور رابطوں کو بڑھا دیا۔

۵- **''آدابِ گفتگو'' کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اس عنوان میں دی گئی تینوں کہانیوں کو ڈرامائی شکل میں پیش کریں۔**

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ سے ''آدابِ گفتگو'' کے متعلق مباحثہ کروائیں جس میں انھیں تمام امور کے متعلق ہدایات دیں کہ الفاظ کا چناؤ، زبان کا اتار یا چڑھاؤ، شعر کی ادائیگی وغیرہ کیسے کی جاتی ہے۔
- بچوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ آدابِ گفتگو سے متعلق بزمِ شاعری منعقد کریں اور تمام طلبہ اپنے پسندیدہ عنوان پر نظم یا گیت پیش کریں۔

## ٦- اپنے عمل سے دوسروں کی مدد کرنا عبادت ہے

یہ واقعہ پچھلے سال کا ہے جب ساتویں کلاس کے طلبہ نے اسکول میں یوم آزادی کے حوالے سے ایک پروگرام مرتب کیا۔ اساتذہ اور اسکول کے پرنسپل کی اجازت سے انھوں نے سیکنڈری اسکول کی تمام جماعتوں سے 20- 20 روپے جمع کرنے کی اجازت حاصل کرلی۔ ساتویں کلاس کے بچوں کا خیال تھا کہ جو رقم جمع ہوگی، اس سے پروگرام کا خرچ نکالنے کے بعد اساتذہ اور بچوں کے لیے تحائف بھی خریدے جائیں گے۔ انھوں نے ہر جماعت سے ایک نمائندہ چن لیا، تاکہ وہ اپنی جماعت کے بچوں سے پیسے جمع کر کے ساتویں جماعت کے طلبہ ابھیجیت اور عاطف کو دے دیں، کیونکہ یہ دونوں پورے پروگرام کی ذمے داری سنبھال رہے تھے۔

اسکول میں تمام اساتذہ نے ایک ہفتہ تیاری کے لیے مخصوص کر رکھا تھا اور ان دنوں پڑھائی کے بجائے پروگرام کی تیاریاں مثلاً ڈراما، رول پلے، تقاریر، ثقافتی شو اور مزاحیہ خاکے ہو رہے تھے۔ بچوں کے ساتھ ساتھ اساتذہ بھی مختلف کمیٹیوں میں اپنی خدمات انجام دے رہے تھے۔

تیاریاں زوروں پر تھیں، جشن کا سماں تھا۔ مقابلے کے ساتھ ساتھ انتظامیہ بچوں کے کھانے پینے اور کھیل کود کے لیے جھولوں وغیرہ کا انتظام بھی کر رہی تھی۔ بالآخر یوم آزادی کے جشن سے ایک دن پہلے سب کام مکمل ہو چکے تھے۔ شامیانے اور قناتیں لگ چکی تھیں۔ پورے میدان میں کرسیاں موجود تھیں۔ اسٹیج بھی تیار تھا۔ اب صرف چراغاں کرنا باقی تھا۔ چھٹی، ساتویں اور آٹھویں جماعتوں کے تمام اساتذہ نے یومِ آزادی کی انتظامیہ کمیٹی

کے ساتھ مل کر ایک خاص میٹنگ منعقد کی اور اس بات کا تذکرہ کیا کہ کچھ بچوں کے والدین کی مالی حالت کافی کمزور ہے۔ لہٰذا بچوں سے 20-20 روپے جمع کرنے میں زبردستی نہ کی جائے۔ اساتذہ نے انتظامیہ کمیٹی کو خاص ہدایات کیں کہ اساتذہ کے لیے تحائف نہ خریدے جائیں تاکہ جو رقم جمع ہو گی اُسی سے پروگرام کا سارا خرچ پورا کیا جائے۔

انتظامیہ کمیٹی کے سربراہ عاطف اور ابھیجیت نے ہر جماعت کے مانیٹر کو بلا کر کہا: ''اپنی جماعت کے وہ طلبہ جو پروگرام کے لیے 20 روپے جمع کروا رہے ہیں اُن سے رقم لے کر اُن کے ناموں کی لِسٹ تیار کر لیں اور بار بار پیسوں کے بارے میں اعلان کرنے سے گریز کریں۔'' عاطف اور ابھیجیت نے تمام مانیٹروں کو خاص طور پر یہ تاکید بھی کی کہ وہ اس لِسٹ کو خفیہ رکھیں۔ تاکہ کسی بچے کو معلوم نہ ہو سکے کہ کس نے پیسے دیے ہیں اور کس نے نہیں۔

جتنی رقم جمع ہوئی، انتظامیہ کمیٹی نے اس سے چراغاں کا سامان خریدا۔ پھر جو رقم باقی بچی اس کو اسکول کے فنڈ میں ملا کر کھانے پینے کا سامان خرید لیا۔

چھٹی جماعت کی ایک بچی پریشانی کے عالم میں ابھیجیت اور عاطف کے پاس پہنچی اور انھیں بتایا کہ اس کی جماعت کے دو بھائی سنیل اور انیل پورا ہفتہ اسکول نہیں آئے اور نہ ہی انھوں نے 20-20 روپے جمع کرائے ہیں۔ آپ ان بچوں کے والدین کو فون کریں۔ اس پر ابھیجیت اور عاطف اپنے اساتذہ کے پاس پہنچے اور انھیں پورا ماجرا بتایا۔ اساتذہ نے آفس سے معلوم کیا تو پتا چلا کہ سنیل اور انیل کے گھر فون نہیں ہے اور وہ کچی آبادی میں رہتے ہیں۔ اساتذہ نے ابھیجیت اور عاطف کو ان بچوں کے گھر بھیجا تاکہ وہ ان کی خیریت دریافت کر سکیں۔

عاطف اور ابھیجیت جب ان بچوں کے گھر پہنچے تو انھیں یہ جان کر بہت دکھ ہوا کہ ان کے پاس تو کھانے کے لیے بھی پیسے نہیں ہیں اس لیے وہ یوم آزادی کے جشن کے لیے 20 - 20 روپے نہیں دے سکتے، اور اسی لیے وہ اسکول سے ایک ہفتے سے غائب ہیں۔ یہ تمام حالات دیکھنے کے بعد جب ابھیجیت اور عاطف نے اسکول جا کر اساتذہ کو ان کے حالات سنائے تو وہ افسردہ ہو گئے اور جشن آزادی کے موقعے پر بچوں سے جمع ہونے والی رقم سنیل اور انیل کے والدین کو جا کر دے دی تاکہ وہ کو کے کھانے پینے کا انتظام کریں۔

تقریب ہوئی تو اس میں سنیل اور انیل اپنے والدین کے ہمراہ شامل ہوئے اور تقریب کے آخر میں آفس میں جا کر اساتذہ اور پرنسپل صاحب کا شکریہ ادا کیا، جنھوں نے ان کی پریشانی کے عالم میں اپنے جمع کیے ہوئے پیسوں سے مدد کی۔ انھوں نے مزید کہا کہ آپ سب نے جس طرح مشکل وقت میں ہماری مدد کی ہے اور ہمیں قومی خوشی میں شامل کیا ہے۔ درحقیقت ہمارے لیے آج یہ بہت بڑا دن ہے۔ آج ہم صحیح معنوں میں جشنِ آزادی کا دن اپنے ہم وطنوں کے ساتھ مل کر منا رہے ہیں۔

اس پر ہم آپ سب لوگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

- دوسروں کی خوشی کے لیے مدد کرنا عبادت ہے۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

### ١- درجِ سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(١) آپ اپنے ہم جماعت دوستوں کی مدد کس طرح کرتے ہیں؟

(٢) جماعت میں کوئی مثال پیش کریں، جس میں آپ نے دوسروں کی مالی مدد کی ہو اور اپنے الفاظ اور رویّے سے ان کی دل جُوئی کی ہو۔

(٣) اساتذہ نے عاطف اور ابھیجیت کو پیسوں کے لیے بار بار اعلان کرنے سے کیوں رُوکا؟

(٤) نیکی اور پرہیزگاری کے ساتھ ساتھ یہ تہوار کن اہم پیغامات کی نشاندہی کرتا ہے؟

### ٢- درجِ ذیل سوال کا مفصّل جواب تحریر کریں:

(۱) آپ کے خیال میں پرنسپل صاحب نے پروگرام کے لیے جمع شدہ پیسے سنیل اور انیل کے والدین کو دے کر صحیح فیصلہ کیا؟ دلائل سے واضح کریں۔

(۲) آپ کے خیال میں ہم اپنے غریب ساتھیوں کی مدد کس طرح کر سکتے ہیں؟ وضاحت کریں۔

### ۳- اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثّر ہوئے ہوں۔

(۱) ____________________

(۲) ____________________

### ۴- بات چیت کے نکات:

درج ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں:

۱- مشکل وقت پر کسی غریب شخص کی مدد کرنا۔

۲- اسکول میں جشن آزادی کی تقریب پر تبادلہ خیال کریں۔

### ۵- اپنی سینئر جماعت کی الوداعی پارٹی کو ڈرامائی شکل میں پیش کریں۔

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ سے ''جشن آزادی'' کے متعلق مباحثہ کروائیں جس میں انھیں تمام امور کے متعلق ہدایات دیں کہ الفاظ کا چناؤ، زبان کا اتار چڑھاؤ، الفاظ کی ادائی وغیرہ کیسے کی جاتی ہے۔
- بچوں کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ آزادی سے متعلق کوئی نظم یا گیت پیش کریں۔

# فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| منتظر | انتظار کرنے والا | دِقّت | مشکل |
| ولولہ | جُوش | مزاج | طبیعت |
| شعار | چلن، طریقہ | گرویدہ | عاشق، باندھا ہوا |
| بلا جھجک | بغیر کسی عار کے | کھلکھلاتے | مُسکراتے |
| افسردہ | پریشان | ملحوظ | غور کرنا، لحاظ کرنا |
| صادِر | نافذ ہونے والا | مصنوع (ج) مصنوعات | بنائی گئی چیزیں |
| مُعاوِن | مددگار | اثر ورسوخ | تعلقات |
| ضامن | ذمے دار | تاحیات | عمر بھر |
| ہمہ تن | بالکل تیار | سماں | وقت، زمانہ |
| ملائم: | نرم | آبدیدہ | آنسو بہانے والا |
| رقص | ناچ | کُٹیا | جھونپڑی |
| افسردہ | غمگین، رنجیدہ | متمنّی | تمنا کرنے والا |
| اشک بار | آنسو بہانے والی آنکھ | بجاآوری | حکم پُورا کرنا |
| شیریں | میٹھا | اختتام | ختم کرنا |
| ڈھنگ | طور طریقہ | شائستگی | تہذیب، تمیز، ادب |
| بیت گیا | مدّت ہو گئی | مقبولیت | قبولیت |
| جائزہ | امتحان، جانچ | | |

باب نہم

# شخصیّات

## ۱۔ حضرت رابِعہ بَصری

### ا۔ تعارف

حضرت رابعہ بصریؒ تاریخ اسلام کی ایک مشہور شخصیت ہیں۔ بصرہ نامی شہر عراق میں واقع ہے جو کسی زمانہ میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ تہذیب و تمدّن کا بھی گہوارہ ہوا کرتا تھا۔ اسے خلیفۂ دوم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں آباد کیا گیا تھا۔ یہاں جامع مسجد ایک اموی حاکم زیاد نے اسلامی طرز پر تعمیر کروائی تھی۔ بصرہ میں مقیم لوگوں کی بڑی تعداد کا تعلق متوسط طبقے سے تھا۔

### ۲۔ حالاتِ زندگی

حضرت رابعہ بصریؒ کا چھوٹا سا گھرانا تھا جہاں ان کے گھر والوں کا گزر بسر کافی مشکل سے ہوتا تھا۔ حضرت رابعہؒ کی تاریخ پیدائش کے بارے میں مختلف آرا ہیں کچھ کے نزدیک 98ھ ہے جب کہ بعض کے مطابق وہ 99ھ میں عراق کے شہر بصرہ میں پیدا ہوئیں۔ حضرت رابعہؒ کی پیدائش سے پہلے اُن کے والدین کے ہاں تین بیٹیاں تھیں اور اُن کے والد اسماعیل ایک بیٹے کی چاہ رکھتے تھے۔ مگر جب اُن کے گھر حضرت رابعہؒ پیدا ہوئیں تو والدین نے انھیں مالکِ حقیقی کا تحفہ سمجھ کر قبول کر لیا۔ حضرت رابعہؒ بچپن ہی سے بہت ذہین اور سمجھ دار تھیں۔ وہ عام لڑکیوں کی طرح چیزوں کی فرمائش نہ کرتیں۔ جب کھانا آتا تھا تو تھوڑا سا کھاتیں۔ عام بچوں کی طرح بڑے لقمے نہ کھاتیں ۔ فرصت کے وقت میں مالکِ حقیقی کی نعمتوں کا شکر ادا کرتی تھیں۔

جب رابعہ بصریؒ پانچ سال کی ہوئیں تو اُنھیں اپنے والدین کی جدائی برداشت کرنا پڑی اور وہ اُن کی شفقت سے محروم ہو گئیں۔ وہ اپنی بہنوں کے ساتھ مل کر گھر پر رہتیں اور چاروں مزدوری کر کے اپنا گزر بسر کرتیں تھیں۔ 105ھ میں جب بصرہ میں قحط پڑا تو فاقوں کی نوبت آگئی۔ تمام لوگ کھانے کی تلاش میں مارے مارے پھرنے لگے۔ ہر طرف غربت اور افلاس کا دور دورہ تھا۔ اس ماحول میں جب بھوک عام ہوگئی تو چور ڈاکو نکل پڑے۔ چاروں بہنیں چوروں کے ہاتھ لگ گئیں جہاں انھیں امیر تاجروں کے ہاتھ بیچ کر باندی بنادیا گیا۔

کم عمری میں خادمہ کی حیثیت سے بوجھ سہنا رابعہ بصریؒ کے لیے کافی مشکل تھا۔ روز بروز ان پر آقا کا عذاب بڑھتا چلا گیا تو ایک روز آقا نے رابعہ بصری کو مالکِ حقیقی کے آگے گریہ وزاری کرتے ہوئے سُنا:

> ''اے پروردگار! تجھے معلوم ہے کہ میرا دل تیری اطاعت کا خواہاں ہے۔ میری آنکھیں تیری خدمت سے ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اگر معاملہ میرے ہاتھوں میں ہوتا تو ایک لمحہ بھی تیری عبادت سے نہ چوکتی مگر تو نے مجھے ایک سنگدل بندے کے ہاتھوں میں دے دیا ہے۔''

آقا کے کانوں نے جب یہ کلمات سُنے تو وہ گھبرا گیا اور رابعہ بصریؒ کی گریہ وزاری سے کانپ اٹھا اور کہنے لگا:

> ''رابعہ! میں اپنی خطاؤں کی معافی چاہتا ہوں۔ تُو آزاد ہے، چاہے تُو میرے پاس رہ اور جی چاہے تو کسی ایسی جگہ چلی جا، جہاں تجھے راحت میسّر ہو۔''

رابعہ بصریؒ نے یہ سن کر دونوں ہاتھ بلند کر کے مالکِ حقیقی کا شکر ادا کیا کیوں کہ انھیں ایسے عذاب سے نجات ملی جس میں وہ اپنے والدین کی وفات کے بعد سے ہر وقت مبتلا رہیں۔ وہ کچھ عرصہ بصرہ میں قیام کرنے کے بعد کوفہ میں رہیں اور پھر ملکِ شام سے گزرتے ہوئے بالآخر خانہء کعبہ کی زیارت کا طویل سفر شروع کیا۔

## ۳۔ حضرت رابعہ بصریؒ کا کردار

رابعہ بصریؒ بڑی ذہین، ہوشیار اور عقل مند خاتون تھیں۔ بچپن ہی سے عبادت و ریاضت اور مالکِ حقیقی کے خوف کے جذبے سے سرشار تھیں۔ پرہیز گاری کا یہ عالم تھا کہ دینوی کام کاج سے فرصت ملتے ہی

مالکِ حقیقی کی عبادت میں مشغول ہو جاتی تھیں۔ پوری پوری رات مالکِ حقیقی کے حضور گریہ وزاری میں گزار دیتی تھیں۔ وہ کہتی تھیں کہ: "اے نفس! تو کب تک سوئے گا اور کب تک خراٹے لیتا رہے گا؟

رابعہ بصریؒ کا دنیا سے منہ موڑ لینا اور مالکِ حقیقی کی طرف متوجہ رہنا اُس زمانے کی روایت کے مطابق تھا۔ کیوں کہ اُس دور کے اکثر مقدس بزرگ ایسا ہی کرتے تھے۔ ایسے بزرگوں کے لیے پرہیز گاری کی جگہ ایک پُر سکون غار ہوا کرتی تھی۔ حضرت رابعہ بصری کے دور میں روحانیت ایک مستقل موضوع بن چکا تھا اور حقیقی صوفیائے کرام اس کی باقاعدہ تربیت دیا کرتے تھے۔ جس کے بانی حضرت حسن بصریؒ تھے۔

رابعہ بصریؒ اپنے زمانے کے تمام زاہدوں (پرہیز گاروں) سے زیادہ اصول پرست تھیں۔ ایک روز لوگوں نے اُن سے پوچھا: "اللہ کی عبادت کیسے کرنی چاہیے؟" رابعہ بصری نے جواب دیا: "میں چاہتی ہوں کہ لوگ جنّت کی لالچ اور جہنّم کے خوف سے اللہ کی عبادت نہ کریں بلکہ اُسے لائقِ عبادت مانتے ہوئے اُس کی عبادت کریں۔"

رابعہ بصریؒ جب بھی عبادت و ریاضت میں بیٹھتیں تو گریہ وزاری کرتے ہوئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دعا کے یہ الفاظ اکثر دہراتیں:

> "پروردگار! تیری عزّت کی قسم! میں جنت کے لیے عبادت نہیں کرتی بلکہ تیری محبت کی بنا پر ایسا کرتی ہوں۔ پروردگار! کیا تُو اس دل کو جو تجھ سے محبت کرتا ہے اُس زبان کو، جو تجھے یاد کرتی ہے اور اُس بندے کو جو تجھ سے ڈرتا ہے، آگ میں جھونک دے گا؟"

رابعہ بصریؒ کی مالکِ حقیقی کے لیے بے انتہا محبت ہمارے لیے ایک نمونہ ہے۔ جس کی وجہ سے وہ عبادت و روحانیت کے ذریعے اعلیٰ درجے پر پہنچیں اور مالکِ حقیقی کے عشق کو پالیا۔ اسی مناسبت سے وہ تاریخ میں "اُمّ الخیر" (خیر کا مرکز) کے نام سے پکاری جاتی ہیں۔

## ۴۔ وفات

ان کی وفات 180ھ یا 185ھ میں ہوئی جیسا کہ تاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہے۔

## سبق کا خلاصہ

- حضرت رابعہ بصریؒ تاریخِ اسلام کی عظیم شخصیات میں سے ایک ہیں جو زہد اور تقویٰ کی بدولت مشہور ہیں۔ اُن کی عاجزی، انکساری، مالکِ حقیقی سے محبت اور لوگوں کی اصلاح نے انھیں تاریخ میں ایک اہم مقام عطا کیا ہے۔
- حضرت رابعہ بصریؒ نے لوگوں کے دلوں میں مالکِ حقیقی کی محبت جگانے کے لیے اہم کردار ادا کیا، خاص طور پر جب وہ جنت کی محبت اور دوزخ کے خوف سے پرے ہو کر اپنے آپ کو عشقِ حقیقی کے لیے مالکِ حقیقی کے سپرد کرتی ہیں۔ یہ صوفیوں کا طریقۂ عبادت ہے۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۱- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) چوروں نے رابعہ بصریؒ اور ان کی بہنوں کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا؟

(۲) حضرت رابعہ بصریؒ کے مسلک کی بنیاد کس بات پر ہے؟

(۳) تاریخ میں آپ کس لقب سے مشہور ہیں؟

۲- حضرت رابعہ بصریؒ کی شخصیت پر مفصل نوٹ لکھیں۔

۳- اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثّر ہوئے ہوں۔

(۱) ________________________________________

(۲) ________________________________________

۴- بات چیت کے نکات:

درج ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں:

- حضرت رابعہ بصریؒ اپنی عبادت و ریاضت کے معاملے میں بے حد سخت تھیں۔
- مالکِ حقیقی کی محبت میں حضرت رابعہ بصریؒ کے کہے ہوئے الفاظ پر تبادلۂ خیال کریں۔

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ حضرت رابعہ بصریؒ کی سوانح عمری پر معلومات جمع کر کے اُسے مضمون کی صورت میں تیار کریں۔
- حضرت رابعہ بصریؒ کے اہم پیغامات کو لکھ کر جماعت میں آویزاں کریں۔

## فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| گہوارہ | پنگھوڑا، بچوں کا جھولا | مقیم | رہنے والا |
| تمدن | مل کر رہنے کا طریقہ | اِفلاس | غربت |
| باندی | کنیز، خادمہ | خواہاں | خواہش مند |
| سنگ دِل | ظالم | زیارت | کسی اہم مقام کو دیکھنا |
| ریاضت | محنت و مشقت | نفس | روح، جان |
| سرشار | مست، بھرا ہوا | مَعروف | مشہور |
| مُتوسّط | درمیانی درجہ، اوسط درجہ | | |

# ۲۔ زَرتُشت

## ا۔ تعارف

قدیم اوستی زبان میں اس مرکب لفظ کے معنی سنہری انٹوں کے مالک یار کھوالے کے ہیں جو کسی کے امیر ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لفظ کے اشتقاق میں بے انتہا اختلاف ہے۔ زَرتُشت قدیم ایران کے مذہبی رہنما تھے، جنھوں نے انسانیت کو ایک مالکِ حقیقی کی عبادت کرنے اور نیک کام کرنے کی ہدایت دی۔ مذہبِ زَرتُشت ان ہی کے نام سے پہچانا جاتا ہے۔

## ۲۔ حالاتِ زندگی

زرتُشت کی پیدائش کے متعلق مختلف روایات پائی جاتی ہیں۔ غالباً وہ ایران کے صوبۂ آزر بائیجان میں 660(ق۔م) میں پیدا ہوئے۔ ان کی جائے پیدائش ''رَے'' ہے اُن کے والد کا نام ''پوراشاسپ'' اور والدہ کا نام ''گرواوسن'' تھا۔ آپ کے والد ''سپتما'' خاندان سے تھے۔

## ۳۔ ابتدائی تعلیم

زرتُشت نے اپنے زمانے کے مشہور استاد حکیم بزاکرزا (Bazakarza) سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ دس سال کے قلیل عرصے میں متعدد علوم، مذہب، زراعت، گلہ بانی اور جرّاحی کے ماہر ہو گئے۔

## ۴۔ زَرتُشت کی جوانی کے حالات

زرتُشت نے جوانی میں قدم رکھتے ہی اپنے آپ کو خدمتِ خلق کے لیے وقف کر دیا۔ مصیبت زدہ لوگوں کی خدمت اُن کا محبوب مشغلہ تھا۔ اُن کے والدین کی خواہش تھی کہ وہ آبائی پیشہ یعنی زراعت اور گلہ بانی کو اپنا ذریعۂ معاش بنائیں لیکن زرتُشت نے جدوجہد معاش کے بجائے خدمتِ خلق کو اپنا نصب العین بنایا۔

## ۵۔ حُصُولِ معرِفت

جوانی کے زمانے ہی سے زرتشت اپنے آباؤ اجداد کے مذہب سے غیر مطمئن تھے۔ اس کی بجائے وہ مشاہدے اور تجربے پر یقین رکھتے تھے۔ وہ یہ سوچ کر بے حد پریشان رہا کرتے تھے کہ انسانی مصائب اور تکالیف کا منبع کہاں ہے؟ یہ کیوں آتی ہیں؟ کیا انسان ان سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے؟ وہ کون سے طریقے اور ذریعے ہیں جو انسان کو

اِن سے نجات دلا سکتے ہیں؟ انھی سوالات کا حل تلاش کرنے کے لیے انھوں نے بیس سال کی عمر میں گھر کو خیر باد کہہ کر ایک غار میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ تقریباً تیس سال کی عمر میں انھیں مالکِ حقیقی کی معرفت نصیب ہوئی اور انھوں نے براہِ راست ''آہورا مزدا'' سے وہ الفاظ حاصل کیے جو ان کی تعلیمات یعنی ''گاتھا'' (گیت) کی بنیاد ہیں۔ ''گاتھا'' وہ مقدس منظومات ہیں جو زرتشتی روایت کے مطابق خود زرتشت نے تحریر کیں تھیں۔

## ۶۔ تبلیغ

اپنے زمانے میں موجود مَظاہر پرستی اور شرک کی مخالفت کرتے ہوئے زرتُشت نے توحید کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔ زرتشت خود وحدانیت پر یقین رکھتے تھے۔ ان کے ہاں مالکِ حقیقی کا نام ''آہورا مزدا'' تھا۔ ''آہور'' کے معنی ہیں ''مالک'' اور ''مزدا'' کے معنی ''دانا'' کے ہیں یعنی دانا مالک۔ زرتُشت مالکِ حقیقی کے متعلق فرماتے ہیں: '' تو ہی مالکِ حقیقی ہے، میں یہ جانتا ہوں۔ اے قادرِ مطلق! تو ہی اول تھا، جب زندگی نے جنم لیا۔ انسان کے ہر خیال، اس کے قول و فعل کا پھل ہے۔ جس طرح تیرے ابدی قانون میں مرقوم ہے کہ برائی کا انجام بُرا ہے اور اچھائی کا انجام اچھا ہے۔ قیامت تک تیری حکمت کے تحت یہ بات مقرر ہو چکی ہے''۔

دس سال کی مسلسل کوشش کے بعد صرف ان کے چچازاد بھائی ان پر ایمان لائے۔ وجہ یہ تھی کہ ایران میں اُس وقت لوگ ایسے معبود پسند کرتے تھے جنھیں وہ آنکھوں سے دیکھ سکیں اور ہاتھوں سے چھو سکیں۔ مگر زرتُشت نے جس مالکِ حقیقی کی دعوت دی تھی وہ اِن صفات سے پاک تھا۔

جب عوام الناس نے اُن کی باتوں پر کان نہ دھرا تو توحید کا پیغام لے کر وہ بلخ کے بادشاہ گشتاب سے ملنے گئے اور لگاتار تین دن اور تین رات تک بادشاہ کے دربار میں شاہی علما سے مناظرہ اور بحث و مباحثہ جاری رہا۔ زرتُشت نے ''آہورا مزدا'' یعنی دانا مالکِ حقیقی سے متعلق وحدانیت کی دعوت دی اور اخلاقی اُصول سمجھائے۔ اس کے نتیجے میں بادشاہ گشتاب، اُن کی بیگم اور بھائی اور دو وزیر ایمان لے آئے۔ اس کے بعد زرتُشت مذہب انتہائی تیزی سے ایران اور اُس کے گرد و نواح میں پھیلنے لگا۔ زرتُشت نے ایران کے بادشاہ کی مدد سے اپنا مذہب توران (Toran) میں پھیلانا چاہا۔ توران قدیم زمانے میں وسطی ایشیا کے علاقوں کو کہا جاتا تھا۔ جس کے نتیجے میں دونوں ملکوں میں جنگ چھڑ گئی اور ایک تورانی سپاہی نے زرتُشت کو پیٹھ میں خنجر مارا۔ آخر کار ۷۷ برس کی عمر میں وہ 583ق۔م میں دنیائے فانی سے رُخصت ہو گئے۔

## ۷۔ زرتُشت کی تعلیمات

- زرتُشت کی تعلیمات میں سب سے پہلے وحدانیت یعنی ایک مالکِ حقیقی کی عبادت کرنا ہے۔

- زَرتُشت نے خیالات کی پاکیزگی پر زور دیا ہے کیوں کہ انسانی اعمال، خیالات کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر انسان کے خیالات میں پاکیزگی آجائے تو اعمال خود بخود دُرست ہو جاتے ہیں۔
- زَرتُشت نے سچ بولنے، صفائی اور پاکیزگی کو بہت اہمیت دی۔ انھوں نے دوسروں کی مالی امداد پر بھی زور دیا۔ اُن کا قول ہے کہ ''جو شخص مال دار ہو اُسے چاہیے کہ وہ اپنے فاضل مال کے ذریعے دوسروں کی مدد کرے اور غیر مذہب کے مستحق لوگوں کی بھی مدد کرے۔''
- زرتُشت ایسے شخص پر افسوس کرتے ہیں جو شخص خیرات تو دے لیکن خیرات دیتے وقت اُس کا دل خوش نہ ہو۔
- زرتُشت محنت و کوشش کو بڑی اہم نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ انھوں نے خود آخری عمر تک زراعت کے کاموں میں دلچسپی لی اور اپنے اور اپنے خاندان والوں کے لیے معاش کمایا۔
- زرتُشت رہبانیت کے خلاف تھے اسی لیے انھوں نے دنیاوی ذمّہ داریوں کو پورا کرنے اور شادی کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ اُن کے ماننے والے دنیا کے کام کاج کے ساتھ ساتھ مذہب پر بھی عمل کریں۔

## سبق کا خلاصہ

- زرتشت نے اپنے زمانے میں رائج مظاہر فطرت کو ماننے سے انکار کرتے ہوئے حق کی تلاش کی اور اپنی قوم کو مالکِ حقیقی سے آگاہ کیا اور انھیں ایک مالکِ حقیقی کو ماننے اور نیکی کی طرف آنے کی دعوت دی۔
- زرتشت نے عرفانی علم حاصل کرنے کے بعد اپنے گھر والوں اور قریبی لوگوں کو دعوت دی مگر سب اُن کے خلاف ہوگئے۔ پھر وہ بلخ کے بادشاہ سے ملے اور انھیں مالکِ حقیقی کی پہچان کروائی۔ اُن کی زندگی کا مقصد لوگوں کی اچھائی اور ایک مالکِ حقیقی کی پہچان کروانا تھا جس کی بدولت اُن کی موت واقع ہوئی۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۱۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) زرتُشت کہاں پیدا ہوئے؟

(۲) زرتُشت کے والدین کا تعلق کس خاندان سے تھا؟

(۳) زرتشت نے بچپن میں کس استاد سے تعلیم حاصل کی؟

(۴) زرتشت کی طرف منسوب کتابوں کے بارے میں لکھیں۔
(۵) کس عمر میں زرتشت کو مالکِ حقیقی کی معرفت حاصل ہوئی؟
(۶) زرتشت کی وفات کیسے ہوئی؟
(۷) انتقال کے وقت زرتشت کی عمر کتنی تھی؟

۲- زرتشت کے حالاتِ زندگی پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

۳- اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثّر ہوئے ہوں۔

۴- طلبہ / طالبات مندرجہ ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں۔

- انسان اپنے قول و فعل ہی کا پھل کھاتا ہے۔
- افسوس ہے اُس شخص پر جو خیرات دے مگر اُس کا دل خوش نہ ہو۔

۵- زرتشت کی تعلیمات پر مبنی گروہوں میں چارٹ بنائیں اور اُس کو مثالوں کے ذریعے کلاس میں پیش کریں۔

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ زرتشت کے حالاتِ زندگی پر مشتمل تصاویر کی نمائش منعقد کریں جس میں مذہب زرتشت کے اہم نکات، عقائد اور اخلاقی تعلیمات کی پیشکش کریں۔

## فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
|---|---|---|---|
| آبائی | باپ دادا کا | محبوب | پسندیدہ |
| آباؤاجداد | باپ دادے | معاش | روزگار |
| گوشہ نشینی | تنہائی اختیار کرنا | چھٹکارا | نجات |
| ابدی | ہمیشہ رہنے والے | مصلحت | اچھا مشورہ، مناسب تجویز |
| رہبانیت | دنیا کو ترک کر دینا | مرقوم | لکھا ہوا |

## ۳۔ مقدّس توما رسول (St. Thomas, The Apostle)

### ۱۔ حالاتِ زندگی

مقدس توما کی ابتدائی زندگی، پیدائش، خاندان اور تعلیم وغیرہ کے متعلق تاریخ خاموش ہے البتہ اُن کے متعلق چند اہم حقائق ذیل میں بیان کیے جارہے ہیں:

### ۲۔ حضرت یسوع مسیح کی شاگردی

مقدس توما کو جب حضرت یسوع مسیح نے اپنے رسولوں کی جماعت میں شامل کیا تو اُس وقت آپ یہودی تھے۔ حضرت یسوع مسیح کی شاگردی قبول کرنے کے بعد آپ نے دل و جان سے اپنے مرشد کی پیروی کی۔ ایک رات جب آپ عبادت میں مشغول تھے تب حضرت یسوع مسیح نے اپنے بارہ شاگردوں کو بُلا وا بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ وہ یہودیہ چلے جائیں کیوں کہ اُس وقت بہت سے لوگ یسوع مسیح کے خلاف ہو چکے تھے اور لوگوں کا آپ پر اور آپ کے شاگردوں پر ظلم عروج تک پہنچ چکا تھا۔ تب آپ نے حضرت یسوع مسیح کا فرمان مانتے ہوئے اپنے گیارہ ساتھیوں کو حضرت یسوع مسیح کے حکم کو ماننے پر اُبھارا اور یہودیہ کوچ کر گئے۔

### ۳۔ مقدّس توما کا کردار

مقدس توما کردار و شخصیت کے حوالے سے نہایت سنجیدہ اور خاموش طبیعت کے مالک تھے۔ کافی غور و فکر کرنے والے اور حقائق کی تلاش میں ہمہ تن تیار رہتے تھے۔ مقدس توما حضرت یسوع مسیح کے دوبارہ زندہ ہونے کی گواہی کے حوالے سے بھی جانے جاتے ہیں۔

مُردوں میں سے زندہ ہونے کے بعد جب حضرت یسوع مسیح پہلی بار شاگردوں پر ظاہر ہوئے تو آپ وہاں موجود نہ تھے اسی لیے آپ نے اُس واقعے کو ماننے سے انکار کر دیا اور کہا: "جب تک تصدیق کے طور پر حضرت یسوع مسیح کو بذاتِ خود نہ دیکھ لوں، یقین نہیں کروں گا"۔

## ۴۔ حضرت یسوع مسیح کا دیدار

اس کے بعد آپ نے خود حضرت یسوع مسیح کے ہاتھوں، پاؤں اور پسلی کے زخموں کو دیکھ کر انھیں سجدہ کیا اور ''اے میرے خداوند! اے میرے خدا!'' کہہ کر نہ صرف خود ایمان واقرار کیا بلکہ دوسروں کو بھی اس کے متعلق دعوت دی۔ اسی واقعے کی وجہ سے آپ کو'' توما شکی'' کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

## ۵۔ مقدّس توما کی خدمات

آپ حضرت یسوع مسیح کے حکم سے رسالت کی دعوت کے سلسلے میں برصغیر آئے۔ روایت ہے کہ آپ ہندوستان اور موجودہ پاکستان کے علاقوں ٹیکسلا اور ٹھٹھہ وغیرہ تک تبلیغ کرنے کے لیے آئے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کو ''رسولِ پاک وہند'' کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ آپ جہاں جہاں گئے وہاں آپ نے کلیسائیں قائم کیں اور گرجا گھر تعمیر کروائے۔ برّصغیر پاک وہند میں آپ کی خدمات کے حوالے سے یہاں کے لوگ اِس بات پر فخر کرتے ہیں کہ آپ کی بدولت انھیں حضرت یسوع مسیح کی معرفت حاصل ہوئی۔ آپ اپنی پوری زندگی معرفتِ مسیح اور ایمان کی تعلیم میں مصروف رہے اور برصغیر میں حق کا پیغام پہنچایا۔

## ٦۔ وفات

آپ کو جولائی 72ء میں مائیلاپور (مدراس) کے مقام پر اُس وقت برچھی مار کر قتل کر دیا گیا جب آپ دعوت کے کام میں مشغول تھے۔ آپ کو اُسی جگہ دفن کیا گیا جہاں بعد میں ایک گرجا گھر تعمیر کیا گیا جسے ''مقدس توما کتھیڈرل (St. Thoma Cathedaral) کے نام سے جانا جاتا تھا۔ پاپائے اعظم پولوس ششم نے آپ کو پاک وہند کا مُربّی قرار دیا ہے۔

- مقدس توما کو پاک وہند میں ''رسول'' کے نام سے جانے جاتے ہیں۔
- آپ نے حضرت یسوع مسیح کے دوبارہ جی اٹھنے کے بعد جب تک اُن کا دیدار نہ کیا، اس حقیقت کو نہ مانا کہ حضرت یسوع مسیح زندہ ہیں جب آپ نے اُن کا دیدار کیا تو اس بات پر ایمان لے آئے اسی لیے آپ کو ''توما شکی'' بھی کہتے ہیں۔

## سرگرمی برائے طلبہ و طالبات

۱- مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں:

(۱) حضرت یسوع مسیح کے شاگرد کو کیا کہا گیا ہے؟
(۲) مقدس توما کو "رسول" کا لقب کس نے دیا؟
(۳) مقدس توما کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟
(۴) جہاں آپ کی وفات ہوئی وہاں کس نام سے گرجاگھر مشہور ہے؟

۲- مقدس توما رسول پر مُفصّل نوٹ تحریر کریں۔

۳- اس سبق سے متعلق کوئی دو اہم نکات تحریر کریں جن سے آپ متاثّر ہوئے ہوں۔

(۱) ______________________________

(۲) ______________________________

۴- مقدس توما رسول کے بارے میں پڑھنے کے بعد اُن کی شخصیت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

۵- طلبہ/طالبات درجِ ذیل نکات پر تبادلۂ خیال کریں۔

- آپ کو "توما شکی" کیوں کہتے ہیں؟
- دعوت کے کام میں جان دینا عظیم ثواب ہے۔

**ہدایات برائے اساتذہ**

- طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ مقدس توما رسول کے حالاتِ زندگی پر معلومات مختلف مذہبی کُتب اور تصاویر کی مدد سے حاصل کر کے چارٹ پر آویزاں کریں اور نمائش کا بھی انتظام کریں۔

## فرہنگ

| الفاظ | معانی | الفاظ | معانی |
| --- | --- | --- | --- |
| حقیقت (ج) حقائق | سچائی | معرفت | پہچاننا، جاننا، علم |
| مُرشد | رہنما، صحیح راہ دکھانے والا | مُربّی | تربیت کرنے والا ، مالک |
| عُروج | انتہا | ہمہ تن | پوری محنت سے، ہر وقت |
| کُوچ کرنا | چلے جانا | مصروف | مشغول |
| تصدیق | سچا ماننا | | |